ہماری ویب ڈیجیٹل بک

فیصل اظفر علوی

FAISAL AZFAR ALVI

ہماری ویب پر شائع شدہ تحریروں کا مجموعہ

E-BOOK SERVICES

Collection of Published Articles
By "Faisal Azfar Alvi"
at Hamariweb.com

ڈاکٹر محمد مرسی کا گناہ

اخوان المسلمین سے تعلق رکھنے والے معزول مصری صدر جو کہ امام مسجد ہیں نے حسنی مبارک کی حکومت چلے جانے کے بعد عوامی انقلاب کے نتیجے میں عام انتخابات میں ایک کروڑ 32 لاکھ 30 ہزار 131 ووٹ لیکر 10 لاکھ ووٹوں کے واضح فرق سے کامیابی حاصل کرکے مصر کی صدارت سنبھالی تھی صدر مرسی کی انتخابات میں کامیابی کے چرچے پوری مسلم دنیا کے علاوہ غیر مسلم ممالک میں بھی زوروں پر تھے، اسلامی اقدار اور پرانے مصر کی بحالی کے علمبردار معزول مصری صدر محمد مرسی کروڑوں لوگوں کی آنکھ کا تارا ہیں اور دوسری طرف وقت کے کچھ۔یزیدوں کی آنکھ میں بری طرح کھٹکتے تھے۔

قارئین کرام! اس وقت دنیا میں بہت سے چھوٹے۔بڑے۔یزید موجود ہیں، ان یزیدوں میں سرفہرست امریکہ، اسرائیل اور بھارت ہیں، دنیا کے سب سے بڑے۔یزید امریکہ اور اس کے ساتھی۔یزید اسرائیل کو محمد مرسی کے اقتدار میں آنے کا سب سے زیادہ رنج تھا یہی وجہ تھی کہ محمد مرسی کی حکومت کیخلاف ان۔یزیدوں نے روز اول سے ہی سازشی جال بننا شروع کردیا تھا اور مصر کے لبرل اور سیکولر طبقوں میں محمد مرسی کیخلاف نفرت اور بغاوت کا بیج بھی اسرائیل نے امریکہ

کی آشیر باد سے بویا تھا' ڈاکٹر محمد مرسی کی پاکستان آمد پر نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (NUST) کے جانب سے ان کو ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری بھی دی گئی تھی' ڈاکٹر محمد مرسی کا گناہ یہ تھا کہ انہوں نے مصر میں اسلامی فلاحی مملکت کے خواب کو پورا کرنے کیلئے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات اٹھانے شروع کر دیئے تھے' محمد مرسی نے فلسطین کے مسئلہ پر باآواز بلند وقت کے یزیدوں کو للکارا' اسلامی بنک کے قیام کیلئے مسلم ممالک کو اکٹھا کرنے کی سعی اور نام نہاد سیکولر اور لبرل طبقوں کی ریشہ دوانیوں کی روک تھام کی پاداش میں ان ہی کے تعینات کئے ہوئے آرمی چیف نے ان کی حکومت کا تختہ الٹ دیا مگر مصری فوج اور نام نہاد لبرل اور سیکولر طبقوں نے اتنی بڑی تعداد میں محمد مرسی کے حامیوں کو سڑکوں پر دیکھا تو وہ بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئے' ذرائع کیمطابق عوامی دباؤ بڑھنے کے نتیجے میں مصری فوج کے سربراہ جنرل عبدالفتاح السیسی صدارتی محل سے فوجی ہیڈ کوارٹر منتقل ہو چکے ہیں' دوسری طرف عالمی امن کا ٹھیکیدار' دنیا کے سب سے بڑا دہشت گرد امریکہ نے مصری صدر محمد مرسی کی حکومت کا تختہ الٹنے کے اقدام کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ مصر میں عوام کے ساتھ زیادتی برداشت نہیں کریں گے جبکہ موصوف انکل سام کا خود ایک اہم شہر دنیا میں کرائم ریٹ سب سے زیادہ ہونے کی وجہ سے بھی مشہور ہے' نام نہاد جمہوری ملک امریکہ سے اپنے ایک شہر میں کرائم ریٹ تو کم کیا نہیں جاتا اور اسلامی ممالک کیخلاف سازشیں کرنے کیلئے روز

اول سے ہی تیار ہے۔ اطلاعات کے مطابق مصری فوج چند دن میں ہی پسپائی اختیار کر لے گی کیونکہ پورے مصر اور دیگر تمام ممالک جہاں پر مصر موجود ہیں وہاں محمد مرسی کے حق میں احتجاجی مظاہرے شدت اختیار کر چکے ہیں' ترکی میں مصری قونصل خانے کے سامنے ترک عوام نے محمد مرسی کے حق میں احتجاجی مظاہرہ کیا' ذرائع کیمطابق فوج اور لبرل طبقوں کو مرسی کی حکومت کا تختہ الٹے جانے کے اس اقدام کے جواب میں اتنے زبردست عوامی رد عمل کی توقع نہ تھی' افسوس اس بات کا ہے کہ جن ممالک میں فوج کو عوام کیساتھ ہونے والے ظلم و ستم پر ایکشن لینا چاہیۓ وہاں فوج ایکشن نہیں لیتی اور جہاں ضرورت نہیں ہوتی وہاں فوج مارشل لاء لگا دیتی ہے' مصری میڈیا کیمطابق محمد مرسی کے حق میں سڑکوں پر آنے والے لوگوں کی تعداد تقریبا 5 کروڑ ہے' اسرائیل کے ایک وزیر کا کہنا ہے کہ اسرائیل کا کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جس کو محمد مرسی کی حکومت کا تختہ الٹنے کی خوشی نہ ہو' قارئین کرام! اسرائیلی وزیر کے اس بیان سے یہ بات مکمل طور پر عیاں ہو چکی ہے کہ اسرائیل محمد مرسی کی حکومت کا تختہ الٹنے میں براہ راست برسرپیکار تھا۔

دنیا میں اس وقت 56 اسلامی ممالک موجود ہیں جن میں دو درجن سے زائد ممالک ایسے ہیں جو عالمی دنیا میں نمایاں مقام رکھتے ہیں' اگر دنیا کے 56 اسلامی ممالک اقوام متحدہ (United Nations) کی طرز پر (Islamic Nations) ادارہ بنا

لیں اور تمام اسلامی ممالک کی کرنسی کو یکجا کرتے ہوئے ورلڈ بنک کی طرز پر اسلامک بنک بنالیں تو یہ 56 اسلامی ممالک پوری دنیا پر براہ راست حکومت کر سکتے ہیں اور محمد مرسی کی پالیسیاں بھی اس سلسلے کی ہی ایک کڑی تھیں۔

بقول حضرت علامہ محمد اقبالؒ کہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاکِ کاشغر

روئے ارض پر موجود تمام اسلامی ممالک اس وقت دشمنان اسلام ویزید وقت کی چیرہ دستیوں کا شکار ہیں اگر اسلامی ممالک نے ان کیخلاف گرینڈ الائنس نہ بنایا تو لیبیا' عراق' فلسطین' بوسنیا' سیریا' لبنان' افغانستان' شام' مصر اور سوڈان کی سی حالیت سے تمام اسلامی ممالک یکے بعد دیگرے گزریں گے' خدارا امت مسلمہ اب شیعہ' سنی اور وہابی کی لڑائی سے نکل کر ایک ہو جائیں کیونکہ دشمن کو کسی شیعہ' سنی یا وہابی سے کوئی لینا دینا نہیں دشمن کا کام صرف اور صرف امت مسلمہ کو آپس میں لڑوا کر اپنے مفادات حاصل کرنا ہے۔

کے پی کے حکومت اور بجٹ 2013-14 ء

خیبر پختونخواہ حکومت جو کہ 90 فیصد سونامی پر مشتمل ہے نے بلاآخر کابینہ کی منظوری کے بعد مختصر ترین وقت میں صوبے کا مالی سال 2013-14 ء کیلئے 3 کھرب 44 ارب روپے کا ٹیکس فری بجٹ پیش کر ہی دیا' تین بڑے صوبوں کے بجٹ میں کے پی کے کا بجٹ سب سے زیادہ زیر بحث رہا کیونکہ ماہرین کیمطابق بجٹ کے مجموعی حجم کو مد نظر رکھتے ہوئے بہترین تقسیم کے طریقہ کار پر عمل کرنے کی بڑی حد تک کامیاب کوشش کی گئی۔

قارئین کرام ! ہچکولے کھا کھا کر پچھلی حکومت کا 5 سالہ مدت پوری کرنا اور کامیابی سے سویلین حکومت کا سویلین حکومت کو اقتدار منتقل کرنا جمہوریت کیلئے یقیناً نیک شگون ہے' کے پی کے کی نوزائیدہ حکومت اگرچہ اتنی مضطوب نہیں جتنی مرکز کی اور صوبہ پنجاب کی حکومت ہے مگر پختون عوام کو موجودہ حالات میں ایک امید کی کرن ضرور دکھائی دے رہی ہے' کے پی کے حکومت کے پیش کئے جانے والے بجٹ میں اہم اقدامات کی تقریبا تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے افراد نے تعریف کئے' کی پی کے حکومت کے مطابق صوبہ بھر میں تعلیمی اور توانائی ایمرجنسی کا نفاذ کر دیا گیا ہے جو کہ بہترین حکمت عملی کا پہلا قدم ثابت ہوگا' کے پی کے میں محنت کشوں کی بڑی تعداد موجود ہے جن

سے متعلق حکومت کے اعلان نے تمام حلقوں کو حیران کر دیا ہے کہ آئندہ کسی بھی مزدور کو دس ہزار روپے ماہانہ سے کم اُجرت پر رکھا گیا تو یہ قابل سزا جرم ہوگا' یکساں نظام تعلیم' وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے خرچوں میں نصف کمی' مہمان خانوں' ریسٹ ہاؤسز میں مفت قیام' سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافے جیسے اقدامات نے عوامی حلقوں میں حکومت سے وابستہ امیدوں کے پایہ تکمیل تک پہنچنے کی روشن راہیں متعین کر دی ہیں' سب سے زیادہ اہم بات یہ کہ تقریباً 10 کروڑ آبدی کے صوبہ پنجاب کے ہیوی بجٹ میں سے تعلیم کیلئے جو حصہ مختص کیا گیا ہے وہ صرف 25 ارب روپے ہے جس کے برعکس محدود مجموعی حجم کے خیبر پختونخواہ حکومت کے بجٹ میں تعیلم کیلئے 66 ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ سونامی حکومت کا تعلیمی انقلاب لانے کیلئے ایک سنجیدہ فیصلہ ہے اور عوام الناس کی طرف سے اس اہم اعلان کی بھرپور پذیرائی بھی کی گئی کیونکہ تعلیم کی کمی ہی تمام مسائل کی جڑ ہے اور یہی وجہ ہے کہ زمانے بھر کے ڈاکو' چور اور لٹیرے ہم پر مسلط ہو جاتے ہیں۔

قارئین کرام ! خیبر پختونخواہ حکومت کے بجٹ میں صحت سے متعلق بھی قابل تعریف حصہ مختص کیا گیا ہے جو کہ دیگر صوبوں کیلئے قابل تقلید ہے' کے پی کے حکومت نے تعلیم کیلئے 22 ارب 80 کروڑ روپے اور پولیس کیلئے 23 ارب 78 کروڑ روپے مختص کئے ہیں جو کہ پولیس گردی کو لگام ڈالنے میں کلیدی کردار ادا کرے گا'

قارئین کرام! میرے خیال میں کے پی کے حکومت کو ایف آئی آر کے اندراج کے آن لائن طریقہ کار اور فون پر اندراج کے طریقہ کار پر نظر ثانی کرنی چاہئے کیونکہ فون پر ایف آئی آر درج کروانے اور آن لائن طریقہ کار کے استعمال میں کئی قباحتیں موجود ہیں جس کی وجہ سے پولیس، عوام اور خود حکومت مزید مشکلات کا شکار ہو سکتی ہے، فون پر ایف آئی آر کے اندراج کا طریقہ کار غلط مقاصد کیلئے استعمال ہو سکتا ہے اس لئے کے پی کے حکومت کو چاہئے کہ وہ ایف آئی آر کے اندراج کے طریقہ کار میں تبدیلی ضرور لائے مگر اس سے پہلے مکمل غور و فکر ضروری ہے۔

سونامی حکومت کا دور بلاشبہ چیلنجز سے بھرپور ہے مگر عمران خان اور پرویز خٹک کو عوام سے کئے گئے وعدوں پر عمل پیرا ہونے کیلئے جان توڑ کوشش اور محنت کرنا ہو گی، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مرکز میں موجود مسلم لیگ (ن) کی حکومت اور کے پی کے میں اس کی بحیثیت اپوزیشن موجودگی اور مولانا فضل الرحمٰن کی جماعت سونامی حکومت کی راہ میں روڑے ضرور اٹکائیں گے اور مولانا صاحب تو اس بابت جذباتی بھی ہو سکتے ہیں مگر قوی امید ہے کہ تحریک انصاف کی خیبر پختونخواہ میں حکومت تمام تر چیلنجز پر مکمل طور پر نہ سہی لیکن 80 فیصد قابو ضرور پالے گی اور تحریک انصاف کی حکومت کیلئے ایسا کرنا انتہائی ضروری ہے جس کے کیلئے بھرپور عوامی تعاون درکار ہو گا، کے پی کے حکومت کو اس

وقت سب سے بڑا درپیش مسئلہ دہشتگردی کا ہے جس کے حالیہ واقعات نے پورے صوبے کو لرزا کر رکھ دیا ہے، دہشت گردی کا خاتمہ کے پی کے حکومت کی اولین ترجیح ہونا چاہیے۔

آخر میں ایک عرض کرنا چاہوں گا جس پر مکمل کالم اگلی بار لکھوں گا کہ تحریک انصاف خیبر پختونخواہ کی حکومت نے اگر کالا باغ ڈیم کی مخالفت کی تو تحریک انصاف میں بغاوت کا علم بلند ہو جائے گا۔

لاشوں کا شہر

رات تقریباً ساڑھے گیارہ بجے راولپنڈی سے تعلق رکھنے والے ایک دیرینہ دوست عابد رضا کا پیغام موصول ہو جس میں انہوں نے وطن عزیز کے ہر دل عزیز شہر کراچی کے حالات پر دل کھول کر ماتم کیا جو کہ اُن کے ایک محب وطن پاکستانی ہونے کا ثبوت ہے مگر میرا سوال یہ ہے کہ آخر یہ ماتم کب تک جاری رہے گا؟ عابد رضا پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ایک جیالے ہیں اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کیلئے انہوں نے ہر پلیٹ فارم پر آواز اٹھائی ہے مگر الیکشن جیتنے کے بعد قائم ہونے والی (ن) لیگ کی حکومت کی حالیہ بے حسی دیکھ کر ان کو شدید تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔

قارئین کرام! شاید ابھی تو کتنے ہی جیالوں کا دل ٹوٹے گا کیونکہ جن مقاصد کی تکمیل کیلئے انہوں نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کو تیسری مرتبہ حکومت بنانے کا مینڈیٹ دیا وہ دور دور تک نظر نہیں آرہا' نومنتخب وزیراعظم پاکستان جو کہ الیکشن سے قبل ہی کشکول توڑنے کا وعدہ کر چکے تھے آج ان ہی کے وزیر خزانہ نے آئی ایم ایف کے سامنے کشکول پھیلا دیا' جس پارٹی کی سیاسی مہم میں بجلی بحران ڈیڑھ سال کے اندر اندر ختم کرنے کے نعرے لگا کرتے تھے اب اس ہی پارٹی کے وزیر پانی و بجلی نے فرمایا ہے کہ لوڈ شیڈنگ آئندہ پانچ سالوں تک

بھی نہیں ختم ہو سکتی۔

قارئین کرام ! پاکستان مسلم لیگ (ن) کے جیالوں اور محب وطن پاکستانیوں کی ایک بڑی تعداد کی رائے وہی ہے جو میرے عزیز دوست عابد رضا کی ہے کہ ''لگتا ہے یہ حکومت بھی گزشتہ حکومت کی طرح وعدوں کا لالی پاپ کھلاتی رہے گی'' ۔ یوں تو نوزائیدہ حکومت کا ہنی مون کا دورا بھی ختم نہیں ہوا لیکن ملکی مسائل نو منتخب حکومت کو ہنی مون کی چھٹیاں گزارانے کی اجازت دیتے نظر نہیں آرہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ وزیر اعظم میاں نواز شریف عوام کے بڑھتے ہوئے دباؤ کی وجہ سے اکثر پریشان دکھائی دینے لگے ہیں اور انہیں پریشان ہونا بھی چاہئے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس بار تو جیسے تیسے کرکے پاکستان مسلم لیگ (ن) اقتدار میں آ ہی گئی ہے اور اب اگر مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے عوامی مسائل کا خاتمہ نہیں کیا اور اپنا روایتی انداز تبدیل نہیں کیا تو عوام کے پاس ایک آخری آپشن بھی موجود ہے۔

قارئین کرام ! یوں تو تقریباً سارے ملک کے حالات ہی خراب ہیں اور لاقانونیت کا راج ہر جگہ پر نظر آرہا ہے مگر روشنیوں کے شہر ''شہر قائد'' کو ظالموں نے لاشوں کے شہر میں تبدیل کر دیا ہے ایسا لگتا ہے جیسے ہم اسلام سے پہلے کے دور یعنی ''زمانہ جاہلیت'' میں داخل ہو گئے ہیں جہاں ہر جگہ قتل و غارت

گری، لوٹ مار، عزتوں کا تقدس پامال کرنا اور قانون نامی کسی چیز کا موجود نہ ہونا نظر آتا ہے، ایک وقت تھا کہ کراچی پوری دنیا میں امن و امان کے حوالے سے مشہور تھا اور سیاحوں کی ایک بڑی تعداد کراچی آیا کرتی تھی اور اب ایک وقت یہ ہے کہ کراچی کے رہائشی گھر سے نکلتے وقت کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ پتہ نہیں ان کی گھر واپسی ہوگی کہ نہیں؟ حالیہ قتل و غارت گری نے پھر سے پورے پاکستان کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے اور ہمارے ادارے کراچی کی صورتحال پر ایک دوسرے کو ذمہ دار ٹھہرانے میں اور دشمنان ملت و دشمنان اسلام کراچی میں لاشوں کی صفیں بچھانے میں مصروف ہیں۔۔۔ میرا قانون نافذ کرنے والے اداروں اور اعلیٰ عدیہ سے سوال ہے کہ وہ کون سی مجبوریاں ہیں جو کراچی کا امن و امان بحال نہیں ہونے دیتیں؟ کیا کراچی میں انسان نہیں بستے؟ کراچی کو دشمنوں سے پاک کرنے کیلئے تاریخ کو کیوں نہیں دہرایا جاتا؟ کراچی میں لاشوں پر چڑھ کر رقص کرنے والوں کے گریباں میں ہاتھ ڈال کر انہیں تین تلوار کے چوک پر سولی پر کیوں نہیں لٹکا دیا جاتا؟ جیسے لوہا لوہے کو کاٹتا ہے اسی طرح دہشت ختم کرنے کیلئے تھوڑی دہشت حکومت کی سرپرستی میں پھیلانی پڑے گی اور وہ دہشت حکومت کی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی ہوگی، کراچی و پاکستان کے دشمنوں اور خفیہ طاقتوں کو ختم کرنے کیلئے حکومت کو سخت اقدامات اٹھانا ہونگے، اگر پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کراچی کا مسئلہ حل کرنے میں ناکام رہی تو ملک کیساتھ ساتھ خود حکومت بھی

شدید ترین مشکلات کا شکار ہو سکتی ہے کیونکہ عوام الناس' میڈیا اور عدلیہ کا دباؤ بڑھتا چلا جائے گا۔

قارئین کرام! اگر کراچی کے حالات اسی طرح رہے تو دشمن اپنے عزائم میں کامیاب ہو جائے گا' کراچی کو امن و امان کا گہوارہ بنانے کیلئے ضروری ہے کہ خفیہ طاقتوں' ملک دشمن عناصر' شدت پسندوں کا جڑ سے خاتمہ کر دیا جائے اور بدامنی میں ملوث افراد کو ایسی سزا دی جائے کہ وہ جرم کرنے والوں کیلئے نشان عبرت بن جائیں' کراچی کے حالات کو لگام دینے کیلئے قانون کی حکمرانی انتہائی ضروری ہے اور قانون بھی وہ جس سے کوئی بالاتر نہ ہو تبھی لاشوں کے اس شہر کو دوبارہ قائد کا شہر اور روشنیوں کا شہر بنایا جا سکے گا۔

خبطی بھارت۔۔۔۔

پاکستان میں 2013ء کے عام انتخابات کے نتائج میں پاکستان مسلم لیگ ن کی حکومت نے اقتدار سنبھالا اور میاں محمد نواز شریف پاکستان کے تیسری مرتبہ وزیر اعظم منتخب ہوئے' پاکستان کے مختلف حلقے موجودہ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ بھارت کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں' اس بات میں کوئی شک نہیں کہ وزیر اعظم نواز شریف کے اقتدار سنبھالتے ہی لائن آف کنٹرول پر بھارتی جارحیت میں ایکدم بہت زیادہ اضافہ ہوگیا' پاکستان کی تقریبا تمام سیاسی جماعتوں کی طرف سے بھارتی جنگی جنون اور ایکچوئل لائن آف کنٹرول پر سیز فائر معاہدے کی خلاف ورزی کی مذمت کی گئی۔

ماضی کے تجربات کو مد نظر رکھا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان اس وقت جنگ نہیں ہو سکتی کیونکہ پاکستان اور بھارت دونوں ہی ایٹمی قوت ہیں اور اگر جنگ ہوئی بھی تو اس کے خطرناک نتائج ہوں گے' قارئین کرام بھارتی فوج کی نے چند دنوں میں 50 سے زائد مرتبہ ایل او سی پر جارحیت کا مظاہرہ کیا جس میں پاکستانی فوجی افسران سمیت پاک فواج کے جوان

شہید ہوئے' دنیا جانتی ہے کہ خبطی ملک بھارت کا جنگی جنون اور بھارت کے پاکستان کے بارے میں مذموم عزائم آج کے نہیں بلکہ قیام پاکستان سے پہلے کے ہیں' تاریخ گواہ ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کی بہتری کیلئے پاکستان کی طرف سے ہمیشہ پہل کی گئی لیکن بھارت اپنی روایتی ہٹ دھرمی اور جنگی جنون میں اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے' بھارت اچھی طرح جانتا ہے کہ پاک افواج دنیا کی بہترین افواج میں سر فہرست ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت ان خدائی فوجداروں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی لیکن خبطی ملک بھارت عددی و عسکری.برتری کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستان کو للکارتا رہا ہے' افسوس اس بات کا ہے پاکستانی حکومت کی طرف سے بھارت جارحیت کے جواب میں کوئی سخت موقف نہیں دیا گیا اور نہ ہی حکومت اس بارے میں بھارت کیخلاف کوئی سخت موقف دینے اور پاک افواج کو بھارتی جارحیت کیخلاف کھل کر ایکشن لینے کی اجازت دینے کے موڈ میں نظر نہیں آ رہی' افسوس کہ بھارت ہمارے فوجی جوانوں کو مار رہا ہے اور پاکستانی حکومت نے خیر سگالی کے جذبہ کے تحت 400 بھارتی ماہی گیر رہا کر دیئے' بھارتی ہماری خود مختاری کا جنازہ پڑھ رہا ہے اور پاکستانی وزیر اعظم فرما رہے ہیں کہ پاکستان کو خوشحال ہونا ہے تو بھارت کیساتھ دوستی ضروری ہے' حکومت یہ تسلیم کیوں نہیں کر لیتی کہ پاکستانی حکومت کے اس خیر سگالی جذبہ کو بھارت پاکستان کی کمزوری سمجھتا ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بھارت ہمارا ہمسایہ ملک ہے اور اس کے ساتھ اچھے تعلقات دونوں ممالک کے بہترین مفاد میں ہونگے لیکن اگر ہٹ دھرمی' جنگی جنون' اور پاگل پن حدیں پار کر جائے تو اس کو منہ توڑ جواب دینا ضروری ہوتا ہے' ہم کب تک پاکستانی افواج کے شاہینوں کو بھارتی جارحیت کی بھینٹ چڑھاتے رہیں گے؟ یہ فوج ہی ہے جس کی وجہ سے آج تک پاکستان دنیا کے نقشے پر قائم و دائم ہے اگر پاک فوج اور خدائی فوجدار آئی ایس آئی نہ ہوتی تو پاکستان کا نام ونشان مٹانے میں دشمن بڑی حد تک کامیاب ہو جاتا' ہماری حکومت کیوں بھارت کیساتھ محبت کی پینگیں بڑھانے میں اس قدر آگے نکلتی جا رہی ہے؟ بھارت کی طرف سے ہمیشہ الزام تراشی کی جاتی رہی ہے کہ پاکستان دہشت گردوں کو تربیت گاہوں میں تربیت دیتا ہے' بھارت کا مادر پدر آزاد میڈیا بھارت کا گھناؤنا چہرہ دنیا کے سامنے کیوں نہیں لاتا؟ بھارت میں چڑیا بھی مر جاتی ہے تو الزام پاکستان پر لگ جاتا ہے' ریٹائرڈ بھارتی اعلیٰ سول و فوجی افسران مختلف مواقع پر تصدیق کر چکے ہیں کہ بھارت میں ہونے والے بڑے دہشت گردانہ حملوں میں خود بھارت ہی براہ راست ملوث ہے۔

ان سب انکشافات کے بعد اصولاََ پاکستانی حکومت کو بھارت کو سخت سے سخت جواب دینا چاہئے مگر پاکستانی حکومت مختلف حلقوں کے ان خدشات کو یکے بعد دیگرے درست ثابت کرتی جا رہی ہے کہ موجودہ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف بھارت کے بارے میں غیر ضروری نرم رویہ رکھتے ہیں' بھارت جب ہماری فضائی حدود کی

خلاف ورزی کرتا ہے تو پاکستانی حکومت فوج کو بھارتی طیارہ مار گرانے کا حکم کیوں نہیں دیتی؟ بھارت کے جنگی جنون اور پاگل پن کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس کا کوئی بھی ہمسایہ ملک اس سے خوش نہیں' بھارتی فوج اور حکومت کی درندگی سے بنگلہ دیش' نیپال' سری لنکا' مالدیپ' پاکستان' افغانستان' چین' کشمیر اور دیگر ممالک بھی سخت عاجز آ چکے ہیں' بھارت کی مقبوضہ کشمیر میں ظلم و بربریت کی داستانیں کس نے نہیں سنیں؟ مقبوضہ کشمیر میں اب تک جو ان گنت نا معلوم اجتماعی قبریں دریافت ہوئیں وہ کس کی ہیں؟ بھارت اگر جنگ کا شوق رکھتا ہے تو یاد رکھے کہ پاک افواج اور پاک اقوام نے چوڑیاں نہیں پہن رکھیں' ہمیں اپنے ملک کا دفاع کرنا آتا ہے' بھارت ماضی میں تجربات کر چکا ہے' اگر اب بھی کوئی شوق باقی ہے تو پورا کرکے دیکھ لے انشاء اللہ بھارتی سورماؤں کو ناکوں چنے چبوا دیں گے' بھارت یہ مت بھولے کہ پاکستانی قوم ہمیشہ ملک کیلئے پاک افواج کے شانہ بشانہ کھڑی ہوئی ہے' بھارتی خنزیروں کو اگر عددی اکثریت کی بناء پر کسی بات کا غرور ہے تو ہمارے خدائی فوجدار اس کا غرور خاک میں ملانے کیلئے ہمہ وقت تیار ہیں' اور بھارت یہ بھی سن لے کہ اسلام امن کا درس دیتا ہے اور پاکستان امن کا طلبگار ہے لیکن امن کی خواہش کو جب کمزوری سمجھا جائے تو جواب دینا لازم ہے' بھارت اپنی یاد داشت پر زور دے اور ذہن نشیں کرلے کہ وطن عزیز کی سالمیت کیلئے ہم سب ایک ہیں' کوئی کسی سیاسی جماعت کا نہیں اور کوئی کسی مسلک یا فرقے کا نہیں ہم صرف اور صرف

مسلمان اور پاکستانی ہیں۔

عالم اسلام اور سعودی شاہوں کا کردار

سعودی عرب کی مملکت جزیرہ نمائے عرب پر مشتمل ہے' اس کے مغرب میں بحریہ قلزم اور مشرق میں خلیج واقع ہیں' اردن' عراق' کویت' قطر' متحدہ عرب امارت' عمان اور بحرین اس کے پڑوسی ممالک ہیں' ریاض سعودی عرب کا سب سے بڑا شہر اور اس کا دار لحکومت ہے' سعودی عرب کا کل رقبہ 2,194,690 مربع کلومیٹر ہے اور اس کی آبادی تقریبا 3 کروڑ کے لگ بھگ ہے' سعودی عرب وہ مملکت ہے جو عالم اسلام کے لئے انتہائی معتزز اور مقتدر ہے' سعودی عرب مسلمانان عالم کے لئے مقدس ترین سرزمین کی حیثیت رکھتا ہے' اسی میں مسلمانوں کے دو عظیم شہر مکہ اور مدینہ واقع ہیں' کل عالم اسلام سعودی سرزمین کا کو انتہائی عقیدت واحترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس مقدس سرزمین پر ایسے لوگ حاکم بن کر بیٹھ گئے جن سے ماضی میں انتہائی تلخ حقائق وابستہ ہیں اور عصر حاضر میں بھی ان کی منافقت سر چڑھ کر بول رہی ہے' 1932 میں ایک نام نہاد لیڈر ابن سعود نے سعودی عرب پر قبضہ کر لیا اور تب سے ہی اس کا نام عرب سے تبدیل کر کے ''سعودی عرب'' رکھ دیا گیا اور یہی خاندان سعودی عرب کا مستقل حکمران بن کر رہ گیا' شاہ عبدالعزیز 1950ء تک اس کا فرمانروا رہا اور اس کے انتقال کے بعد سعود بن عبدالعزیز تخت نشیں ہوا' عبدالعزیز کے

تخت نشیں ہوتے ہی برادر اسلامی ملک یمن سے سعودی عرب کے تعلقات انتہائی کشیدہ ہو گئے اور بغاوت کی ایک لہر نے جنم لیا جس کے نتیجے میں 1964 ء میں شاہ عبدالعزیز کو معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ شاہ فیصل نے سنبھال لی' شاہ فیصل شاہ سعود کا بھائی تھا۔

قارئین کرام ! حقیقتاً سعودی عرب کی حکومت کا بنیادی ادارہ آل سعود کی بادشاہت ہے سعودی عرب پر آل سعود کی حکومت کا یہ سلسلہ اس وقت سے چلتا آ رہا ہے اور اس وقت بھی قائم ہے' 1992 ء میں سعودی عرب میں اختیار کئے گئے قوانین کی رو سے سعودی عرب پر پہلے بادشاہ عبدالعزیز ابن سعود کی اولاد حکومت کرے گی اور کرتی رہے گی' آل سعود کے یہ نامی گرامی بادشاہ اپنے اپنے ادوار بادشاہی میں تاریخ دانوں کو انتہائی تلخ حقائق سونپ کر گئے ہیں' سرزمین عرب جو کہ عالم اسلام کی انتہائی مقدس اور پسندیدہ ترین سرزمین ہے اصولاً تو ایسے ملک کے بادشاہ کو عالم اسلام کی یکجہتی اور کفار کے کیخلاف جہاد میں دیگر اسلامی ممالک کی کمان سنبھالنی چاہئے لیکن آل سعود کا کردار اس کے بالکل برعکس رہا اور ان کا کردار عالم اسلام کو یکجا کرنا تو کجا بلکہ دیگر اسلامی ممالک کیخلاف سازشیں کرنے میں زیادہ نظر آتا ہے' فرقہ واریت دین اسلام میں جتنی سختی کے ساتھ ممنوع ہے مسلمان اتنی ہی دلجمعی کیساتھ اس پر عمل پیرا ہیں جس کا عملی نمونہ آل سعود اور ان کے کارنامے

ہیں' تاریخ شاہد ہے کہ ''سریا'' میں ہونے والے مظالم اور ایران عراق جنگ' مصر میں محمد مُرسی کی حکومت کا تکتہ الٹے جانا اور شام پر امریکی حملے کی کھلی حمایت کرنا اور امریکہ کو مالی و سفارتی امداد فراہم کرنے کا کھلا اعلان کرنا آل سعود کی منافقت کا سب سے بڑا ثبوت ہے' آل سعود مقدس ترین اسلامی ملک کی بادشاہی کی آڑ میں دیگر اسلامی ممالک کو غیر مستحکم کرنے میں پیش پیش رہی ہے' ملک کے ایک موقر روزنامے کے مطابق سعودی شاہ نے اپنے اہم اعلان میں کھلے عام کہا کہ ''امریکہ شام پر حملہ کرے' ہم امریکہ کو مالی و سفارتی امداد فراہم کریں گے'' سعودی شاہ نے دیگر ساتھی عرب ممالک پر بھی زور دیا کہ وہ شام پر امریکی حملے کی حتیٰ الامکان معاونت کریں اور مالی امداد فراہم کریں' آل سعود کا یہ گھناؤنا چہرہ جس سے دیگر اسلامی ممالک کیخلاف کی جانے والی سازشیں واضح ہو گئی ہیں اس کے پیچھے اس کے کونسے مفادات پنہاں ہیں؟ اسی طرح جب مصر میں فرعون وقت جنرل عبدل افتح السیسی نے محمد مُرسی کی حکومت کا تختہ الٹا تو آل سعود کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے اور سعودی شاہ کی طرف سے ایک تعریفی خط جس میں جنرل عبدالفتح السیسی کے اقدام کو نہ صرف سراہا گیا بلکہ اس کی مزید حمایت جاری رکھنے کا یقین بھی دلایا گیا' جنرل عبدالفتح السیسی اور مصری فوج کو محمد مرسی کی حکومت کا تختہ الٹنے کیلئے بھاری مالی امداد بھی آل سعود کی طرف سے خفیہ طور پر فراہم کی جاتی رہی ہے اور محمد مرسی کی حکومت کا تکتہ الٹنے کے بعد سعودی شاہ عبداللہ

نے مصری فوجی حکومت کیلئے 5 ارب ڈالر امداد کا اعلان بھی کیا۔
اسی طرح سعودی اسلامی ٹی وی چینل کے معروف ترین مبلغ طارق السویدان کو اخوان المسلمون کیساتھ ہمدردی رکھنے پر پرنس الولید بن طلال کے حکم پر ملازمت سے برخاست کر دیا گیا کیونکہ انہوں نے مصری عوام پر مصری فوج کے مظالم کی شدید مخالفت کی تھی' قارئین کرام آل سعود جو زبردستی پاک عرب زمین پر قابض ہو گئی ہے اس کا سعودی عرب پر حکومت کرنا عالم اسلام کیلئے انتہائی تباہ کن ہے' امریکی آشیر باد کی حامل آل سعود کی ڈاکو حکومت کے ماضی کی طرح ایک مرتبہ پھر اسلامی ممالک کیخلاف کفار کی چڑھائی کو نہ صرف سفارتی بلکہ بھاری مالی امداد فراہم کرنے کے فیصلے نے عالم اسلام کو جھنجوڑ کر رکھ دیا ہے' سعودی حکومت کو تو اسلامی ممالک کا ایک ایسا لیڈر بن کر ابھرنا چاہئے تھا جس کے سامنے کفار کھڑے ہونے کی جرات نہ کر سکتے مگر افسوس آل سعود عیاشیوں اور اقتدار کے نشے میں یہ بھول چکی ہے کہ وہ ایک ایسی مقدس سرزمین پر حکومت کر رہے ہیں جو مسلمانوں کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب ہے' فرعون کی طرح وہ یہ بھی بھول چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ رہا ہے اور اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے' قارئین کرام! یہی وہ آل سعود ہے جس کے دور حکومت میں قیامت کی آخری پیشین گوئیوں میں سے ایک پیشین گوئی پوری ہونی ہے' اسی آل سعود کی حکومت میں کفار کو خوش کرنے کیلئے ایک سال ایسا آئے گا جب عالم

اسلام کو حج ادا کرنے سے روک دیا جائے گا۔۔۔۔۔۔

میں ایسا مسلمان نہیں

یکم محرم الحرام سے لیکر 9 محرم الحرام تک جہاں وقت خیر و عافیت سے گزر گیا تھا اور ہم خدا کا شکرادا کر رہے تھے کہ کوئی بڑا واقعہ رونما نہیں ہوا اسی طرح یوم عاشور بھی امن و مان کے ساتھ گزر جائے گا مگر یوم عاشور پر فرقہ وارانہ دہشت گردی میں ملوث تمام افراد نے اقوام عالم میں جس طرح اسلام کا مذاق اڑایا یہ تاریخ میں درج ہو چکا ہے، وطن عزیز پاکستان میں موجود مسائل کے انبار میں خونی اژدھا نما سب سے بڑا مسئلہ فرقہ واریت اور فرقہ وارانہ دہشت گردی ہے، پاکستان جو کہ پہلے ہی مختلف مسائل، اندرونی و بیرونی سازشوں اور معاشرتی، معاشی و سیاسی مسائل کی آماجگاہ بنا ہوا ہے ایسی صورتحال میں انتہائی نازک موقع پر فرقہ وارانہ فسادات کا سر اٹھا لینا وطن عزیز کیلئے انتہائی مہلک نظر آ رہا ہے، پاکستان میں قائم تمام وہ درسگاہیں جو شدت پسندی اور فرقہ واریت کی تعلیم دے رہی ہیں کیا وہ یہ بھول بیٹھی ہیں کہ ہمارا ملک کن سازشوں کا شکار ہے؟ سازشی عناصر ہمیں آپس میں لڑوا کر جو مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ اس میں پوری طرح کامیاب ہوتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں، کف افسوس کہ چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی آج تک ہم مسلمان تو دور کی بات انسان بھی نہیں بن سکے، قرآن جو ہمیں سب سے پہلے درس انسانیت دیتا ہے کہ '' جس نے ایک انسان کی جان بچائی

گویا اس نے پوری انسانیت کی جان بچائی اور جس نے ایک انسان کو قتل کیا گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا'' ہم کیسے مسلمان ہیں جو قرآن کے ان احکامات کو پس پشت ڈال کر انسانیت کے قتل عام میں اس طرح ملوث ہیں جیسے کسی انسان کو قتل کرنا ثواب کا کام ہو، ہم یہ بھول بیٹھے ہیں کہ ایک اچھا اور سچا مسلمان بننے کیلئے پہلے انسان بننا ضروری ہے، جو ایک اچھا انسان نہیں بن سکتا اس کا اچھا مسلمان بننا نا ممکن ہے، قرآن پاک میں واضح ارشاد ہے کہ ''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقے میں نہ پڑو'' اس کے برعکس ہم فرقہ واریت میں اس طرح مشغول ہیں جیسے فرقہ واریت ہی جنت کی ضامن ہے، آج کل کے مسلمانوں ن جنت کو اتنا آسان بنا دیا ہے کہ مسلمان جنت پانے کیلئے مسلمان کو مارتا نظر آ رہا ہے، کیا ہمارے رب اور ہماری مقدس ترین کتاب نے ہمیں فرقہ واریت کا درس دیا؟ کیا آپ ﷺ یا کسی اہلبیت یا کسی صحابیؓ نے فرقہ واریت کی تلقین کی؟ یقیناً نہیں۔۔۔ تو ہم کس کی تعلیمات پر عمل کر رہے ہیں اور خود کو کس طرح مسلمان کہہ سکتے ہیں؟ دین اسلام تو غیر مذاہب کیساتھ بھی مساوات کا درس دیتا ہے۔ ہمارے اعمال جو عالم اقوام میں ہماری جگ ہنسائی کا سبب بنتے ہیں ہم ان کو درست کرنے سے قاصر ہیں، اور جب کوئی مسلمان کو دہشت گرد کہہ دے تو ہم سیخ پا ہو جاتے ہیں، در حقیقت عالم اسلام کو جتنا نقصان خود مسلمانوں نے پہنچایا ہے اتنا کسی نے بھی نہیں پہنچایا۔

دنیا چاند پر کمندیں ڈال رہی ہے اور ہم آج تک اس چکر میں پھنسے ہوئے ہیں کہ کون مسلمان ہے اور کون مسلمان نہیں، چودہ سو سال گزر گئے مگر واضح احکامات ہونے کے باوجود آج تک ہم حلال و حرام کی تمیز نہیں کر پائے۔ ہمارا خدا ایک، رسول ﷺ ایک، کتاب ایک، شریعت محمدی ﷺ ایک مگر افسوس کہ ہم اب تک ایک نہ ہو سکے۔
قارئین کرام! ہندو مذہب میں کروڑوں کی تعداد میں بھگوان ہیں مگر وہاں فرقہ واریت کا عفریت اتنا نہیں جتنا مسلمانوں میں ہے۔ اسی طرح عیسائی مذہب اور یہودی مذہب میں بھی فرقے موجود ہیں ہیں مگر وہ مسلمانوں کی طرح اپنے دیگر فرقوں کے پیروکاروں کو کافر کہہ کر ان کا گلا نہیں کاٹتے۔ ان کی صفوں میں خود کش حملے نہیں کرتے، ان کو سرعام ذبح نہیں کرتے ان کی عبادت گاہوں میں دھماکے نہیں کرتے مگر ہم انسانیت سے گری ہوئی تمام حدیں پھلانگنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔
قارئین کرام! فرقہ واریت ایک ایسا اژدھا ہے جو حضور اکرم ﷺ کے دین کے نگلنے کے درپے ہے، اگر راولپنڈی سے شروع ہونے والی فرقہ واریت کی عفریت اسی طرح جاری رہی تو یہ پورے پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی پھر نہ کوئی مسلمان رہے گا اور نہ کوئی اسلام، ہم کیوں بھول بیٹھے ہیں کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ حسن اخلاق سے پھیلا ہے اور یہ کہ دین میں جبر نہیں، کیا ہم فسادات کی بنیاد ان فرقوں کو چھوڑ کر ایک مسلمان نہیں ہو

سکتے؟ ہماری آپس کی ریشہ دوانیاں اقوام عالم میں ہماری جگ ہنسائی کا سبب بن رہی ہیں، ہم نے آپس میں لڑ لڑ کر اپنے ملک کو اتنا کھوکھلا کر دیا ہے کہ اب ہم کسی بیرونی دشمن سے لڑنے کے قابل نہیں رہے، تاریخ اسلام عظیم قربانیوں سے بھری ہوئی ہے اور ان تمام قربانیوں کا مقصد خدا کی اس زمین کو امن کا گہوارہ بنانا تھا، خدارا فرقہ واریت کو چھوڑ کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں اور ایک سچا انسان اور کھرا مسلمان بننے کی کوشش کریں، یہ فیصلہ ہم نے نہیں کرنا کہ کون کافر ہے اور کون مسلمان یہ فیصلہ خدائے بزرگ و برتر نے کرنا ہے، جب ہم کسی کو زندگی دے نہیں سکتے تو کسی زندگی کیوں لیں؟ زندگی اور موت دینا خدا کے ہاتھ میں ہے اگر ہم ناحق کسی کو موت دیں تو وہ خدا کے کام میں دخل اندازی ہے اور خدا اپنے کام میں دخل اندازی کرنے والے کو سخت ناپسند کرتا ہے، کسی کو کافر یا مسلمان قرار دینا ہمارے اختیار میں نہیں۔ میں اپنے اس کالم کے توسط سے تمام مسلمانوں سے ہاتھ جوڑ کر اپیل کرتا ہوں کہ فرقہ واریت میں نہ پڑیں اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں، یہ اللہ تعالٰی نے طے کرنا ہے کون کافر ہے اور کون مسلمان، میں تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ فرقہ واریت کے خاتمے میں بڑھ چڑھ کر اپنا کردار ادا کریں اور امت مسلمہ کو فرقہ واریت کے عفریت سے نجات دلوائیں، میری تمام علمائے کرام سے یہ بھی اپیل ہے کہ وہ مشترکہ طور پر

فرقہ واریت کے خلاف فتویٰ جاری کریں اور اس فرقہ واریت کو سخت ناپسندیدہ اور حرام قرار دیں وگرنہ فرقہ واریت کا یہ اژدھا عالم اسلام کو نگل جائے گا۔ اگر مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ جو راولپنڈی، ملتان اور ملک کے دیگر شہروں میں اسلام کے نام پر ہو رہا ہے یہی اسلام ہے اور مسلمان ہونے کیلئے ایسے فسادات ضروری ہیں تو میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ میں ایسا مسلمان نہیں۔۔۔۔۔

امریکی شر پسندی

پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخواہ کے شہر ہنگو میں عین اس وقت ڈرون حملہ جب پاکستان مسلم لیگ (ن) کے رہنما اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت عوام کو یہ بات باور کرانے میں لگی ہوئی کہ امریکہ سے دو ٹوک انداز میں بات کی گئی ہے کہ وہ آئندہ ڈرون حملے نہ کرے تاکہ تحریک طالبان کے ساتھ مذاکرات شروع کئے جا سکیں اور ان میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔نرید وقت کا تازہ ترین ڈرون حملہ حکومت وقت اور سرتاج عزیز کے منہ پر ایک زور دار طمانچہ ثابت ہوا یہ اور بات ہے کہ ''غیرت مند'' حکمرانوں، امن کی آشا کا راگ الاپتے ہوئے امن کا تماشہ بنانے والوں کو احساس ندامت ہے یا نہیں، اس ضمن میں پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان کا عین موقع پر دیا گیا بیان بالکل درست ثابت ہوا کہ امریکہ پاکستانی حکمرانوں کو جوتی کی نوک پر بھی نہیں لکھتا۔ آہ ! پاکستانی حکمرانوں کی عزت نفس، پاکستان کی خود مختاری کے رکھوالوں اور ٹھیکیداروں کو میرا سلام !

اگر خود مختاری کی رکھوالی اور حکمرانوں کی عزت نفس کا یہی عالم رہا تو بعید نہیں کہ امریکہ ''بہادر'' پارلیمنٹ ہاؤس پر بھی ڈرون حملہ کر دے اور

کہے کہ اس میں کوئی دہشت گرد چھپا بیٹھا تھا، امریکہ دہشت گردی کیخلاف جنگ لڑتا ہے یا نہیں لڑتا یا کس طرح لڑتا ہے یہ اس کا اپنا مسئلہ ہے مگر جب پاکستان کی سرحدوں اور سرزمین پاکستان پر حملے کی بات کی جائے تو اس بات کا امریکہ کو کوئی اختیار نہیں کہ پاکستانی قوم کی خودمختاری کو للکارے۔ حکمرانوں کی غیرت کا تو مجھے معلوم نہیں ہاں البتہ پاک فوج حالات سے بالکل بے خبر نہیں اور پاکستانی قوم کے اندر کا لاوا جس کو اندرونی وبیرونی خلفشار، مہنگائی، بڑھتے ہوئے جرائم نے پال پوس کر بڑا کیا ہے کسی بھی وقت باہر آسکتا ہے۔ ماضی کی طرح اس بار بھی پاکستانی قوم اپنے کئے ہوئے فیصلے پر ڈھٹائی کیساتھ شرمندہ ہے اور کہتی نظر آرہی ہے کہ اب کیا ہو سکتا ہے، ہم نے تو یہ سوچ کر شیر'' کو ووٹ دیا تھا کہ وہ عوام کی عزت کا رکھوالا بن جائے گا مگر وہ تو الٹا فطرت کے'' ہاتھوں مجبور ہو کر درندگی پر اتر آیا ہے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کو ووٹ دینے والے اور پاکستان مسلم لیگ کے کئی اہم و سرگرم کارکنان دوست اس وقت منہ چھپاتے نظر آرہے ہیں یعنی وہ وقت جو پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو منتخب کروانے والے جیالوں کو 4 سال کے بعد دیکھنا پڑا تھا وہ (ن) لیگ کے جیالوں نے اپنے قائدین کی مہربانی سے چند ماہ میں ہی دیکھ لیا۔ پاکستانی حکومت نے ڈالر کی بڑھتی ہوئی قدر کو دیکھتے ہوئے ہنگامی طور پر اسے روکنے کا فیصلہ کیا اور اس ضمن میں ٹماٹر 140 روپے کر دیا گیا تاکہ یہ کہا جا سکے کہ ڈالر کی کیا اوقات ہے اس سے زیادہ تو فی کلو

ٹماٹر کی قیمت ہے یعنی ڈالر ہمارے ہاں ایک کلو ٹماٹر سے بھی سستا ہے اور یہ سب حکومت کی آئی ایم ایف اور امریکہ سے لازوال محبت کا نتیجہ ہے، پچھلے دنوں انتہائی مدبر وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار کو یہ کہتے ہوئے بھی سنا گیا تھا کہ پٹرول کی قیمت بڑھانا مجبوری ہے کیونکہ ہم آئی ایم ایف کیساتھ وعدہ خلافی نہیں کر سکتے۔

ہاں البتہ پاکستانی عوام کیساتھ وعدہ خلافی کرنے میں حکومت اور اسحاق ڈار کو کوئی عار نہیں کیونکہ پاکستان کی حکومت کے سنگھاسن پر مسلم لیگ (ن) کو عوام نے نہیں امریکہ بہادر'' نے بٹھایا تھا، عوام بے چاری یہ سوچتی رہ گئی کہ ''شیروں'' کی حکومت ہم'' سے بے وفائی نہیں کر سکتی۔۔۔ ہائے پاکستانی عوام کے بھولے پن پر قربان جاؤں کیونکہ اس کو تو یہ معلوم ہی نہیں جو اقتدار دلواتا ہے تعظیم اور ایفائے عہد اسی کیساتھ کیا جاتا ہے اور یہی صورتحال اس وقت بھی جاری ہے تو رونا دھونا کیسا؟ جس نے اقتدار دلوایا اس کے ساتھ وعدہ خلافی تو کی ہی نہیں گئی،امریکی شر پسند اور تو ہمارے اپنے درمیان موجود ہیں اور ان کی دن رات کی محنت کی بدولت شر پسندی اپنے عروج پر ہے، 40 برس گزر گئے اور ہم یہ نہیں سمجھ سکے کہ ہم امریکی مفادات کی خاطر جنگ میں خود کو اندر سے کتنا کھوکھلا کر چکے ہیں، ہماری سیاسی جماعتیں اگر طالبان سے مذاکرات کیلئے ایک قدم آگے بڑھاتی ہیں تو امریکہ بہادر ایک نہیں 2

ڈرون حملے کر دیتا ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ اور اس کے حواری اور پاکستان کو داؤ پر لگانے والے جواری پاکستان میں امن چاہتے ہی نہیں ہیں اور ہم یہ بات کیوں بھول بیٹھے ہیں کہ دہشت گردی، فرقہ پرستی، ہمیں آپس میں لڑوانا امریکہ کی ہی پیداوار ہے، خیر یہ سب باتیں ''ابا اماں'' کے سامنے بھیگی بلی بن کر کھڑے ہونے والوں کی سمجھ میں نہیں آئیں گی کیونکہ ان کو تو صرف ایک ہی زبان سمجھ میں آتی ہے اور وہ ہے ''ڈالر'' کی زبان، یعنی ڈالر دکھاتا جا اور سمجھاتا جا، چند برس قبل تک ہمارے بڑے جی حضوری کیلئے گزرے وقت کے باشاہوں کے چاپلوس وزیروں اور مشیروں کی مثالیں دیتے تھے مگر اب ان مثالوں کی جگہ موجودہ ''عوامی'' رہنماؤں نے لے لی ہے جو امریکہ کے ایک اشارے پر اپنا نہیں بلکہ اپنے ملک کا بیڑہ غرق کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار بیٹھے ہیں۔

مزے کی بات کہ دو دن قبل ملک کے ایک موقر اخبار کی ایک خبر کے مطابق صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سانحہ راولپنڈی کے بارے میں حساس اداروں کو پہلے رپورٹ مل چکی تھی، یعنی حساس اداروں نے حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت کو پہلے سے مطلع کر کے اپنا فرض پورا کر دیا تھا، رانا ثناء اللہ کے بیان کو مد نظر رکھتے ہوئے ان سے یہ بات کون پوچھے کہ سانحہ راولپنڈی کا اگر آپ کو پہلے سے علم تھا تو آپ کی حکومت

نے اس کیلئے کیا اقدامات کئے؟ اور رانا ثناء اللہ کے بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سانحہ راولپنڈی شرپسندوں کی طرف سے پہلے سے تیار کردہ یعنی کہ مکمل ''پلینڈ'' تھا، اور اس بار بھی یہی ہوا کہ پہلے سے رپورٹ ہونے کے باوجود بقول شیخ رشید کے حکومت ستو'' پی کر سوئی ہوئی تھی اور حالات جب قابو سے باہر ہو گئے تو ماضی کی طرح'' پاکستان کی جانباز فوج کو بلوا کر حالات کو کنٹرول میں کیا گیا، مگر اس بات کا رانا ثناء اللہ اور ان کی حکومت سے جواب طلب کون کرے؟

غدار کون؟

سابق صدر و سابق آرمی چیف جنرل (ر) پرویز مشرف کا دور اقتدار بلا شبہ معاشی، معاشرتی، عسکری لحاظ سے پاکستان کا بہترین دور تھا جس کا ثبوت ان کے دور اقتدار کے وہ اعداد و شمار ہیں جو اب تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں، سابق صدر پرویز مشرف کے اقتدار میں آنے کے بعد ان کے 7 نکاتی ایجنڈے کو ان کے مخالفین بھی سراہنے پر مجبور تھے، پرویز مشرف کے ناقدین اور وہ لوگ جو ان کے اقتدار میں آنے کے بعد ان کی گود میں بیٹھ کر اقتدار کے مزے لوٹتے رہے وہی لوگ آج وقت تبدیل ہونے پر ان کی جان کے دشمن بن گئے اور انہی کی طرف سے ایک محب وطن کمانڈو سابق صدر و سابق آرمی چیف جنرل (ر) پرویز مشرف پر ''غدار'' جیسا گھناؤنا الزام لگا دیا گیا، بقول میرے والد صاحب کے کہ سیاست کا دوسرا نام ''خباثت'' ہے اور اب وہی لوگ جو کبھی مشرف کے سائے تلے سیاست کی دنیا میں وارد ہوئے تھے آج ''خباثت'' کا شاہکار ہیں ان میں سے اکثر لوگ موجودہ حکومت میں بیٹھ کر ایک بار پھر اقتدار کے مزے لوٹ رہے ہیں، یہ وہی لوگ تھے جنھوں نے اس وقت اور اُس وقت کے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی معزولی پر جشن منایا تھا اور مٹھایاں تقسیم کی تھیں۔

سابق صدر پرویز مشرف جیسے ہی اقتدار سے الگ ہوئے یہ "محب وطن" ٹولہ ایک ایک کرکے ان سے جدا ہوتا گیا اور کرسی کے نشے کو پروان چڑھانے کیلئے حاکم وقت کی گود میں جا کر بیٹھ گیا۔ اگر ہم پاکستان کی تاریخ کا 1947 ء سے لیکر اب تک باریک بینی سے مطالعہ کریں تو ہمیں پرویز مشرف کا دور اقتدار ایک سنہرا دور نظر آئے گا۔ سابق صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کے 8 سالہ دور اقتدار میں پاکستانی معیشیت 75 بلین ڈالر سے 170 بلین ڈالر تک پہنچ گئی تھی اور فی کس سالانہ آمدن 450 ڈالر سے 1 ہزار 85 ڈالر تک پہنچ گئی تھی۔ جی ڈی پی پرچیزنگ پاور 270 بلین ڈالر سے 504 بلین ڈالر، ریونیو کولیکشن 305 ارب سے 990 ارب ، فارن ایکسچینج ریزرو 2 بلین سے 9 بلین ڈالر، درآمدات 8 بلین ڈالر سے 20 ملین ڈالر، سابق صدر مشرف کے دور اقتدار سے پہلے پاکستان کی جی ڈی پی کا 65 فیصد حصہ قرضوں کی ادائیگی پر خرچ ہوتا تھا جو کہ مشرف حکومت میں 27 فیصد اور پاکستان میں غربت 34 فیصد سے 24 فیصد اور شرح خواندگی 45 فیصد سے 53 فیصد اور پاکستان کا ترقیاتی بجٹ 80 ارب روپے سے 550 ارب روپے ہوگیا تھا۔ ان تمام اعداد و شمار کو مد نظر رکھا جائے تو سابق صدر پرویز مشرف کا دور حکومت ایک سنہرا دور تھا۔ ستم ظریفی یہ کہ نام نہاد جمہوری حکومت آتے ہی پاکستانی معیشیت اور پاکستان کے مجموعی حالات کو ریورس گیئر لگ گیا اور معیشیت تباہ حال ہوتی چلی گئی۔ روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگانے والی حکومت نے عوام سے روٹی، کپڑا اور مکان بھی چھین لیا۔ پاکستانی عوام اپنے

ماضی کو بھول جانے میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتی، یہی وہ عوام اور یہی وہ سیاستدان تھے جو کل تک پرویز مشرف کے گن گاتے نظر آتے تھے لیکن جیسے ہی پاکستان مسلم لیگ ن) کی موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی اس نے آتے ساتھ ہی ملکی مسائل کو حل) کرنے کی بجائے انتقامی سیاست پر زور دینا شروع کر دیا، پاکستان مسلم لیگ (ن) کی عدلیہ، فوج اور میڈیا کیساتھ محاذ آرائی برسوں پرانی ہے اور یہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، حکومت نے اقتدار میں آتے ہی پاکستانی عوام کیساتھ ساتھ پرویز مشرف پر بھی گھیرا تنگ کرنا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مشرف کو غدار قرار دے کر ان پر غداری کا مقدمہ قائم کردیا گیا اور یہ مقدمہ شروع بھی ایسے حالات میں کیا گیا جب ملک شدید اندرونی و بیرونی خلفشار سے دوچار ہے گویا حکومت وقت کو مشرف پر مقدمہ چلانے سے اہم کوئی کام نظر نہیں آیا۔

مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے اقتدار میں آتے ہی ماضی کی روایات کو قائم رکھتے ہوئے کشکول کا منہ پہلے سے زیادہ کھول دیا، پاکستان وہ واحد ملک ہے جو اپنا قرضہ اتارنے کیلئے مزید قرضوں کا سہارا لیتا ہے، یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسی ''غدار'' پرویز مشرف کی حکومت نے پاکستان کو بڑی حد تک آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے چنگل سے آزاد کروالیا تھا، مشرف ''غداری'' کیس کے سلسلے میں پاکستان مسلم لیگ (ق) کے سربراہ چوہدری شجاعت حسین کا یہ بیان انتہایہ

اہمیت کا حامل ہے کہ مشرف کو ''غدار'' نہیں بلکہ آئین شکن کہا جائے اور ان کے اس بیان میں بڑا وزن معلوم ہوتا ہے کیونکہ پاکستان کی سلامتی کی خاطر جنگیں لڑنے والا پاک فوج کا سپہ سالار ''غدار'' کیسے ہو سکتا ہے، پرویز مشرف پر اگر ''غداری'' کا مقدمہ قائم ہو سکتا ہے تو ان لوگوں پر ''غداری'' کا مقدمہ بہت پہلے بنایا جانا چاہئے تھے جو مختلف مواقع پر کراچی اور سندھ کو پاکستان سے الگ کرنے کے بیانات دے چکے ہیں اسی طرح پاکستان کے ایک بڑے ''گھاگ'' سیاستدان مولانا فضل الرحمٰن نے بھی پچھلے دنوں ایک ایٹمی بیان داغا تھا کہ ''خیبر پختونخواہ میں حالات بڑے خراب ہیں، پتہ نہیں خیبر پختونخواہ پاکستان کا حصہ رہے گا یا نہیں'' معلوم نہیں کہ حکومت وقت نے ان کے بیان کے کیا معنی لئے، اگر سابق صدر پرویز مشرف پر غداری کیس کا بنائے جانا عین انصاف ہے تو ''طیارہ اغوا'' کیس کے مجرموں کو تو اس وقت جیل میں ہونا چاہئے تھا، ملک کے مختلف حلقوں کی طرف سے سوشل میڈیا پر یہ بازگشت بھی سنائی دی ہے کہ حکومت وقت نے ایک بڑے میڈیا گروپ کو کروڑوں روپے کے عوض یہ کام سونپا ہے کہ وہ مشرف کیخلاف غداری کیس میں حکومت کیلئے عوامی ہمدردیاں بٹورنے میں اپنا کردار ادا کریں، دوسری جانب حکومت عوام کا دھیان مشرف کیس میں لگانے کے بعد ملک کے بڑے بڑے ایسے اداروں کی نجکاری کرنے جا رہی ہے جو ملکی معیشیت کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں، شاید اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھے لوگوں نے یہ بھانپ لیا ہے کہ یہ ان کا آخری موقع ہے

اس لئے جتنا ہاتھ صاف کیا جا سکتا ہے وہ کیا جائے، اس بات میں کوئی ابہام نہیں کہ مشرف غداری کیس'' نے حکومت کو مشکلات میں ڈال دیا ہے اور عین توقع یہی ہے'' کہ یہ کیس مسلم لیگ (ن) کی حکومت کی جڑوں میں بیٹھ جائے گا، اللہ تعالیٰ پاکستان، پاکستانی عوام اور سابق صدر جنرل (ر) پرویز مشرف کا حامی و ناصر ہو۔

المیہ در المیہ

صحرائے تھر پاکستان کے جنوب مشرقی اور بھرت کی شمال مغربی سرحد پر واقع ہے ،
صحرائے تھر کا رقبہ 200,000 مربع کلومیٹر یا 77,000 مربع میل ہے، صحرائے تھر کا شمار دنیا کے نویں بڑے صحراکے طور پر کیا جاتا ہے، تھر کے مکینوں کے بڑے پیشوں میں زراعت اور گلہ بانی سر فہرست ہیں، بد قسمتی سے سندھ میں خاص مقام کا حامل یہ صحرائی خطہ ان دنوں شدید قحط سالی کا شکار ہے، اس سے بھی زیادہ بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ سندھ کی صوبائی حکومت نے تھر کی موجودہ قحط سالی سے صرف چند دن قبل ہی سندھ کی ثقافت کو ''بچانے'' کیلئے ''سندھ فیسٹول'' کا انعقاد کیا تھا جس میں کروڑوں روپے خرچ کئے گئے اور ''ثقافت سندھ'' کو ''بچا لیا'' گیا، سندھ فیسٹول پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت اور پاکستان پیپلز پارٹی کے سربراہ بلاول بھٹو زرداری کی ایک ''خصوصی'' کاوش تھی جس کو اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ سندھی ثقافت کے بچاؤ کیلئے کم اور مغربی ثقافت کی یلغار کیلئے زیادہ راہ ہموار کر گئی۔.برطانیہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے اور تقریبا اپنی پوری عمر اپنے ملک سے باہر گزارنے والے ''بھٹو جونیئر'' نے سندھ فیسٹول کی کامیابی اور اس کے انعقاد کیلئے ملک سے باہر اور اندر بیٹھ کر ایسی دلیلیں پیش کیں کہ پاکستانی

قوم انگشت بدنداں رہ گئے، سندھ فیسٹول میں ثقافت کو بچانے کیلئے جو پہلا قدم اٹھایا گیا اس میں ہالی ووڈ کی معروف فلمی سیریز ''سپر مین'' کا لوگو چوری کرکے سندھ فیسٹول کا لوگو بنایا گیا، گویا سندھی ثقافت کو بچانے والوں کو سندھی ثقافت کو پروموٹ کرنے کیلئے کوئی بھی ایسا تخلیقی لوگو نہیں ملا جس میں سندھ کی ثقافت کی جھلک نظر آتی، گویا مغربی لباس پہن کر، پاپ میوزک لگا کر، سندھی ثقافت کا جنازہ نکالا گیا، ثقافت ضرور بچائیں مگر خدارا ثقافت والوں کو تو بچانے کیلئے تدابیر اختیار کریں۔

سندھی ثقافت کو بچانے کے فوری بعد سندھ کی حقیقی ثقافت کے امین تھر کے کئی رہائشی اپنی زندگیوں کو بچانے کیلئے یکے بعد دیگرے بازی ہارتے گئے، ''جدید سندھی ثقافت'' تو بچ گئی مگر قدیم سندھی ثقافت کے جنازے اٹھنے لگے، ظاہر ہے جدید تعلیم یافتہ لیڈر جو باہر ملکوں میں ساری زندگی پڑھتے رہے ہوں انہوں نے پرانی سندھی ثقافت کو ختم کرکے جدید سندھی ثقافت کو اس کی جگہ لانا تھا، بلاول بھٹو زرداری یا ان کی حکومت کو صوبہ سندھ میں مستقبل قریب یا بعید میں آنے والی آفتوں یا مسائل کا ادراک کرنے کی فرصت ہی نہیں، کیا خوب ہوتا کہ اگر بلاول بھٹو زرداری اور ان کی حکومت سندھ کے موجودہ اور آنے والے مسائل پر سر جوڑ کر بیٹھ جاتی اور ماہرین کی مدد سے ان مسائل کو حل کرنے کیلئے دعووں کی بجائے عملی اقدامات کرتی، سندھ فیسٹول کی طرح ''ہردلعزیز''

پنجاب حکومت بھی ''سپورٹس فیسٹول'' کا انعقاد کرکے عالمی ریکارڈ بنانے میں مصروف عمل رہی، پنجاب کی شیر دل حکومت اور سندھ کی غریب نواز حکومت اگر دونوں مل کر ان فیسٹیولز پر خرچ کی جانے والی خطیر رقم اپنے اپنے صوبوں کی عوام کی فلاح و بہبود کیلئے خرچ کرتی تو اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہونے تھے، سندھ فیسٹول اور سپورٹس فیسٹول کا انعقاد مکمل طور پر غلط نہیں لیکن ان فیسٹیولز کا انعقاد اگر اس وقت کیا جاتا جب دوسرے مسائل کے خاتمے کیلئے کوئی کوشش کی جاتی اور اس کے نتائج سامنے آنے لگتے تو ان فیسٹولز کے انعقاد پر عوام کو دلی خوشی محسوس ہوتی، فی الوقت پورے پاکستان کی عوام کو درپیش مسائل کا خاتمہ کرنا ہی تمام حکومتوں کا اولین فریضہ ہے جن میں بجلی و گیس کی لوڈ شیڈنگ اور بڑھتی ہوئی مہنگائی اور جرائم کی شرح سرفہرست ہے۔

سیاسی مصلحتوں اور سیاسی ریشہ دوانیوں نے جس قدر نقصان ملک و قوم کو پہنچایا ہے ہم اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے، پاکستان کے تمام موجودہ سیاستدانوں بشمول شیر، تیر اور بلّے کے کسی سے بھی عوامی فلاح و بہبود کی کوئی بعید نہیں، ان سیاسی جماعتوں سے بہتر بحریہ ٹاؤن کے چیف ایگزیکٹو ملک ریاض ہیں جنھوں نے تھر کے قحط زدہ لوگوں کے کیلئے 20 کروڑ روپے کی امداد روانہ کرکے اپنی سابقہ روایت کو برقرار رکھا، جبکہ پاکستانی حکومتیں دعووں م وعدوں، وعیدوں پر عوام کو ٹرخا رہی ہے، پاکستان کے نام نہاد شرعی

ٹھیکیداروں کو شریعت کا یہ حکم اس وقت نظر نہیں آ رہا کہ وہ بھوک اور افلاس میں جکڑے ہوئے قحط زدہ لوگوں کی مدد کو آگے بڑھیں، شریعت کا نفاذ حکومت حاصل کر لینے سے نہیں بلکہ خود کو تبدیل کرنے اور اچھائی پھیلانے سے شروع ہوتا ہے، اس وقت شریعت کے نفاذ کی رٹ اقتدار کے حصول کے سوا کچھ بھی نہیں، یہ وہی ملک ہے جہاں منصف اعلیٰ ایک شخصیت کو سزا دینے کیلئے قانونی کتابوں کی ورق گردانی میں مصروف اور جس ملک کے لیڈر سپورٹس فیسٹول، سندھ فیسٹول اور نوجوانوں کو قرضے میں ڈبونے کیلئے تندہی سے مصروف عمل ہیں اور عوام کا تو خدا ہی حافظ ہے جو اپنی سابقہ روش پر چلتے ہوئے محو تماشہ ہے، ہر فرد خود غرضی کے لبادے میں یہ سوچ رہا ہے کہ یہ میرا فرض نہیں، خدا کی لاٹھی بے آواز ہے یہ بھی ہو سکتا ہے تھر سے شروع ہونے والا یہ قحط پورے پاکستان میں پھیل جائے مگر تمام ہی صورتوں میں ہم ایک دوسرے کو قصور وار ٹھہراتے رہیں گے، جیسی عوام ویسے حکمران، ملک میں چاروں طرف مسائل کے انبار ہی انبار ہیں، بیرونی قوتیں، بھارت کا پاکستان کے پانی پر قبضہ، ملک میں دہشت گردی کی لہر، بڑھتی ہوئی مہنگائی، شریعت کے نفاذ کی رٹ، سیاسی مصلحتیں، خود غرضی، خود فریبی، دھوکہ دہی ہمیں بالکل کانہ جنگی کے دروازے پر لے آئی ہے، آج تھر کے مکینوں کی باری ہے تو کل پورے پاکستان کی باری ہے، جس طرح ہم تھر کی ''ثقافتی اموات'' کے ذمہ دار ہیں اسی طرح آنے والی آفتوں کے ذمہ دار بھی ہم خود ہی ہوں گے، قیام پاکستان کے بعد سے لیکر اب تک جس طرح ہم ایک قوم سے

ایک ہجوم میں تبدیل ہوتے جارہے ہیں یہ المیہ در المیہ خود پیدا کرنے والی بات ہے، ہم ایک کرکٹ میچ پر اگر اکٹھے ہو سکتے ہیں تو ملک و قوم کے مسائل کے حل کیلئے کیوں اکٹھے نہیں ہو سکتے، شاید ہم اس انتظار میں ہیں کہ شاید کوئی ''معجزہ'' ہو جائے۔۔

بلی شیر کی خالہ ہے

بچپن سے ہم ایک کہاوت سنتے آئے ہیں کہ بلی شیر کی خالہ ہے، جانوروں کی Species کے بارے میں تو اتنا علم مجھے نہیں البتہ کہاوت کئی بار سنی ہے۔ بلی شیر کی خالہ ہو یا نہ ہو لیکن تازہ خبر کے مطابق ایک ''انہونی'' جاتی عمرہ ،وزیر اعظم پاکستان (پاکستان و پاکستانی عوام سے بے نیاز) کی جائے رہائش پر پیش آ گئی جس میں ''ہولناک'' خبر کے مطابق ایک جنگلی بلی جاتی عمرہ کے ''چڑیا گھر'' میں خفیہ طور پر گھس گئی حالانکہ وزیر اعظم کے اس چڑیا گھر کی حفاظت پر ''پنجاب پولیس'' کے بیسیوں اہلکار مامور تھے لیکن بلی تو شیر کی خالہ تھی وہ کب ، کیسے اور کہاں سے چڑیا گھر میں گھسی اس کی خبر کانوں کان پولیس اہلکاروں کو نہ ہو سکی، اگر ہو جاتی تو یہ بات تو طے ہے کہ پولیس اہلکاروں نے بلی کو گرفتار کرکے اس کے پورے خاندان پر اس سمیت دہشت گردی کی دفعات عائد کر دینی تھیں، تازہ ترین خبر کے مطابق وزیر اعظم بلکہ شہنشاہ پاکستان جناب میاں محمد نواز شریف کی رہائش گاہ جاتی عمرہ واقع رائے ونڈ میں ایک حصہ ایسا بھی ہے جہاں جہاں پناہ نے اپنی دلعزیز عوام کو پالا ہوا ہے، خبر کے مطابق ''جاتی عمرہ'' کے چڑیا گھر میں ایک جنگلی بلی قانون نافذ کرنے والے اداروں سے بچتی بچاتی داخل ہو گئی اور جہاں

پناہ کے قیمتی مور کھا گئی یعنی قانون کو اپنے پیروں تلے روندتے ہوئے بلی نے موروں کا قتل عام کر دیا بس پھر کیا تھا جب اس بات کی خبر شہنشاہ عالم کو ہوئی تو دربار میں سکوت طاری ہو گیا اور جاہ و جلال اپنی انتہا پر پہنچ گیا اور مزید یہ کہ اس جرم کی پاداش میں 21 پولیس اہلکاروں کو غفلت برتنے پر شوکاز نوٹس جاری کر دیا گیا، یہ تو بلی کی اچھی قسمت تھی کہ وہ واردات کرکے موقع واردات سے فرار ہو گئی وگرنہ اس کیساتھ کیا ماجرا ہونا تھا یہ تو خدا ہی جانتا ہے اسی پر بس نہیں بلکہ جب پولیس اہلکاروں پر یہ افتاد ٹوٹی تو انھوں نے قیمتی سراغ رساں ''کتوں'' کی مدد سے شیر کی خالہ کو تلاش کرنا شروع کر دیا، اب تک کی اطلاعات کے مطابق پولیس اپنی تمام ترکاوشوں کے باوجود ''قاتل بلی'' کو ڈھونڈنے میں ناکام ہے، ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا کے مصداق پولیس اہلکار اس قیامت خیز واقعے کے بعد اپنی نوکریوں کو بچانے کیلئے چلہ کشی کا سوچنے پر مجبور ہو گئے ہوں گے، آخر بات ہی ایسی ہے کہ مور کسی عام شخص کے نہیں تھے اور مور بھی ایسے جو انتہائی قیمتی تھے اتنے قیمتی کے انسانوں کی وقعت اور قیمت ان کے سامنے کچھ بھی نہیں۔

بلی کے اس عمل سے ایک بات اور اچھی طرح سامنے آ گئی کہ اس ملک میں پالتو موروں کے قتل کے جرم میں پولیس اہلکاروں کو شوکاز نوٹس جاری ہو سکتے ہیں اور پولیس اہلکاروں کی نوکریاں بھی جا سکتی ہیں لیکن مظفر گڑھ کی آمنہ اور

اس جیسے دوسرے لوگوں کیلئے صرف تسلیاں، تشفیاں اور یہ سب کیوں نہ ہو آمنہ اور اس جیسے دوسرے لوگ تو عوام ہیں کوئی وزیر اعظم کے مور تو نہیں اور یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ جمہوریت کو پروان چڑھانے میں ان موروں کا کتنا کردار تھا، اور اب موروں کے قتل عام کے بعد روایت کو برقرار رکھتے ہوئے وطن عزیز کے کرتا دھرتاؤں سیاسی رہنماؤں کی جانب سے اس افسوسناک واقعے پر تعزیتی پیغامات جاتی عمرہ پہنچنے شروع ہو چکے ہوں گے اور ہونے بھی چاہئیں کیونکہ ملک و قوم کا اتنا عظیم نقصان جو ہو گیا ہے، اسی پر بس نہیں بلکہ واقعہ کے ذمہ داران پولیس اہلکاروں کے شوکاز نوٹس جاری کرنے سے کام نہیں چلے گا بلکہ انہیں پھانسی کی سزا دینی چاہئے کیونکہ پولیس میں انہیں ملازمت ہی موروں کی حفاظت کیلئے دی گئی تھی اور پولیس اہلکاروں کو اب یہ بات باور کرلینی چاہئے کہ فرائض میں غفلت کتنا بڑا جرم ہے، چند ''شغلی'' حلقوں میں یہ بازگشت بھی سنائی دی ہے کہ بعید نہیں ''بلی'' کو انتہائی مطلوب فہرست میں شامل کرتے ہوئے اس کے اشتہارات اخبارات میں شائع کروائے جائیں گے، دوسرے ''شغلی'' حلقے کا کہنا یہ ہے کہ ہو سکتا ہے اس واقعے کے بعد قومی سطح پر کم از کم تین دن کا سوگ منانے کا اعلان بھی کیا جا سکتا ہے اور بلی کے سر کی قیمت ''ایک کروڑ روپے'' انعام بھی رکھی جا سکتی ہے، کچھ ''سنجیدہ'' حلقوں نے اس بات کا بھی اشارہ دیا ہے بلی کے اس فعل سے اقتدار کے ایوانوں میں زلزلے آ جائیں گے اور یہ بھی قیاس آرائی کی جا رہی ہے کہ بلی کے قاتلانہ حملے کے

پیچھے کوئی گہری سازش نہ ہو، کہیں بلی پاکستان پیپلز پارٹی یا پاکستان تحریک انصاف کے حیوانیاتی ونگ'' سے تعلق نہ رکھتی ہو اور اگر ایسا ہوا تو یہ جمہوریت کیلئے نیک شگون کی'' بات نہیں ہوگی، کچھ لوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ حکمرانوں کی حلیف جماعتیں پارلیمنٹ میں ''مور'' کو شہید کا خطاب دینے اور تمغہ جرات دینے کیلئے کوئی قرارداد نہ پیش کر دیں۔

بعض ''ملک دشمن'' عناصر بلی کی اس کارروائی کو زبردست خراج تحسین بھی پیش کر رہے ہیں اور بلی کو ہیرو بنانے میں انہوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ بلی کیخلاف اس کارروائی کے ضمن میں کون کون ازخود نوٹس لیتا ہے اور اس سانحے'' کا کیا اثر ہوتا ہو، ''شغلی'' حلقوں میں یہ بات بھی بازگشت کرتی سنائی دے'' رہی ہے اس وقعے پر کم از کم ایک پیشہ وارانہ ماہر افراد پر مشتمل تحقیقاتی ٹیم کے قیام کی ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر یہ مسئلہ حل ہوتا ہوا نظر نہیں آ رہا، بلی کو کھوجنے والے سراغ رساں کتے'' سر پکڑ کر بیٹھ گئے ہیں کہ آخر بلی کو زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا،'' کچھ عقل سے پیدل لوگ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ بلی تو شیر کی خالہ ہے اور شیر اپنی خالہ کو کچھ نہیں گا یعنی اس کا لحاظ رکھے گا، ایسے لوگوں کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ شیر جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے اور وہ کسی کو بھی نہیں چھوڑتا چاہے خالہ ہی کیوں نہ ہو۔

23 مارچ ! یوم قرار داد پاکستان، تجدید عہد وفا کا دن

نوٹ : 23 مارچ کے حوالے سے خصوصی تحریر

23 مارچ کا دن وطن عزیز پاکستان کی تاریخ میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے، 23 مارچ 1940 ء کو لاہور میں واقع ''منٹو پارک'' موجودہ ''اقبال پارک'' میں قرار داد پاکستان منظور ہوئی اور 23 مارچ ہی کے دن 1956 ء میں پاکستان کا پہلا آئین منظور ہوا، 23 مارچ کی تاریخی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر سال 23 مارچ کو یوم پاکستان منانے کا اعلان سرکاری طور پر کیا گیا، اس تاریخی دن کو منانے کیلئے پورے پاکستان میں سرکاری و غیر سرکاری سطح پر تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے، 23 مارچ 1940 ء کو قائدا عظمؒ کی زیر صدارت منظور کی گئی قرارداد پاکستان نے تحریک پاکستان میں نئی روح پھونک دی تھی جس سے برصغیر کے مسلمانوں میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوا، یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے پیش کی گئی قرار داد کو اس وقت ''قرار داد لاہور'' کا نام دیا گیا تھا جس کو دشمنان اسلام و پاکستان نے طنزیہ طور پر ''قرار داد پاکستان'' کے نام سے پکارنا شروع کر دیا تھا اسی دن سے قرار داد لاہور، قرار داد پاکستان کے نام سے مشہور ہو گئی،اور

مسلمانوں نے اس نئے نام یعنی ''قرار داد پاکستان'' کو بخوشی قبول کر لیا۔

:تاریخی پس منظر

.برصغیر میں فروری 1937 ء کے انتخابات اور اس کے بعد پیدا ہونے والی سیاسی صورتحال میں وقت گزرنے کیساتھ ساتھ ہندو بنیوں نے برصغیر کے مسلمانوں کے گرد معاشی، سیاسی، سماجی و معاشرتی گھیرامزید تنگ کرنا شروع کر دیا تھا۔ذات پات، اونچ نیچ اور فرقوں میں بٹے ہوئے ہندو بنیوں نے نہ صرف مسلمانوں پر زندگی تنگ کردی تھی بلکہ دیگر اقلیتوں جن میں عیسائی وغیرہ بھی شامل تھے ان کا جینا بھی دوبھر ہو گیا تھا۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کو اپنی سماجی، ثقافتی، سیاسی، معاشرتی، مذہبی اور معاشی روایات کو پروان چڑھانے میں شدید مشکلات کا سامنا تھا اور یہ دو قومی نظریے کی انتہا تھی، مزید یہ کہ اقتدار کے نشے میں مست کانگریسی حکومت نے ہندو اکثریت کو رام کرنے کے لیے انتہاپسند فیصلے کیے۔ بندے ماترم جیسے مسلم مخالف ترانے کا انتخاب انہی میں سے ایک فیصلہ تھا کہ سبھاش چندر بوس، کانجی دوارکاداس اور خود رابندر ناتھ ٹیگور روکتے ہی رہ گئے۔ سبھاش کے بھائی سرت چندر بوس کے ہارورڈ یونیورسٹی سے وابستہ پوتے سوگاتا بوس نے حال ہی میں اپنے چچا کی سوانح میں ٹیگور کے گاندھی کے نام خطوط بھی چھاپے ہیں جس میں بندے ماترم کو مسلمان مخالف گیت قرار دیتے ہوئے ٹیگور نے اسے اپنانے سے منع کیا تھا۔ یہی نہیں بلکہ مشہور

تاریخ دان کے کے عزیز نے تو کانگریسی وزارتوں کی قراردادوں اور فیصلوں پر مشتمل دو جلدوں میں مستند کتاب بھی لکھی ہے جو ایسے ہی ناعاقبت اندیش فیصلوں سے بھری پڑی ہے۔ تو یہ وہ سیاست تھی جو 23 مارچ 1940 کا جواز مہیا کرتی ہے۔

23 مارچ 1940 ء کی قرارداد:

23 مارچ 1940 ء کی قرارداد کی تیاری میں اس امر کو خاص طور پر توجہ کا مرکز بنایا گیا تھا کہ قرارداد میں کہیں بھی کوئی کمی یا خامی نہ رہ جائے جس کا فائدہ دشمن عناصر اٹھائیں اس مقصد کیلئے بہت سے عبقری، دانشور اور قانونی ماہرین کو قرارداد کے متن کی تیاری میں شامل کیا گیا تھا لیکن ہندوؤں کی کینہ پرور لیڈرشپ ایک جامع اور مکمل قرارداد پر تنقید کرنے سے باز نہ رہ سکی ۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ کی سیاسی بصیرت کی وجہ سے قرارداد کی تیاری سے لیکر تمام معاملات بخیر و عافیت طے پا گئے، آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے 22,23,24 مارچ 1940 ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس عام منعقد کرنے کا فیصلہ کیا جس میں تاریخی اہمیت کی حامل یہ قرارداد لاہور پیش کرنا تھی جو بعد میں چل کر قرارداد پاکستان کے نام سے مشہور ہوئی، 21 مارچ 1940 ء کا قائداعظم محمد علی جناحؒ فرنٹیئر میل کے ذریعے لاہور ریلوے سٹیشن پر پہنچے جہاں لوگوں کا جم غفیر آپؒ کے شاندار استقبال

کیلئے موجود تھا اور تاریخ بتاتی ہے کہ لاہور کے ریلوے سٹیشن پر تل دھرنے کو جگہ نہ تھی، مسلمانوں کا جوش و خروش دیدنی تھا اور گرد و نواح کے تمام علاقے فلک شگاف نعروں سے گونج رہے تھے۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ اپنے ضروری معاملات نمٹانے کے بعد جب جلسہ گاہ پہنچے تو انہوں نے برجستہ تقریر کرنے کا فیصلہ کیا اور اس وقت کے میڈیا کے مطابق قائداعظمؒ نے تقریباً 100 منٹ پر مشتمل شاندار تقریر کی جس کو سن حاضرین جلسہ دم بخود رہ گئے۔

قائداعظمؒ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے جداگانہ قومیتی وجود کو حقیقی فطرت قرار دیتے ہوئے فرمایا: ”ہندوؤں کی سمجھ میں کیوں نہیں آتا کہ اسلام اور ہندوازم مذہب کے عام مفہوم ہی نہیں بلکہ واقعی دو جداگانہ اور مختلف اجتماعی نظام ہیں اور یہ محض خواب ہے کہ ہندو اور مسلمان کبھی ایک مشترکہ قوم بن سکیں گے“ بالآخر وہ وقت آن پہنچا کہ وزیراعظم بنگال مولوی اے کے فضل الحق نے تاریخی قرارداد پیش کرنے کے بعد اس کی حمایت میں تقریر بھی کی جس میں انہوں نے بنگال اسمبلی میں اپنی ایک تقریر کا حوالہ بھی دیا اور یہ ثابت کیا کہ فرزندانِ توحید کی آزادی کی صرف یہی ایک صورت ہے، چودھری خلیق الزماں نے اس قرارداد کی تائید کی، ان کی تائیدی تقریر کے بعد مولانا ظفر علی خاں، سرحد اسمبلی میں حزب اختلاف کے لیڈر سردار اورنگ زیب خاں اور سر عبداللہ ہارون نے تقاریر کیں، کم و بیش پورے برصغیر کی مسلمان قیادت نے اس

پلیٹ فارم سے قائداعظم محمد علی جناحؒ کی قیادت پر اعتماد کرتے ہوئے نئے عزم اور ولولے سے سفر آزادی شروع کرنے کا عہد کیا، اس تاریخی جلسے اور قرارداد کو اس لیے بھی اہم مقام حاصل ہے کہ یہ ایک اجتماعی سوچ کا شاخسانہ تھا۔ اجتماعی طور پر تمام مسلمان ایک قوت اور ایک تحریک کا روپ دھارے ہوئے تھے۔ باہمی اختلافات اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا، قرار داد کی پیشی اور منظوری کے بعد مسلمان ایک نئے عزم اور حوصلے کے ساتھ ایک روشن صبح کی جانب اپنا سفر شروع کرنے جا رہے تھے جس کی سربراہی تاریخ کے عظیم ترین لیڈر حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ کر رہے تھے، یہ قائداعظم محمد علی جناحؒ کی سیاسی بصیرت و حالات کو دیکھتے ہوئے بہترین حکمت عملی اور خدائے بزرگ و برتر کا فضل و کرم تھا جس نے مسلمانوں کیلئے بروقت ایک آزاد، خود مختار مملکت خداداد پاکستان قائم کرنے میں حقیقی کردار ادا کیا تھا۔

اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنی سیاسی مصلحتوں اور آپس کی ریشہ دوانیوں کو بھلا کر پھر سے متحد ہو جائیں، آج 74 سال گزرنے کے بعد ایک بار پھر ہمیں اپنے اندر 23 مارچ 1940ء کا جذبہ بیدار کرنے کی ضرورت ہے اور تجدید عہد وفا کرتے ہوئے قرارداد پاکستان کے اغراض و مقاصد کی تکمیل اور قائداعظمؒ اور دیگر قومی رہنماؤں کے خواب کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ہمیں پھر سے ایک قوم

بننا ہوگا، دو قومی نظریہ جو موجودہ حالات میں دم توڑتا دکھائی دے رہا ہے اسے بچانا ہوگا، دنیا کو دکھانا ہوگا کہ ہم وہی قوم ہیں جس نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر پاکستان کے قیام کے خواب کو پورا کیا تھا، ہم وہی قوم ہیں جس نے اپنے قائد کی رہنمائی میں دو قومی نظریے کو سچ ثابت کرکے دکھایا تھا، ہمیں قرار داد پاکستان کی روشنی میں مملکت خداداد پاکستان کو پروان چڑھانے کیلئے انفرادی و اجتماعی طور پر سر ڈاکٹر محمد علامہ اقبالؒ کا شاہین بننا ہوگا۔خدا تعالیٰ پاکستان اور پاکستانی قوم کا حامی و ناصر ہو، پاکستان زندہ باد!

کھسیانی بلی کھمبا نوچے

مملکت خداد پاکستان جہاں اندرونی و بیرونی ریشہ دوانیوں کا شکار ہے وہیں ان سازشوں اور ریشہ دوانیوں کو بے نقاب کرنے والے ادارے جنھیں ریاست کا چوتھا ستون بھی کہا جاتا ہے آجکل خود ریاست اور ریاست کی عوام کیساتھ ''دو دو ہاتھ'' کرنے میں مصروف عمل ہیں، پاکستان کے نجی ٹی وی چینل ''جیو'' نے جہاں پاک افواج ، خدائی فوجدار (آئی ایس آئی) کیساتھ ایک براہ راست ایک محاذ کھڑا کرکے پاکستانی عوام میں خود کو شدید مذمت اور نفرت کا نشانہ بنا لیا تھا وہیں مذکورہ ٹی وی چینل کے مارننگ شو (جو مارننگ شو کم اور کنجر خانہ زیادہ دکھائی دیتا ہے) میں ایک ایسی حرکت کا ارتکاب کر ڈالا جس سے پاکستانی عوام کے مذہبی جذبات شدید مجروح ہو گئے، جیو ٹی وی چینل کے مارننگ شو میں جس کی میزبان ڈاکٹر شائستہ لودھی (شائستہ واحدی) ہیں نے پاکستان کی متنازعہ ترین اداکارہ وینا ملک اور ان کے شوہر اسد بشیر کی شادی کی رسومات کی ادائیگی پر ایک قوالی چلادی جس کا متن کچھ یوں ہے کہ (دلہن جلدی بناؤ فاطمہ زہراؓ کو یارو، کہ ہم نے حیدر کرارؓ کو دولہا بنایا ہے، علیؑ کیساتھ ہے زہراؓ کی شادی) قوالی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور دختر رسول اکرم ﷺ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا ذکر کیا گیا ہے، وینا ملک اور اسد بشیر کی شادی کی رسومات میں اس قوالی کا

چلائے جانا انتہائی مضحکہ خیز ہے، پروگرام کی میزبان جو اپنی حرکتوں کی وجہ سے کافی عرصہ سے عوامی غم وغصے کا شکار ہیں پچھلے کچھ عرصے سے اس طرح کے پروگرام کرتی آ رہی تھیں جس کا سر پیر شاید ہی کسی کو سمجھ آئے، مذکورہ مارننگ شو میں وینا ملک کی شادی کی رسومات پر مذکورہ بالا قوالی کے چلائے جانے سے عوامی حلقوں میں یہ تاثر گیا کہ جیو ٹی وی اور شائستہ واحدی کے اس پروگرام میں وینا ملک کو وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد ﷺ کے خانوادے کیساتھ جوڑ دیا گیا، گویا نعوذ باللہ اسد بشیر کو حضرت علیؑ اور وینا ملک کو حضرت فاطمۃ الزہراؑ بنا کر پیش کر دیا گیا، تازہ ترین اطلاعات کے مطابق جی ٹی وی کی انتظامیہ نے ''اٹھو جاگو پاکستان'' کی پوری ٹیم کو معطل کرکے معاملے کی انکوائری شروع کر دی ہے اور اب دیکھنا یہ ہے کہ اس معاملے کا ملبہ کس پر ڈالا جاتا ہے۔

نجی ٹی وی چینل کے پروگرام میں کی گئی حرکت نادانستہ تھی یا دانستہ تھی اس بارے میں راقم کچھ نہیں کہہ سکتا مگر جس طرح پروگرام نعوذ باللہ اہل بیت اطہار کی تذلیل کی گئی وہ انتہائی قابل مذمت ہے، گو پروگرام کی میزبان شائستہ واحدی نے مختصر معافی مانگ لی ہے لیکن مختصر طور پر انفرادی معافی مانگنے کا کوئی فائدہ نہیں اگر معافی ہی مانگنی ہے تو جیو اور جنگ گروپ اپنے طور بھی معافی مانگیں، شاید خدائے بزرگ و برتر اور اہل بیت اطہار اور

پاکستانی عوام ان کی معافی قبول کر لیں۔ قارئین کرام! بالکل اسی طرح کی حرکت ماضی میں ARY چینل کے مارننگ شو جس کی میزبان ندا یاسر ہیں ان کے پروگرام میں بھی کی گئی تھی جو کہ جیو کے گستاخانہ پروگرام کیساتھ ساتھ سوشل میڈیا پر عوامی حلقوں میں بہت زیادہ زیر بحث ہے۔ بہت سے دوست احباب مجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ اس طرح کی حرکات کو روکنے کیلئے پیمرا کو کیا کرنا چاہئے۔ میری ناقص رائے کیمطابق پیمرا اگر روز اول سے ہی اپنے فرائض کی مثبت انداز میں انجام دہی کر رہا ہوتا تو آج یہ نوبت ہی نہیں آنی تھی۔ پیمرا نے پاکستان کے تمام نجی ٹی وی چینلوں ڈھیل دے دے کر ملکی ثقافت، معاشرت، سماجیات اور اخلاقیات کے جنازہ نکالنے میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ اب جبکہ جیو ٹیلی ویژن اور اے آر وائی کے مارننگ شوز میں اس طرح نا قابل معافی حرکات ہو رہی ہیں تو پیمرا کو فوری طور پر ان پروگراموں کو بند کر دینا چاہئے۔ خبر کیمطابق پیمرا نے جیو ٹی وی کے پروگرام ''اٹھو جاگو پاکستان'' کو شوکاز نوٹس تو جاری کر دیا ہے لیکن جیو کیساتھ ساتھ یہ کارروائی ARY کے مارننگ شو کیخلاف بھی ہونی چاہئے۔ گذشتہ کئی سال سے نجی ٹی وی چینل نے پاکستان، پاکستانی عوام اور پاکستانی اداروں کا ''بٹھہ'' بٹھانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ہے۔ نجی ٹی وی چینل پاکستانی عوام کا ترجمان کم اور بھارتی حکومت اور عوام کا ترجمان زیادہ لگتا ہے۔ قارئین کرام! آج صبح بھی چینل تبدیل کرتے ہوئے جیو ٹی وی پر میری نظر اٹک کر رہ گئی کیونکہ جیو

ٹی وی یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی انڈین پریمئر لیگ کے ایک ایک میچ اور ہر میچ میں لیگ کے کھلاڑیوں کی انفرادی کارکردگی پر رپورٹ پیش کر رہا تھا،پیمرا کو اپنے قوانین پر عملدرآمد کرتے ہوئے بھارتی مواد دکھانے پر فوری طور پر پابندی لگانی چاہئے کیونکہ پاکستان کے تمام نجی ٹی وی چینلوں پر بھارتی فلموں، ڈراموں، ٹاک شوز نے دو قومی نظریے کو سرے سے ہی ختم کر دیا ہے اور اس میں پیش پیش نجی ٹی وی چینل جیو جس کے بینر تلے ''امن کی آشا'' کے راگ بھی الاپے جارہے ہیں کا سب سے نمایاں کردار رہا، جیو ٹی وی اور جنگ گروپ کیخلاف ماضی میں بھی سنگین الزامات سامنے آتے رہے ہیں جس میں میر خلیل الرحمٰن فاؤنڈیشن کی طرف سے لکھا جانے والا 37 صفحات پر مشتمل پرپوزل اور اس کے عوض بھاری غیر ملکی امداد لینا بھی شامل رہے ہیں، سکینڈل پر پیمرا کو فوری طور پر نوٹس MKRF افسوس تو اس بات کا ہے کہ ماضی کے لیتے ہوئے کارروائی کرنی چاہئے تھی لیکن ''کرپشن کے اس حمام میں سبھی ننگے ہیں'' اس لئے پیمرا اور حکومت وقت نے موجودہ حالات میں بھی جیو اور جنگ گروپ ے کیخلاف کوئی موثر کارروائی کرنے سے انکار کر دیا ہے،دوسری طرف حالات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ نجی ٹی وی چینل ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے'' کے مصداق خود کو بھنور میں پھنسائے چلا جارہا ہے، پاکستان کے وزیر اعظم شہنشاہ میاں نواز شریف فرماتے ہیں کہ جیو کو بند کرنے کا کوئی ارادہ نہیں'' کاش کہ کوئی ان سے پوچھے کہ ایسی کیا وجوہات'' ہیں کہ ملک دشمن سازشوں میں مصروف

عناصر کیخلاف کارروائی سے "شریف" حکومت اجتناب کرتی آ رہی ہے؟حکومت وقت اور میڈیا میں موجود غداران وطن و غداران اسلام خدا کے عذاب سے ڈریں اور عوامی غم وغصے کو سنجیدہ لیتے ہوئے ایسے عناصر کیخلاف فوری اور تادیبی کارروائی عمل میں لائیں۔

گردش ایام

پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت ابھی پاؤں پاؤں چلنا ہی شروع ہوئی تھی کہ ماضی نے خود ایک بار پھر سے دوہرانا شروع کر دیا، ماضی کے تلخ تجربات اور حقائق سے سبق نہ سیکھنے والے مسلم لیگ نواز کے سر کردہ لیڈران آج بھی اسی روش پر گامزن ہیں جس سے ان کی حکومت اپنی مدت پوری کرنے سے پہلے ہی دم توڑ جاتی تھی، ملک میں جاری مہنگائی کی کمر توڑ لہر، دہشت گردی، فرقہ واریت ، لاقانونیت، سیاسی عدم استحکام نے مستقبل قریب و بعید کو ابہام کے سینکڑوں پردوں میں چھپا دیا ہے، ہر پاکستانی کے لبوں پر ایک ہی سوال موجود ہے کہ ہمارے مستقبل کا کیا ہوگا؟ پاکستان کے حالات کا اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا؟ قائد کے پاکستان کی سلامتی کا ضامن ہوگا؟ آج معاملات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں قومی ادارے ایک دوسرے کا احترام نہیں کرتے جس کی بنیادی وجہ سیاسی شخصیات اور حکومتی حلقوں کی براہ راست اداروں میں ٹانگ اڑانا ہے، حکومتی حلقے اپنی اس باری کو ”آخری باری“ سمجھتے ہوئے بلکہ وطن عزیز پاکستان کو افطاری کا دستر خوان سمجھتے ہوئے دونوں ہاتھوں اور پاؤں سے لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہیں، دوسری طرف ماہ صیام جو کہ مسلمانوں کیلئے رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے اس کے شروع ہونے سے قبل ہی جس طرح مسلمان اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں خود ساختہ اضافہ کرکے اپنی

مسلمانیت'' دکھانا شروع ہو جاتے ہیں وہ ہمارے لئے انتہائی باعث شرم ہے' یہ بات'' بھی واضح رہے کہ منافع خوروں' ذخیرہ اندوزوں کی بڑی تعداد کو حکومتی سرپرستی حاصل ہے، خود حکومت میں بیٹھے ہوئے بڑے بڑے ''باگڑ بلے'' شوگر ملوں کے مالک چینی اور شکر کا بحران پیدا کرنے کیلئے تیار بیٹھے ہیں، چینی' آٹے اور دیگر دوسری اشیاء کا بحران عید کے بعد کسی وقت بھی ملک کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے، فی الحال بحران پیدا کرنے والے ''باگڑ بلے'' بحران کو روک کر رمضان کے فیوض و برکات سے مستفید ہو رہے ہیں۔

وطن عزیز میں ماہ صیام اور سیاسی عدم استحکام ایک دوسرے کیساتھ ساتھ چل رہے ہیں' ایک طرف شمالی وزیرستان میں شدت پسندوں کیخلاف فوجی آپریشن ''ضرب عضب'' جاری ہے تو دوسری طرف خود حکومت کی اپنی صفوں میں محاذ آرائی جاری ہے، جس ملک کا وزیر داخلہ ایسے حالات میں جب کہ ملک حالت جنگ میں ہے اپنے تمام فرائض سے منہ موڑ کر ''مراقبے'' میں بیٹھ جائے اور سربراہان حکومت موصوف کو مناتے پھریں اس ملک میں قانون کی رٹ کا کیا عالم ہوگا اس بات کا اندازہ باآسانی لگایا جا سکتا ہے، ڈاکٹر طاہر القادری کے درآمدی ڈرامے سے لیکر اب تک حکومت ہر جگہ محاذ آرائی میں مصروف نظر آ رہی ہے جو ماضی کی طرح حکومت کیلئے خود کشی کے مترادف بھی ہو سکتا ہے، سیاسی سمجھ رکھنے والے عام پاکستان اور سیاسی پنڈتوں کی نظریں عید الفطر کے بعد کے سیاسی حالات پر جمی

ہوئی ہیں، ایک طرف طاہر القادری ابھی تک اپنے کسی واضح لائحہ عمل کا اعلان نہیں کر سکے مگر دوسری جانب عمران خان کی جماعت پاکستان تحریک انصاف عید کے بعد 14 چوک اسلام آباد میں سیاسی دنگل لگانے کا علان کر چکی ہے اور اس کے D اگست کو ساتھ ساتھ پی ٹی آئی کی تیاریاں بھی جاری ہیں، قوم اس وقت خود مرو یا مارو کی پوزیشن میں نظر آتی ہے کیونکہ ملک میں جاری دہشت گردی کی لہر اور لاقانونیت نے عوام کا بھرکس نکال دیا ہے ایسے حالات میں پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان کی غصے سے بھرپور تقریریں' جلسے' جلوس عوامی غم وغصے اور تبدیلی کی آگ کو مزید جلا بخش رہے ہیں، سنجیدہ حلقوں کا کہنا ہے کہ آنے والے دنوں میں سیاسی درجہ حرارت اس قدر شدید بھی ہو سکتا ہے جس میں حکمرانوں کو اپنے قدم زمین پر رکھتے ہوئے جلن محسوس ہوگی، دوسری طرف کچھ تجزیہ نگاروں کا یہ بھی کہنا ہے کہ طاہر القادری کے درآمدی ڈرامے کی طرح حکومت پی ٹی آئی کے اس سیلاب کو بھی روکنے میں کامیاب ہو جائے گی، ویسے میری ذاتی رائے میں اگر حکومتی حلقے طاہر القادری اور پی ٹی آئی کو ایک طرح سے ٹریٹ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں تو یہ ان کی سنگین غلطی ہوگی کیونکہ طاہر القادری اور پاکستان تحریک انصاف میں زمین وآسمان کا فرق موجود ہے، طاہر القادری ایک امپورٹڈ انقلابی اور مریدین کے سہارے چلنے والے لیڈر ہیں جبکہ عمران خان اور پاکستان تحریک انصاف ایک بڑی سیاسی و جمہوری قوت ہیں جس نے عام انتخابات 2013ء میں بڑے بڑے سیاسی اپ سیٹ کئے تھے، قارئین کرام! اگر

عمران خان اور طاہر القادری کسی ایجنڈے پر ایک ہو جائیں تو ملک میں تبدیلی کے امکانات بہت زیادہ روشن ہو جائیں گے لیکن فی الحال دونوں جماعتوں کے مابین دوریاں نظر آ رہی ہے اور اس پر طاہر القادری کے اس بیان نے جلتی پر تیل کا کام کر دکھایا کہ انقلاب کو سونامی کی ضرورت نہیں، بہر حال اگر طاہر القادری ''خفیہ'' انقلاب پر بضد ہیں تو یہ ایک خونی انقلاب ہوگا اور یہی وہ بنیادی نظریہ ہے جس کیہ بنیاد پر تحریک انصاف اور پاکستان عوامی تحریک میں دوری پائی جا رہی ہے، عمران خان اور پاکستان تحریک انصاف کا کہنا ہے کہ ہم حکومت کو گرانے والی کسی سازش کا حصہ نہیں بنیں گے جبکہ طاہر القادری حکمرانوں کو سڑکوں پر گھسیٹنے کیلئے اپنے کارکنوں کو احکامات جاری کر چکے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ ہم حکومت گرا کر رہیں گے، ملکی سیاسی حالات کس سمت جاتے ہیں اور آنے والے دنوں میں کیا ہونے جا رہا ہے یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا کیونکہ سیاست میں کوئی بات حتمی نہیں ہوتی' فی الحال تو پاکستان گردش ایام سے گزر رہا ہے۔

دشمنان اسلام

عالم اسلام اس وقت شدید سازشوں کا شکار ہے' دنیا بھر میں موجود مسلمان کسی نہ کسی پریشانی میں مبتلا ہیں' اسلام جو امن و امان کا درس دینے میں سب مذاہب سے سبقت لے گیا تھا آج اتنا ہے دگر گوں حالات کا شکار ہے جس کی بنیادی وجہ اسلامی ممالک کی صفوں میں اتحاد کا نہ ہونا ہے اور اس صورتحال سے غیر مسلم ممالک فائدہ اٹھارہے ہیں' آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں عالم اسلام ایک طویل عرصہ سے یہود و نصاریٰ اور کفار کی سازشوں میں پھنسا ہوا ہے' ایسا کیوں ہے؟ دنیا کی دوسری بڑی قوم کیوں بد تر سے بدتر حالات کی طرف کھسکتی چلی جارہی ہے؟ ہم آج تک اس بات کو ماننے سے سرے سے انکاری ہیں کہ عالم اسلام اور مسلمانوں کی اس پستی کی وجہ خود ہم مسلمان ہیں کیونکہ ہم نے دین اسلام تو برائے نام قبول کیا ہوا ہے حقیقت میں ہم سنی' شیعہ' وہابی' دیوبندی' سلفی وغیرہ ہیں' ہم اپنی مذہبی شدت پسندی جو ہم ایک دوسرے کے مسالک کیخلاف رکھتے ہیں کو تسکین پہنچانے کیلئے بالواسطہ اور بلا واسطہ کفار' یہود و نصاریٰ کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے مخالف مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے ممالک پر چڑھائی کر دے اور جب ایسی صورتحال ہمارے ساتھ خود ہوتی ہے تو چیخ و پکار کرتے نظر آتے ہیں' اس وقت فلسطین میں اسرائیل جو مظالم غزہ کے رہائشیوں پر ڈھا رہا ہے اس سے آدھے

مسلمان لطف اندوز ہو رہے ہیں اور کچھ مسلم ممالک ایسے ہیں جو اسرائیل کو اس کام میں بھرپور اخلاقی اور مالی معاونت خفیہ طور پر فراہم کر رہے ہیں، مصر، شام، عراق، ایران، لبنان، لیبیا، سوڈان، پاکستان، فلسطین اور دیگر اسلامی ممالک انہی مسلکی شدت پسندیوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں، حقیقت میں عالم اسلام کا دشمن کوئی کافر، یہودی یا نصرانی نہیں بلکہ خود مسلمان ہی مسلمان کا دشمن ہے جبکہ سکرین پر کفار اور یہود و نصاریٰ کو استعمال کیا جا رہا ہے، گزشتہ دنوں سعودی عرب کی ایک سرکاری دستاویز دیکھنے کا اتفاق ہوا جس میں سعودی بادشاہ نے باقاعدہ طور پر اعتراف کیا گیا کہا سرائیل فلسطین پر قبضہ کرنا چاہتا ہے تو کر لے ہمیں اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں،تاریخ گواہ ہے کہ سعودی حکمرانوں اور بڑے سعودی تاجروں کے اکاؤنٹس یہودی بنکوں میں ہیں یعنی ان کی دولت کا بیشتر حصہ یہودی استعمال کر رہے ہیں،راقم الحروف سعودی حکمرانوں کی اسلام دشمن پالیسیوں اور منافقانہ رویوں پر اس سے قبل بھی ایک کالم بعنوان ''عالم اسلام اور سعودی شاہوں کا کردار'' سے لکھ چکا ہے جس میں سعودی عرب کی منافقانہ پالیسیوں سے عالم اسلام کو پہنچنے والے نقصانات کا بحوالہ ذکر گیا ہے۔

قارئین کرام ! روئے زمین پر فساد کی سب سے بڑی وجہ مسلکی اختلافات یعنی فرقہ واریت ہیں، ہر فرقہ اپنے تئیں اسلام اور جنت کا ٹھیکیدار بنا ہوا ہے، مذہبی

جنونی اور مسلکی شدت پسندوں نے زمین جو دوزخ میں تبدیل کر دیا ہے' وہ یہ بات بھول گئے ہیں کہ آپ ﷺ نے کے حسن اخلاق سے اور آپ کی تعلیمات سے اسلام پھیلا نہ کہ بزور طاقت و تلوار' اگر کوئی ایک مکتب فکر سے تعلق رکھنے والا شخص اپنی مسلکی تعلیمات پر عمل پیرا ہے تو دوسرے مسلک کو اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہئے کیونکہ ہر شخص نے اپنی قبر میں جانا ہے اور اسلام کی ٹھیکیداری کسی مخصوص فرقہ کو نہیں سونپی گئی' خدائے بزرگ و برتر قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ جو اس کا نافرمان ہے اس کیلئے اس نے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے' اگر کوئی زمین پر رہتے ہوئے کسی کو ایذا پہنچائے بغیر چاہے غلط طریقے سے نماز پڑھ رہا ہوں یا پڑھ ہی نہ رہا ہو تو اس کو بزور طاقت منوانا کہاں کا اسلام ہے؟ دوسری طرف عراق میں خود ساختہ خلیفۃ المسلمین ابو بکر البغدادی کا ایک تازہ ترین بیان ملاحظہ ہو کہ ''اللہ تعالٰی ہمیں اسرائیل کیخلاف جہاد کا حکم نہیں دیتا'' موصوف کو صرف مسلمانوں کیخلاف ہی جہاد کا حکم ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو یہ حکم سوائے امریکہ کے کوئی اور نہیں دے سکتا اور اگر حکم امریکہ سے ہے تو ثابت ہوا کہ خود ساختہ خلیفۃ المسلمین کا خدا امریکہ ہے' ویسے اس بات کا تعین کرنا مشکل نہیں کیونکہ ''خلیفہ اسلام'' نے اپنے پہلے خطبے میں جب ہاتھ سینے پر رکھا تو ان کے ہاتھ میں جیمز بانڈ کی فلموں میں استعمال ہونے والی جدید اور انتہائی قیمتی گھڑی نظر آئی جسے شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا' ویسے کڑیوں سے کڑیا ملائی جائیں تو عیاں ہو جاتا

ہے کہ خودساختہ خلیفہ کو اپنے خدا ''امریکہ'' کیساتھ وقت ملا کر چلنے کیلئے یہی گھڑی انتہائی اہم چیز ہے خاص طور پر Timing درکار تھی کیونکہ مسلمانوں کیخلاف جہاد میں جب کوئی مسلمان نہتا ہو یا سو رہا ہو تو اس کو مار دیا جائے' خود امریکی (نیشنل سیکورٹی ایجنسی) کے سابق اہلکار نے انکشاف کیا ہے کہ خود ساختہ خلیفہ کو اسرائیلی'امریکی اور برطانوی ایجنسیوں نے مل کر تربیت دی جس میں زیادہ کردار موساد کا تھا کیونکہ

اسرائیل اور امریکہ ملکر دنیا کے تمام کی دولت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں' میرے خیال میں امریکہ جنگ سے تو عراق پر قبضہ حاصل نہ کر سکا اسی لئے اس نے داعش کی صورت میں عراقی مسلمانوں پر عذاب ڈھانے منصوبہ بنایا تاکہ مسلمان مسلمانوں کے ہاتھوں مارے جائیں اور اس کے مقاصد پورے ہو جائیں' قارئین کرام! اسرائیل کے معصوم اور نہتے فلسطینیوں پر حملے انتہائی قابل مذمت ہیں اسی طرح عراق میں قابض شدت پسندوں کی تنظیم داعش جس نے بے گناہ لوگوں کا قتل عام شروع کیا ہوا ہے اس کیخلاف بھی عالم اسلام کو احتجاج کرنا چاہئے' پاکستان کی طالبان حامی جماعتیں اور دیگر مذہبی جماعتیں فلسطینیوں پر حملوں کی تو شدید مذمت کر رہی ہیں لیکن دوسرے طرف داعش کے خلاف اپنے ہونٹ سی کر بیٹھ گئی ہیں' عراق میں مارے جانیوالوں کی تعداد فلسطینیوں سے زیادہ ہے' اسی طرح جب پاکستان میں کوئٹہ کے راستے ایران جانیوالے زائرین پر حملے ہوتے ہیں تو سوائے شیعہ جماعتوں کے کوئی اور مذہبی جماعت ان کی مذمت نہیں کرتی اور ان کیخلاف

احتجاج نہیں کرتی' ایسے حالات میں جب مسلمان خود مسلمانوں کو کافر قرار دے کر مار رہا ہو اور امت مسلمہ کا منافقانہ رویہ اور سرد مہری جاری رہے تو کفار' یہود و نصاریٰ کے دلوں کی مراد بر آتی ہے اور جب اپنوں سے اچھائی کی کوئی امید نہ ہو تو غیروں سے کیا بعید کی جا سکتی ہے۔

! تم کو بہالیجائیں گے آنسو غریب کے

وطن عزیز کے آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے صوبے پنجاب کے وسطی اضلاع میں تباہی مچانے کے بعد دریائے چناب میں آنے والا بڑا سیلابی ریلا جنوبی ضلع ملتان میں لاکھوں افراد کو متاثر کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے' اس وقت ملک جہاں اندرونی و بیرونی شدید خلفشار کا شکار ہے وہیں سیلاب کی موجودہ آفت نے ملک کو شدید نقصان پہنچایا اور حسب سابق ناآگھانی صورتحال سے نمٹنے کیلئے پاکستان کی بہادر افواج کو میدان میں اترنا پڑا۔ قارئین کرام ! سیاست میں ٹائمنگ انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ موجودہ حالات میں جہاں اسلام آباد میں دو سیاسی جماعتیں اپنی سیاسی قوت کا مظاہرہ کرنے میں مصروف ہیں وہیں آنے والا تاریخی سیلابی ریلا ان گنت سوالات چھوڑے جا رہا ہے' ماہرین کے مطابق موجودہ سیلابی ریلا ماضی میں بارشوں کی وجہ سے آنے والے سیلابی ریلوں سے بڑا ہے اور ایسے وقت میں سیلاب کے آنے کا امکان مسترد تو نہیں کیا جا سکتا لیکن سیلاب کی اس شدید نوعیت کا اندازہ کسی کو نہیں تھا۔

وفاقی دار لحکومت میں ملکی سلامتی کی خاطر سیکیورٹی سنبھالنے کے علاوہ پاک افواج اس وقت شر پسندوں کیخلاف آپریشن ضرب عضب میں بھی مصروف ہے اور مزید

یہ کہ سیلاب سے متاثرہ افراد کی داد رسی اور ان کو بر وقت امداد پہنچانے کیلئے ہمارے فوجی جوان اپنی جان کی بازی لگا رہے ہیں اور ماضی کی طرح اس بار بھی تاریخ رقم کرنے میں مصروف ہیں' ایسے حالات میں پوری قوم کو ایک ایجنڈے پر متفق ہو کر آگے بڑھنے کی ضرورت ہے لیکن عصر حاضر کے میر جعفر و میر صادق اندرون خانہ اور کھلم کھلا پاک افواج کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں جن کے پشت پناہی کرنے والے ہاتھ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں' سیلابی ریلوں' شرپسندوں اور ملکی سلامتی کے مسائل سے نبرد آزما جرات و بہادری کی داستانیں رقم کرنے والے ہمارے فوجی جوانوں کو اس وقت قوم کی کھلی حمایت کی ضرورت ہے' یہاں یہ امر انتہائی قابل ذکر ہے کہ پاکستانی عوام کی بڑی تعداد پاک فوج کے ساتھ جذباتی وابستگی بھی رکھتی ہے لیکن موجودہ حالات میں اور آنے والے مستقبل قریب و مستقبل بعید میں افواج پاکستان کو قوم کی تمام تر حمایتیں درکار ہیں' 2014 ء کے پاکستان میں بھی ماضی کی طرح اس وقت بھی ایک ہی ادارہ یعنی افواج پاکستان' پاکستان کی سلامتی اور بقاء کا ضامن ہے۔

قارئین کرام ! جہاں پاکستان سے محبت کرنے والے عناصر پاکستان کی سلامتی و بقا کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے میں مصروف ہیں وہیں دشمنان اسلام و دشمنان پاکستان اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کیلئے قوم کو دھڑوں میں تقسیم کرنے کیلئے اپنی تمام تر توانیاں بروئے کار لا رہے ہیں اور ایسے

عناصر اپنی سازشوں میں بڑی حد تک کامیاب بھی دکھائی دیتے ہیں' ستم ظریفی یہ ہے کہ ارباب اختیار ایسے تمام عناصر سے روز اول سے باخبر ہیں لیکن ان کیخلاف موثر کارروائی کرنے سے ہمیشہ قاصر رہے ہیں' موجودہ سیلابی صورتحال اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمیشہ سے ماضی میں آنے والے تمام سیلابوں سے کسی حکومت نے کوئی سبق نہیں سیکھا اور نہ ہی ان کے بندوبست میں دلچسپی ظاہر کی' اگر کالا باغ ڈیم' کرم تنگی ڈیم' بھاشا ڈیم جیسے منصوبے مکمل ہو چکے ہوتے تو اس وقت ملک توانائی کے بحران کیساتھ ساتھ سیلابی آفتوں سے بھی نجات پا چکا ہوتا' لیکن ڈنگ ٹپاؤ پالیسی پر عمل پیرا حکمرانوں کی بے حسی اس وقت عروج پر ہے' ہمیشہ سے یہی ہوتا چلا آیا ہے کہ کسی بھی ناگہانی آفت کے آنے کے بعد سیاسی رہنماؤں کی طرف سے بیانات داغنے کا سلسلہ انتہائی زور پکڑ جاتا ہے جبکہ اس کیلئے پہلے سے مل بیٹھ کر پالیسی تیار کرنے کیلئے تمام سیاسی جماعتوں نے کوئی خاطر خواہ پیش رفت نہیں کی' پاکستان پیپلز پارٹی کالا باغ ڈیم کی روز اول سے مخالفت کرتی آ رہی ہے اور اس کیساتھ ساتھ دوسری جماعتیں بھی کالا باغ ڈیم بنانے کے حق میں نہیں اور مزید یہ کہ انصاف کا نعرہ لگانے والی پاکستان تحریک انصاف نے بھی کبھی حکومت پر اس بات کا پریشر نہیں ڈالا کہ ڈیم بنائے جائیں اور ملک میں آئندہ 5 سے 10 سالوں میں آنے والی قحط سالی کو روکنے کیلئے کوئی جامع پلان بنایا جائے' انتہائی افسوسناک صورتحال یہ ہے کہ اس وقت ہمسایہ ملک ہمارے حصے کے پانی پر 100 سے زائد

ڈیم بنا چکا ہے اور وہ پاکستان کو بنجر کرنے اور جنگ کئے بغیر پاکستان کو زیر کرنے کے منصوبے پر انتہائی تیزی کیساتھ عمل پیرا ہے‘ پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں اور حکومت اپنے اپنے مفادات کے لئے دست و گریباں ہوتی نظر آ رہی ہیں‘ مستقبل قریب اور مستقبل بعید کے حالات پر نظر رکھنا تو دور کی بات یہاں سوچنا بھی گوارا نہیں کیا جاتا اور وہ وقت دور نہیں جب ہمسایہ ملک صرف پانی چھوڑ کر پاکستان کو شدید ترین نقصانات سے دوچار کر سکتا ہے‘ جس کے تجربات ہمسایہ ملک کی جانب سے وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں‘ ضرورت اس امر کی ہے کہ ذاتی اختلافات کو بھلا کر ملک کیلئے ایک سوچ پیدا کی جائے اور واضح خارجہ پالیسی اور داخلی سلامتی پالیسی اپنائی جائے اور اس پر عمل کیا جائے‘ موجودہ حکمرانوں اور سیاسی جماعتوں کو پاکستان کی خاطر انتہائی تیزی کیساتھ مثبت فیصلے کرنے ہوں گے اوران فیصلوں کیلئے عوام الناس کو حکومت پر زور ڈالنا ہوگا کیونکہ تمام سیاسی جماعتوں کے سربراہان پاکستان پر برا وقت آتے ہی اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جاتے ہیں اور غریب پاکستانی تمام تر مسائل کی چکی میں پستا چلا جاتا ہے‘ حکمران جماعت اور دیگر سیاسی جماعتوں کے پاس اب بھی وقت ہے کہ وہ مل بیٹھ کر مسائل کا حل تلاش کریں وگرنہ ظلم کی اس چکی میں غریب عوام پستی چلی جائے گی‘ اپنے ہی ایک شعر کیساتھ تحریر کا اختتام کروں گا کہ۔

ظلم و ستم تمہارے کہاں تک سہے گا وہ؟ ؎

تم کو بہالے جائیں گے آنسو غریب کے

پٹرولیم بحران اور رسہ کشی!

وفاقی دار لحکومت اسلام آباد میں اس وقت پٹرول کے شدید بحران کی وجہ سے سیاسی ماحول خاصا گرم دکھائی دے رہا ہے۔ ذرائع کے مطابق وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان میاں محمد نواز شریف کی اچانک پٹرول بحران پر راتوں کی نیندیں حرام ہو گئی ہیں، پٹرول کے حالیہ بحران کی ابتداء سے ہی حکومتی اعلیٰ عہدیدار اپنی نااہلیوں کو ایک دوسرے پر ڈالنے کی کوشش میں مصروف عمل نظر آ رہے ہیں حالانکہ اگر وہ یہی کوششیں بحرانوں کے حل کیلئے کریں تو ملک کو ایسے حالات سے دوچار ہی نہ ہونا پڑے، سیاسی سمجھ بوجھ رکھنے والے لوگوں اور تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ حالیہ پٹرول بحران کی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آ رہی اور وہ بھی ایسے حالات میں جب عالمی منڈی میں تیل کی قیمت ریکارڈ سطح پر گری ہوئی ہے۔ کچھ اندرونی ذرائع کے مطابق ایک اندرونی کہانی اس وقت تمام سیاسی حلقوں میں گردش کر رہی ہے اور وہ یہ کہ بیوکریسی اور مسلم لیگ ن کی حکومت کے وزراء، مشیران، وزرائے مملکت میں "کچھ" ناگزری وجوہات کی بناء پر ان بن چل رہی ہے جس کی وجہ سے بیوروکریسی نے پاکستان مسلم لیگ ن کی حکومت کو سبق سکھانے کا فیصلہ کرکے حالیہ پٹرولیم بحران کا کارڈ کھیلا ہے۔ وفاقی وزیر پٹرولیم شاہد خاقان عباسی حالیہ پٹرولیم بحران کا ذمہ دار وزارت خزانہ اور وفاقی وزیر خزانہ

اسحاق ڈار کو ٹھہرا رہے ہیں جبکہ وزیر خزانہ اسحاق ڈار کا موقف یہ ہے کہ پٹرولیم بحران میں وزارت خزانہ کا کوئی قصور نہیں اور نہ ہی ہم نے اس سلسلے میں کوئی کوتاہی برتی۔ ملک میں ایک ہی وقت میں جہاں بجلی اور گیس کا شدید بحران چل رہا ہے وہیں پٹرول کے بحران سے ملکی حالات انتہائی گھمبیر صورتحال اختیار کر چکے ہیں، معاشی طور پر پاکستان کی کمر ٹوٹ چکی ہے اور گرتی دیوار کو ایک دھکا اور دینے والی بات رہ گئی ہے، پٹرول بحران کی وجہ سے پاکستانی معیشیت کو 12 ارب روپے روزانہ کا خسارہ برداشت کرنا پڑ رہا ہے جو کہ معاشی حالات کے انتہائی سنگین ہونے کا الارم بجا رہا ہے، ماہرین کے مطابق اگر حالیہ بحران اسی طرح مزید اور کچھ دن چلتا رہا تو ملکی معیشیت کا خدا حافظ ہے، ماہرین کا کہنا ہے کہ ایک تو پہلے ہی بجلی اور گیس کے بحران کی وجہ سے ملکی معاشی حالات قابل رحم ہیں اور رہی سہی کسر پٹرولیم بحران نے توڑ دی ہے، وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے پٹرولیم بحران کا نوٹس لیتے ہوئے ذمہ داروں کو سخت سزا دینے کا وعدہ کیا ہے جبکہ یہ وعدہ بھی صرف وعدہ ہی نظر آ رہا ہے، کچھ حلقے یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ حالیہ پٹرول بحران پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کیلئے کیا گیا ہے، یعنی وہ اس مصنوعی بحران کا محرک پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کو ٹھہرا رہے ہیں ،

پٹرول کا جاری بحران بیورو کریسی

اور حکومت کے درمیان رسہ کشی ہو یا مصنوعات میں اضافے کا بہانہ یہ بات تو واضح ہے کہ پٹرول کا حالیہ بحران مصنوعی ہے اور اس مصنوعی بحران سے اپنے اہداف پر کمند ڈالنے والے ملک دشمن عناصر اپنی تجوریوں کو بھرنے کی فکر میں نظر آ رہے ہیں، سیاسی جماعتیں آپس کے جھگڑوں میں مصروف ہیں اور عوام الناس کو کوئی پرسان حال نہیں، پٹرول کے جاری بحران نے روز مرہ ضروریات کی اشیاء کی قیمتوں کو آسمان پر پہنچا دیا ہے اور اب وہ اشیائے خورد و نوش جو پہلے ہی غریب کی پہنچ سے دور تھیں اب بالکل باہر ہو چکی ہیں۔

قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف خورشید شاہ کا کہنا ہے کہ پٹرول بحران کی تحقیقات سپریم کورٹ کے جج سے کروائی جائیں، پاکستانی قوم کا پاکستانی حکام، بیورو کریسی سے روز اول سے ایک ہی سوال ہے کہ وہ ملکی خزانے پر سانپ کی طرح کیا صرف اسے لوٹنے کیلئے بیٹھے ہوتے ہیں؟ مسائل کا حل کس کی ذمہ داری ہے؟ کب تک ہر کام میں سپریم کورٹ کو گھسیٹا جائے گا اور فوج کے کاندھے پر رکھ بندوق چلائی جائے گی؟ کیا پاک فوج اور عدلیہ صرف اسی کام کیلئے رہ گئے ہیں کہ وہ آٹے دال کی قیمتوں میں اضافوں پر از خود نوٹس لیتے رہیں اور فوج ملک میں ہونے والے حادثات، آفات اور دیگر مسائل کو حل کرتی رہے؟ حکومتی وزیروں کی فوج اور بیورو کریسی کے بڑے بڑے مگرمچھ کیا مفت کی روٹیاں توڑنے کیلئے ہیں؟ داخلی سلامتی کی ذمہ داری قانون نافذ کرنے والے اداروں کے پاس تو

نمائشی ہی رہ گئی ہے، پٹرول کے حالیہ بحران کی وجہ سے ماہرین کا کہنا ہے کہ مسلم لیگ ن کی حکومت کو شدید خطرات لاحق ہیں، میاں محمد نواز شریف اور ان کے حواری خدارا اپنی حکومت بچانے کیلئے ہی سہی ملک میں جاری بحرانوں پر خصوصی توجہ دیں اور عوامی مسائل کو سنجیدگی کے ساتھ حل کرنے کیلئے فوری اقدامات کریں، اگر حالیہ بحرانوں پر قابو نہیں پایا گیا تو نہ ہی حکومت رہے گی اور نہ معیشیت، خدا نخواستہ ایسے حالات میں ملک کو کسی ایمرجنسی کا سامنا کرنا پڑ جائے تو اکیلے میاں صاحب اور ان کے حواری کیا کریں گے ؟؟؟؟ قوم کدھر جائے گی ؟ کیا کھائے گی؟ غربت، مہنگائی اور بے روزگاری سے تنگ عوام خود کشیوں پر مجبور نہیں ہوگی تو کیا کرے گی؟

اب بھی وقت ہے کہ حکومت ہوش کے ناخن لے اور خاص طور پر وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان میاں محمد نواز شریف جو کہ وزارت عظمٰی کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں وہ پٹرول کے بحران کے ذمہ دار عناصر کیخلاف فوری طور پر انکوائری کروا کر کارروائی کریں اور اگر اگر یہ ساری رسہ کشی بیوروکریسی کی پیدا کردہ ہے تو بیروکریسی کو لگام دیں، خدارا قوم کی حالت زار پر توجہ دیں، عوام سے کئے گئے وعدوں پر عمل کریں، چاپلوس اور خوشامدی ٹولے سے جان چھڑوائیں اور بحرانوں کے حل کیلئے اپنا کردار سنجیدگی کیساتھ ادا کریں، بصورت دیگر پاکستان مسلم لیگ ن اور میاں محمد نواز شریف کا نام بھی تاریخ

کے اوراق میں مفاد پرستوں کی فہرست میں لکھا جائے گا۔۔

امریکہ / بھارت گٹھ جوڑ

وطن عزیز پاکستان کے ہمسایہ ملک بھارت کا برصغیر پاک و ہند کی آزادی کے وقت سے ہی پاکستان کے اندرونی مسائل میں ٹانگ اڑانے کا ریکارڈ رہا ہے یہی وجہ ہے کہ بر اعظم ایشیاء کے امن کو ہمیشہ خطرات لاحق رہے ہیں جس کا ذمہ دار عالمی برادری پاکستان کو ٹھہراتی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بھارت روز اول سے ہی پاکستان کے خلاف ریشہ دوانیوں میں کلیدی کردار ادا کرتا نظر آیا ہے۔ بھارتی حکومت نے روز اول سے ہی پاکستان کے قیام اور پاکستان کے وجود کو تسلیم کرنے سے سراسر انکار کیا ہے جو کہ ایک بہت بڑی حقیقت سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔ روز اول سے ہی نو منتخب بھارتی حکومتیں اپنی سیاسی پالیسیوں میں پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کو سر فہرست رکھتی آئی ہیں جس کی وجہ سے برصغیر اور عالمی دنیا میں اس خطے کی جگ ہنسائی ہوتی رہی ہے۔ یہاں اس بات سے انکار بھی قطعی طور ممکن نہیں کہ پاکستان کی حکومتوں نے ہمسایہ ملک بھارت کو کبھی اس کے الزامات کا منہ توڑ جواب نہیں دیا اور نہ خارجہ پالیسی کو اتنا مضبوط کیا کہ کوئی بھی دشمن پاکستان وطن عزیز پر گھناؤنے الزامات لگانے سے قبل سوچنے پر مجبور ہو۔ پاکستان اس خطے میں اپنی نوعیت کا واحد ملک ہے جسے عالمی برادری اور ہمسایہ ملکوں کی تنقید

اور الزامات کا تواتر سے سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس میں ہماری خارجہ پالیسی کا کمزور ہونا اور حکومتوں کا غیر سنجیدہ ہونا سب سے بڑی وجوہات ہیں ، عالمی امن کے حوالے سے پاکستان اور پاکستانی قوم کا موقف ہمیشہ دو ٹوک رہا ہے ، پاکستان نے کبھی بھی عالمی امن و عالمی قوانین کی خلاف ورزی نہیں کی لیکن بھارت کی ہمیشہ سے یہی روش رہی ہے جس کی مثال مقبوضہ کشمیر پر بھارت کا غاصبانہ قبضہ ہے، عالمی برادی کی طرف سے اسلحے کی دوڑ کو روکنے کیلئے بنائے جانے والے قوانین کی پاسداری کو ہمیشہ پاکستان نے مقدم رکھا ہے لیکن خود عالمی برادری اور عالمی امن کے نام نہاد ٹھیکیداران جن میں امریکہ اور بھارت سر فہرست ہیں انہوں نے اپنے ہی بنائے جانے والے عالمی قوانین کی خلاف ورزی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ہے۔

اب حالات یہ ہیں کہ اگر دنیا کے کسی بھی خطے میں کوئی سانحہ /واقعہ رو نما ہو جائے تو اس کا بالواسطہ یا بلا واسطہ تعلق پاکستان کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی جاتی ہے،

پاکستان خود طویل عرصے سے دہشت گردی کے عذاب میں مبتلا ہے اور دہشت گردی کے خلاف جنگ میں جتنی قربانیاں پاکستان نے دی ہیں اتنی کسی بھی ملک نے نہیں دی لیکن اس کے باوجود پوری دنیا میں ہونے والی کسی بھی شدت پسندانہ کارروائی کا تعلق کسی نہ کسی طرح پاکستان سے جوڑنے کی کوشش کی جاتی ہے، پاکستان کی سلامتی کی ضامن انٹیلی جنس ایجنسی آئی ایس آئی پر ہر دو ماہ

گزرنے کے بعد الزامات کی بوچھاڑ کر دی جاتی ہے کہ آئی ایس آئی دہشت گردوں کو تربیت دے رہی ہے اور انہیں معاونت فراہم کر رہی ہے جو کہ انتہائی قابل مذمت بات ہے، جبکہ حقیقت یہ کہ بھارت اور بھارتی خفیہ ایجنسی ''را'' کی شر انگیزیوں سے اس کا کوئی بھی ہمسایہ ملک محفوظ نہیں اور دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بھارت نے کبھی بھی اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کی کوشش نہیں کی ۔ بھارت کے اس رویے کو ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی مکمل آشیر باد حاصل ہے جو پاکستان کا برائے نام ساتھ دینے اور پاکستان کے ساتھ ڈبل گیم کرنے میں ہمہ وقت مصروف رہتا ہے۔ امریکی صدر باراک اوباما کا حالیہ دورہ بھارت اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جسے پاکستانی حکومت سنجیدگی کے ساتھ نہیں لے رہی ۔ پاکستان کی موجودہ حکومت ایک طرف تو سعودی فرمانروا کے انتقال پر ایک روزہ سرکاری یوم سوگ کا اعلان کر رہی ہے اور دوسری طرف آنحضرت ﷺ کی توہین کے مرتکب گستاخانہ خاکے شائع کرنے والوں کے خلاف سرکاری طور پر مذمت کرنے سے کترا رہی ہے، حالانکہ پاکستان کو اس سلسلے میں فرانسیسی سفیر کی طلبی کرکے شدید احتجاج ریکارڈ کرواتے ہوئے فرانسیسی سفیر کو ملک بدر کرنا چاہئے تھا لیکن شاید پاکستان کے نام نہاد مسلمان حکمرانوں کے نزدیک توہین رسالت ﷺ اتنا بڑا جرم نہیں جس کی وہ باقاعدہ شدید مذمت کر سکیں۔

امریکی صدر باراک اوباما نے دوہرا معیار اپناتے ہوئے بھارت کے حالیہ دورے

میں کہا ہے کہ پاکستان میں دہشت گردوں کے ٹھکانے ہر گز قبول نہیں، نائن الیون اور ممبئی واقعات کے بعد امریکہ اور بھارت دفاع اور سلامتی میں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہیں، موصوف امریکی صدر نے ماضی کی طرح ممبئی حملوں کی ذمہ داری ایک بار پھر پاکستان پر عائد کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو ممبئی حملوں کے ملزمان کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کرنا چاہیئے گویا ان کے نزدیک پاکستان جو کہ خود دہشت گردی کی عفریت سے چھٹکارا پانے کیلئے جانوں کا نذرانہ پیش کر رہا ہے وہ پاکستان دہشت گردی کے خلاف کوئی اقدامات نہیں کر رہا، جب کہ دوسری طرف موصوف امریکی صدر خود ہی بیان دے رہے ہیں کہ انہوں نے پاکستان اور افغانستان سے القاعدہ اور دہشت گردوں کا مکمل صفایا کر دیا ہے، امریکی صدر نے افغانستان کے امن کیلئے پاکستانی کوششوں پر پانی پھیرتے ہوئے بھارتی جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ افغانستان میں قیام امن کیلئے بھارتی کردار کے شکر گزار ہیں۔ حالانکہ عالمی برادری اچھی طرح جانتی ہے کہ بھارت اور بھارتی خفیہ ایجنسی ''را'' افغانستان کے راستے پاکستان میں در اندازی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ عالمی امن و امان اور خطے کی سلامتی کیلئے عالمی برادری اور خاص طور پر امریکہ کو اپنا دوہرا معیار ترک کرنا ہوگا۔

پاکستان کی موجودہ حکومت کو عالمی سیاسی ماحول کا مقابلہ کرنے کیلئے اپنی

خارجہ پالیسی کو فوری طور پر تبدیل کرنا چاہیۓ اور سخت موقف اپناتے ہوئے دوٹوک انداز میں الزامات کا بھرپور جواب دینا چاہیۓ، خارجہ پالیسی میں بڑے پیمانے پر تبدیلیاں پاکستان کی سلامتی، دفاع اور قیام کیلیۓ اشد ضروری ہیں، یہ بات بھی درست ہے کہ ہم کسی بھی ملک کے ساتھ اپنے تعلقات کو بگاڑ نہیں سکتے لیکن اپنی خارجہ پالیسی میں تبدیلی کرتے ہوئے دشمن اور دوست کو پہچانتے ہوئے مستقبل کا لائحہ عمل ضرور مرتب کر سکتے ہیں، امریکہ اور بھارت کے گٹھ جوڑ کا مقابلہ کرنے کیلیۓ پاکستان کو اپنے دیرینہ دوست چین کے ساتھ تعلقات کو اور مضبوط کرنا چاہیۓ اور قائدِ اعظمؒ کے فرمان کے مطابق روس کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنا چاہیۓ۔

سینٹ انتخابات، جوڑ توڑ عروج پر

وفاقی دار لحکومت اسلام آباد میں اس وقت چیئرمین سینٹ کے انتخاب کے حوالے سے سیاسی ماحول کی گرما گرمی میں مزید اضافہ جبکہ لگاتار بارشوں کی وجہ سے موسم دوبارہ سرد ہو چکا ہے، 2015 ء کے چیئرمین سینٹکے انتخاب کیلئے تمام سیاسی پارٹیاں سر جوڑ کر بیٹھ گئی ہیں اور حتی الامکان یہ کوشش کی جارہی ہے کہ ان کا حمایت یافتہ یا ان کی سیاسی جماعت سے وابستہ سینٹر چیئرمین سینٹ کے عہدے پر براجمان ہو سکے، سینٹ کے حالیہ انتخابات میں تمام سیاسی جماعتوں کی پوزیشن واضح ہونے کے بعد ماضی کی طرح اس مرتبہ بھی انتخابات میں اہم کردار ادا کرنے والی جماعتیں ایم کیو ایم اور جے یو آئی (ف) کا پلڑا جس کی طرف جھکا وہی جماعت اپنا چیئرمین سینٹ لانے میں کامیاب ہوگی، سینٹ کے انتخابات میں اگرچہ حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ (ن) نے کامیابی حاصل کی تھی لیکن اب بھی پاکستان پیپلز پارٹی ستائیس ارکان کے ساتھ سینٹ میں سر فہرست ہے اور چیئرمین سینٹ کے انتخاب کے حوالے سے حکمران جماعت مسلم لیگ (ن) کے خلاف سخت حریف کے طور پر مد مقابل ہے جبکہ مسلم لیگ ن کے ارکان کی تعداد 26 ہے اور اگر مسلم لیگ ن اور پاکستان پیپلز پارٹی میں چیئرمین سینٹ کے انتخاب کیلئے اتفاق رائے نہ ہو سکا تو ایسی صورت میں آزاد ارکان ، فاٹا کے ارکان اور جے یو آئی (ف) کے

ارکان کا کردار انتہائی اہمیت اختیار کر جائے گا، حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ ن اور پاکستان پیپلز پارٹی دونوں ہی پر امید ہے کہ وہ چیئرمین سینٹ کا عہدہ حاصل کر لیں گے، اب دیکھنا یہ ہے پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان کے بقول ہارس ٹریڈنگ کرکے کون سی سیاسی جماعت چیئرمین سینٹ کا قرعہ اپنے نام نکالنے میں کامیاب ہوتی ہے۔

دوسری طرف اس مرتبہ بھی پاکستانی عوام چیئرمین سینٹ کے انتخاب سے بے نیاز اور عدم دلچسپی کے مظاہرے میں مصروف ہے، باشعور پاکستانی عوام کی چیئرمین سینٹ کے حوالے سے رائے یہ ہے کہ چیئرمین سینٹ کا انتخاب کسی بھی پارٹی سے ہو اس سے عام عادمی کو کوئی ریلیف نہیں مل سکتا اور نہ ہی چیئرمین سینٹ کا کردار ماضی میں قانون سازی کے حوالے سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل رہا ہے، جہاں تک چیئرمین سینٹ کے انتخاب کے حوالے سے اکثریت کی رائے ہے وہ اگر 100 فیصد نہیں تو 90 فیصد درست ضرور ہے کیونکہ ماضی میں بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت سے منتخب ہونے والے چیئرمین سینٹ نیئر حسین بخاری پاکستان پیپلز پارٹی سے وفاداری نبھاتے رہے اور کوئی خاطر خواہ کردار ادا نہ کر سکے، یہاں تک کہ راقم الحروف کا تعلق بھی موجودہ چیئرمین سینٹ نیئر حسین بخاری کے انتخابی حلقے سے ہے جس میں وہ 2008 ء کے الیکشن میں شکست کا مزہ چکھ چکے ہیں، نیئر حسین بخاری کے بارے میں ان کے حلقے کی عوام کی رائے یہ ہے کہ آج

تک وہ اپنے حلقے کیلئے بھی کوئی خاطر خواہ کام نہ کروا سکے ۔ موجودہ چیئرمین سینٹ نیئر اسلام آباد میں اس وقت بھی 60 فیصد حلقے کی NA-49 حسین بخاری کے انتخابی حلقہ عوام سوئی گیس جیسی بنیادی ضرورت سے محروم ہے اور ان کا حلقہ مسائل کا گڑھ بن چکا ہے۔ 2008 ء کے انتخابات میں بھی یہی بے اعتنائی موجودہ چیئرمین سینٹ نیئر حسین بخاری کی شکست کا سبب بنی تھی اور چیئرمین سینٹ کی مضبوط سیٹ پر ہوتے ہوئے بھی نیئر حسین بخاری کا حلقے کو سراسر نظر انداز کرنا ان کے سیاسی مستقبل پر فل سٹاپ لگا دے گا۔

ابتدائی طور پر چیئرمین سینٹ کے انتخاب کیلئے پاکستان مسلم لیگ ن کی جانب سے وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار اور راجہ ظفر الحق کا نام سامنے آیا تھا لیکن تازہ ترین اطلاعات کے مطابق وفاقی وزیر خزانہ سینیٹر اسحاق ڈار نے خود کو چیئرمین سینٹ کی دوڑ سے باہر کر لیا ہے ۔۔۔ شاید وہ ابھی ملکی خزانے کے وزیر کے عہدے کو انجوائے کرتے ہوئے اسی پر اکتفاء" کرنا چاہتے ہیں جبکہ پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے چیئرمین سینٹ کیلئے" سابق وفاقی وزیر داخلہ رحمان ملک، رضا ربانی اور اعتزاز احسن میں سے کسی ایک کو امیدوار نامزد کیا جا سکتا ہے۔ سینٹ انتخابات کے حوالے سے تجزیہ نگار نجم سیٹھی کا کہنا ہے کہ عمران خان کے خدشات بالکل صحیح تھے اور سینٹ انتخابات میں ہارس ٹریڈنگ ہو رہی تھی، میڈیا کے دباؤ اور پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران کے واویلے

سے لوگ ہارس ٹریڈنگ سے پیچھے ہٹ گئے، پاکستان تحریک انصاف کے ارکان پر عمران خان کا دباؤ تھا کہ ہارس ٹریڈنگ نہ کریں جبکہ تحریک انصاف میں کچھ ''بکنے'' والے لوگ موجود تھے جو اپنی ناراضگی کا اظہار کرنا چاہ رہے تھے اور پیسے بنانا چاہ رہے تھے'' ایسے حالات میں قوم یہ توقع کیسے رکھ سکتی ہے کہ چیئرمین سینٹ کا انتخاب شفاف ہوگا۔۔ باوثوق ذرائع کے مطابق پاکستانی سیاست کے گھاگ سیاستدان مولانا فضل الرحمان نے اس بار بھی کارڈ کھیلتے ہوئے ڈیل کرلی ہے اور لازمی بات ہے کہ جے یو آئی (ف) کے ارکان کا ووٹ عین انتخابی وقت پر اپنا رنگ دکھا دے گا۔

پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان کا چیئرمین سینٹ انتخاب کے حوالے سے کہنا ہے کہ وہ چیئرمین کے انتخاب میں پی پی اور ن لیگ کو ووٹ نہیں دیں گے کیونکہ سینٹ میں ٹکٹ بکتے ہیں جبکہ ہمارے ارکان نہیں بکے، عمران خان کا سینٹ کے ٹکٹ بکنے کا انکشاف کوئی نئی بات نہیں بلکہ اکثریت جانتی ہے کہ سینٹ میں پیسوں کے عوض ممبران خریدے اور بیچے جاتے ہیں، عمران خان کا یہ بھی کہنا تھا کہ ہارس ٹریڈنگ روکنے کیلئے وزیراعظم نے ترمیم کا ڈرامہ رچایا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نظر آتے ہیں، عمران خان اس حوالے سے بھی حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ عدالتی کمیشن بنائے ورنہ ہم پھر سڑکوں پر ہوں گے، عمران خان کے مطالبات سے اگر حکومت وقت کو پریشانی نہیں تو وہ

عدالتی کمیشن کے قیام میں تاخیری حربے کیوں استعمال کر رہی ہے؟ اگر ہارس ٹریڈنگ کا یہی سلسلہ جاری رکھنا ہے تو عوام الناس کے پیسوں پر انتخابات کا ڈرامہ رچانے کی کیا ضرورت ہے، سیدھے سیدھے ارکان خریدے جائیں اور حکومت قائم کرکے ملک کا صحیح معنوں میں بیڑہ غرق کیا جائے۔

"پاکستانی ڈرون "براق

کرہ ارض پر وزِ اول سے یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ مظلوم کا ساتھ دینے والی اور حق پر قائم جماعتوں کے تعداد میں قلیل ہونے کے باوجود ایک خدائی مدد ان کے ساتھ شامل حال رہی ہے، آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں آپ کو ماضی میں اس کی بے شمار مثالیں ملیں گی کہ کس طرح معاشی ، معاشرتی اور طبقاتی نظام سے تنگ آ کر جب بھی لوگ اپنے حق کے حصول کیلئے کھڑے ہوئے ہیں انہیں ایک اندیکھی قوت نے اندیکھے انداز میں مدد فراہم کی اور بلا شبہ بحیثیت مسلمان ہمارا ایمان ہے کہ وہ اندیکھی قوت خدائے بزرگ و برتر کے رحمٰن ذات کے سوا کوئی ہو ہی نہیں سکتی، مظلوم اور حق کیلئے لڑنے والے اور حق کا ساتھ دینے والے لوگ چاہے کسی بھی ملک، خطے، قوم یا مذہب سے تعلق رکھتے ہوں ان کے ساتھ ہمیشہ خدائی مدد شامل حال رہی ہے، وطن عزیز پاکستان نے ہمیشہ خطے میں طاقت کے توازن کو برقرار رکھنے اور مظلوموں کا ساتھ دینے کیلئے جہاں تک ممکن ہو سکا وہاں تک اپنا کردار ادا کیا یہی وجہ ہے کہ خطے میں موجود جنگی جنون رکھنے والی طاقتوں کی نظر میں پاکستان کا وجود ہمیشہ سے کھٹکتا رہا ہے، محدود اور قلیل ترین وسائل ہونے کے باوجود پاکستانی سائنسدان محسن پاکستان ڈاکٹر عبد القدیر کی انتھک محنتوں اور کاوشوں اور

ساتھی سائنسدانوں کے بھرپور تعاون کے نتیجے میں ایک ترقی پذیر ملک ہوتے ہوئے بھی پاکستان کا ایٹمی قوت بن جانا ان دیکھی خدائی مدد کی ایک شاندار مثال ہے، پاکستان کا ایٹمی پروگرام انتہائی پرامن اور خطے میں طاقت کے توازن کو برقرار رکھنے کیلئے انتہائی نا گزیر ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ پاکستانی ایٹمی پروگرام امت مسلمہ اور پاکستان کی سالمیت یعنی مملکت خداداد پاکستان کیلئے جینے مرنے کے مترادف ہے تو بے جانہ ہوگا۔ پاکستان کی مسلح افواج اور دنیا کی بہترین خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی جہاں ملکی سلامتی کی ضامن ہیں وہیں دیگر اسلامی ممالک کیلئے بھی فخر کا باعث ہیں، پاکستانی مسلح افواج کی پوری دنیا میں قیام امن کیلئے کی جانے والی کوششوں کو کسی صورت پس پشت نہیں ڈالا جا سکتا اس کے برعکس ہمسایہ ملک سمیت چند دشمن ممالک کے گٹھ جوڑ نے ہمیشہ خطے کے امن وامان کو خطرات کی لپیٹ میں لئے رکھا ہے، ہمسایہ ملک بھارت کا جنگی جنون اور بھارتی دفاعی بجٹ میں خوفناک حد تک اضافے نے خطے کو مزید خطرات سے دوچار کر دیا ہے ایسے حالات میں پاکستانی افواج اور سائنسدانوں کیلئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ وہ اپنی پیشہ وارانہ صلاحتیوں کو بروئے کار لاتے ہوئے طاقت کے توازن کو برقرار رکھنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں، اسی سلسلے کی ایک کڑی پاکستان کا حال ہی میں تیار کردہ ''ڈرون طیارہ ''براق'' ہے، پاکستانی سائنسدانوں نے ''براق

تیار رکرکے ٹیکنالوجی میں بھارت کی برتری کو ختم کر دیا جس سے پاکستان کے دفاع کو مزید مضبوطی حاصل ہوئی، ماہرین کے مطابق پاکستان کا تیار کردہ ڈرون ''آر پی وی براق'' دشمن کے علاقے میں گھس کر اس پر میزائلوں کی بارش کرکے گا جس کا کامیاب تجربہ ڈرون ''براق'' سے لیزر گائیڈڈ میزائل ''برق'' فائر کرتے ہوئے ساکن اور حرکت کرتے ہوئے اہداف کو کامیابی سے نشانہ بنا کر کیا گیا۔ براق ڈرون کے کامیاب تجربے پر پاکستان کی مسلح افواج کے سربراہ جنرل راحیل شریف نے اس شاندار کامیابی پر قوم، سائنسدانوں اور انجینئرز کو مبارکباد دی، صدر پاکستان ممنون حسین، وزیر اعظم محمد نواز شریف اور سابق صدر زرداری نے بھی قوم اور سائنسدانوں کے علیحدہ علیحدہ مبارکباد دی، ڈرون ''براق'' کی کامیاب تجربے کے ساتھ ہی ملکی دفاعی اداروں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اورظاہر ہے کہ ملکی بقااور سلامتی کی خاطر اپنے دن رات مختص کرنے والے خدائی فوجدار اس شاندار کامیابی پر خوشیاں کیوں نہ منائیں، ڈرون براق''کے کامیاب تجربے کے ساتھ ہی پاکستان ڈرون بنانے والے ممالک کی فہرست'' میں شامل ہوگیاہے اور ماہرین کا کہنا ہے کہ براق کسی بھی موسم میں اپنے ہدف کو آسانی سے نشانہ بنا سکتا ہے اور پاکستان پر حملے کیلئے بڑھنے والے دشمن کے ٹینکوں کو میلوں دور ہی تہس نہس کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے جو کہ بلاشبہ پاکستان کیلئے سائنسدانوں کی جانب سے ایک انمول تحفہ ہے، پاکستانی سائنسدانوں کے مطابق آر پی وی (Remotely Pkoted Vehicle) ڈرون طیارے کی

ایجاد سے دوران جنگ اوپی دشمن کے ٹینکوں، توپوں کے عقب میں اتارنے کی ضرورت نہیں رہے گی بلکہ پاکستانی ڈرون طیارے جو انتہائی بلندیوں پر دشمن کے علاقے میں جا کر پاکستانی میزائیلوں، راکٹوں کو ٹھیک نشانوں پر گرانے میں کلیدی کردار ادا کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے ٹینک شکن گائیڈڈ میزائل کی رینج اتنی ہے کہ وہ دشمن ٹینکوں کو دشمن کے ہی علاقے میں برق رفتاری کے ساتھ ختم کرنے کی شاندار صلاحیت کا حامل ہے اسی مناسبت سے اس لیزر گائیڈڈ میزائل کا نام ''برق'' رکھا گیا ہے۔

براق'' کی ایک اور انتہائی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کے نشانے سو فیصد درست ہیں'' اور اپنے ہدف کونشانہ بنانے میں ''براق'' کسی بھی قسم کی غلطی کا اندیشہ نہیں رکھتا، ڈرون ''براق'' اور لیزر گائیڈڈ میزائل ''برق'' نے جہاں بلاشبہ پاکستان کی دفاعی صلاحیتوں کو چار چاند لگا دیئے ہیں وہیں دشمن ممالک کو ایک بار پھر ٹیکنالوجی میں منہ کی کھانی پڑی ہے، ڈرون ''براق'' کے کامیاب تجربے کے ساتھ ہی دشمن ممالک ایک بار پھر پاکستانی مسلح افواج اور سائنسدانوں کی پیشہ وارانہ صلاحیتوں پر ورطہ حیرت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور پاکستانی ٹیکنالوجی کا مقابلہ کرنے کیلئے آپس میں سر جوڑ کر بیٹھ گئے ہیں جبکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ پاکستانی مسلح افواج اور سائنسدانوں کو ملکی سالمیت کیلئے کردار ادا کرنے میں اللہ رب العزت کی غیبی مدد میسر ہے جس کے

بغیر پاکستان کا وجود بھی دنیا کے نقشے پر ممکن نہیں۔ پاکستانی مسلح افواج اور پاکستانی سائنسدانوں کی عظیم الشان کامیابی پر میں پوری پاکستانی قوم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور بلاشبہ میرے لئے بھی یہ انتہائی مسرت کا موقع ہے اور دعا ہے کہ اللہ رب العزت پاکستان کی مسلح افواج اور پاکستانی سائنسدان و انجینئرز کو ملکی سالمیت اور حق کا ساتھ دینے کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے، آمین۔

لاہور واقعہ، تحمل و برداشت کی ضرورت

گزشتہ اتوار کے دن لاہور شہر کی مسیحی برادری کے چرچ پر ہونے والے خود کش دھماکوں کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے، پاکستان ایک آزاد اسلامی ریاست ہے جس کا آئین ملک میں بسنے والی تمام اقلیتوں خواہ وہ ہندو ہوں، عیسائی ہوں یا کسی اور مذہب سے تعلق رکھتے ہوں انہیں وہ تمام حقوق فراہم کرتا ہے جو کہ مسلمان شہریوں کیلئے ہیں، آئین پاکستان کے مطابق ہر اقلیتی برادری پاکستان کا حصہ ہے اور ہم رنگ، نسل اور مذہب کو چھوڑ کر سب سے پہلے پاکستانی ہیں، لاہور میں چرچ پر ہونے والے حالیہ خود کش دھماکوں سے مسیحی برادری کی جو قیمتی جانیں ضائع ہوئیں وہ انتہائی قابل افسوس اور قابل مذمت ہے جس کی مذمت حکومت پاکستان کے کلیدی عہدیداروں سمیت تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والی نمایاں شخصیات نے واشگاف الفاظ میں کی، یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ لاہور میں چرچ پر ہونے والے خود کش دھماکوں کے پیچھے یقینی طور پر ایسے عناصر کا ہاتھ موجود ہے جو ملک کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں اور بد امنی اور انتشار سے آپس کی آگ کو بھڑکانا چاہتے ہیں اور ایسے عناصر کا ہدف لاہور واقعے کے بعد کے رد عمل کو دیکھتے ہوئے سو فیصد کامیاب نظر آ رہا ہے، لاہور واقعے کے بعد مسیحی برادری کا احتجاج ان کا فطری رد عمل ہے اور ان کو پورا حق حاصل ہے کہ وہ اپنے حقوق

کیلئے آواز اٹھائیں لیکن جس طرح شہر لاہور اور اس کے بعد پورے ملک میں مسیحی برادری کی جانب سے جو پر تشدد احتجاج دیکھنے میں آیا ہے وہ انتہائی قابل افسوس ہے، چرچ دھماکوں میں جاں بحق ہونے والے مسیحی بھائیوں کیلئے آواز اٹھانے میں پوری پاکستانی قوم مسیحی بھائیوں کے شانہ بشانہ کھڑی ہے لیکن احتجاج کو پر تشدد بنانے سے صورتحال مزید گھمبیر ہو گئی ہے جس کا پوری قوم کو افسوس ہے اور اسی سلسلے کی ایک کڑی لاہور واقعے کے بعد مشتعل مسیحی مظاہرین کی جانب سے دو افراد کو صرف مشکوک ہونے کی بنیاد پر زندہ جلایا جانا ہے جو کہ ایک قابل افسوس اور قابل مذمت عمل ہے اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کے مترادف ہے۔

پوری قوم جانتی ہے کہ پاکستان مسلسل ایک دہائی سے دہشت گردی کے عفریت میں جکڑا ہوا ہے جس کا نشانہ زیادہ تر مسلمان مرد، عورتیں، بوڑھے بچے بنتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ آج بھی مساجد، امام بارگاہوں اور سکولوں پر حملوں کی صورت میں وقتاً فوقتاً جاری ہے، ایسے حالات میں جب تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد دہشت گردی کا نشانہ بن رہے ہوں تو ہمیں ایک قوم کی حیثیت سے دہشت گردوں کے سامنے ڈٹ جانا چاہئے بجائے اس کے کہ ہم آپس میں دست و گریباں ہوں اور مذہبی منافرت پھیلانے میں اپنا کردار ادا کریں، موصولہ اطلاعات کے مطابق مشتعل مسیحی مظاہرین کے جانب سے دو مسلمان افراد کو زندہ جلائے جانی

کی اطلاع ملتے ہی مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد بھی احتجاجی مظاہرے کیلئے سڑکوں پر آ گئی جس کے نتیجے میں مختلف جگہوں پر مسیحی اور مسلمان برادری میں ہاتھاپائی کے واقعات کی بھی رپورٹس سننے کو ملی ہیں، ذرا سوچئے کہ اگر اسی طرح ہم بین المذاہب ہم آہنگی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آپس میں دست و گریباں ہوتے رہیں گے تو اس کا فائدہ کون اٹھائے گا؟؟؟ یقینی طور پر ایسے حالات کا فائدہ ملک دشمن عناصر اٹھائیں گے جو اب تک اپنے مقاصد میں مکمل کامیاب نظر آ رہے ہیں اور جب تک ہم آپس میں دست و گریباں ہوتے رہیں گے تو وہ دہشت گرد جن کا تعلق کسی مذہب سے نہیں وہ ہمیں آپس میں لڑواتے ہوئے مارتے رہیں گے اور ہم مرتے رہیں گے۔

اپنے حقوق کیلئے پر امن احتجاج کرنا ہر پاکستانی کا حق ہے چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو لیکن پر تشدد احتجاجی مظاہرے، سرکاری املاک اور نجی املاک کو نقصان پہنچانا، توڑ پھوڑ ان سب کی اجازت قانون کسی صورت نہیں دیتا چاہے احتجاج کرنے والے مسلمان ہوں یا عیسائی ہوں، مشکوک افراد کا تعین کرنا قانون نافذ کرنے والوں کا کام ہے اور انہیں جرم ثابت ہونے پر سزا دینا عدلیہ کا کام نہ کہ مظاہرین قانون اپنے ہاتھ میں لیکر از خود یہ فیصلہ کرلیں کہ کون مشکوک ہے اور اس فیصلے کی بنیاد پر اسے سزا بھی دیں، دنیا کا کوئی قانون احتجاج کے دوران ایسے کسی بھی عمل کی اجازت نہیں دیتا، ،

حالیہ

واقعے کے بعد مسیحی برادری کے پر تشدد احتجاج کی مذمت بشپ آف لاہور نے بھی کی ہے جبکہ پر تشدد احتجاج کے نتیجے میں اب تک 60 سے زائد افراد زخمی ہو چکے ہیں اور لاہور کے حالات اس قدر خراب ہو چکے ہیں کہ مظاہرین کو سنبھالنے کیلئے انتظامیہ کو رینجرز طلب کرنے پڑے، اگر ہم نے عقل کے ناخن نہ لئے اور اسی طرح آپس میں جھگڑتے رہے اور سرکاری و نجی املاک کو نقصان پہنچاتے رہے تو ہمارا خدا ہی حافظ ہے اور ہم ملک دشمن عناصر اور دہشت گردوں کے ہاتھوں کا کھلونا بنتے ہی رہیں گے، ضرورت اس امر کی ہے ایسے اندوہناک واقعات کے بعد صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے عملی طور پر برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمیں انتظامیہ کے ساتھ مکمل تعاون کرنا چاہئے اور احتجاج ضرور کیا جائے لیکن پر امن طریقے سے جس میں سرکاری و نجی املاک کو ہرگز نشانہ نہ بنایا جائے، حکومت اور ضلعی انتظامیہ کو چاہئے کہ وہ جتنا جلد ممکن ہو سکے سانحہ لاہور کے ذمہ داران کا تعین کرتے ہوئے انہیں عبرتناک سزا دے اور اس کے ساتھ ساتھ دو افراد کو زندہ جلائے جانے کے واقعے کی مکمل تحقیقات کرتے ہوئے اس میں ملوث شرپسند عناصر کو بھی کڑی سزا دے جو ملک کا امن و سکون برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور پاکستانی میڈیا کو چاہئے کہ وہ اس وقت بین المذاہب ہم آہنگی کیلئے اپنا کردار ادا کرے اور غیر جانبدار اور حقائق پر مبنی رپورٹس پیش کرے، میڈیا کی بریکنگ نیوز کے چکر میں حالات مزید گھمبیر صورتحال اختیار کر سکتے ہیں جس کیلئے میڈیا کو ہوش کے ناخن لینے ضرورت ہے، پوری

پاکستانی قوم کی ہمدردیاں اس وقت مسیحی برادری اور زندہ جلائے جانے والے افراد کے اہلِ خانہ کے ساتھ ہیں ایسے حالات میں ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر چلنا ہے اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کو جیتنا ہے جس کیلئے بین المذاہب ہم آہنگی اولین شرط ہے جس کیلئے ہم سب کو اپنا اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کرنا ہوگا بصورتِ دیگر انجام موجودہ حالات سے مختلف نہ ہوگا۔

23 مارچ! یوم قرارداد پاکستان

23 مارچ کے حوالے سے خصوصی تحریر

23 مارچ کا دن وطن عزیز پاکستان کی تاریخ میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے، 23 مارچ 1940 ء کو لاہور میں واقع ''منٹو پارک'' موجودہ ''اقبال پارک'' میں قرار داد پاکستان منظور ہوئی اور 23 مارچ ہی کے دن 1956 ء میں پاکستان کا پہلا آئین منظور ہوا، 23 مارچ کی تاریخی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر سال 23 مارچ کو یوم پاکستان منانے کا اعلان سرکاری طور پر کیا گیا، اس تاریخی دن کو منانے کیلئے پورے پاکستان میں سرکاری و غیر سرکاری سطح پر تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے، 23 مارچ 1940 ء کو قائدِ اعظمؒ کی زیر صدارت منظور کی گئی قرارداد پاکستان نے تحریک پاکستان میں نئی روح پھونک دی تھی جس سے برِصغیر کے مسلمانوں میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوا، یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے پیش کی گئی قرار داد کو اس وقت ''قرار داد لاہور'' کا نام دیا گیا تھا جس کو دشمنان اسلام و پاکستان نے طنزیہ طور پر ''قرار داد پاکستان'' کے نام سے پکارنا شروع کر دیا تھا اسی دن سے قرار داد لاہور، قرار داد پاکستان کے نام سے مشہور ہو گئی،اور

مسلمانوں نے اس نئے نام یعنی "قرار داد پاکستان" کو بخوشی قبول کر لیا۔

:تاریخی پس منظر

.برصغیر میں فروری 1937 ء کے انتخابات اور اس کے بعد پیدا ہونے والی سیاسی صورتحال میں وقت گزرنے کیساتھ ساتھ ہندو بنیوں نے برصغیر کے مسلمانوں کے گرد معاشی، سیاسی، سماجی و معاشرتی گھیرا مزید تنگ کرنا شروع کر دیا تھا۔ ذات پات، اونچ نیچ اور فرقوں میں بٹے ہوئے ہندو بنیوں نے نہ صرف مسلمانوں پر زندگی تنگ کر دی تھی بلکہ دیگر اقلیتوں جن میں عیسائی وغیرہ بھی شامل تھے ان کا جینا بھی دو بھر ہو گیا تھا۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کو اپنی سماجی، ثقافتی، سیاسی، معاشرتی، مذہبی اور معاشی روایات کو پروان چڑھانے میں شدید مشکلات کا سامنا تھا اور یہ دو قومی نظریے کی انتہا تھی، مزید یہ کہ اقتدار کے نشے میں مست کانگریسی حکومت نے ہندو اکثریت کو رام کرنے کے لیے انتہاپسند فیصلے کیے۔ بندے ماترم جیسے مسلم مخالف ترانے کا انتخاب انہی میں سے ایک فیصلہ تھا کہ سبھاش چندر بوس، کانجی دوارکاداس اور خود رابندر ناتھ ٹیگور روکتے ہی رہ گئے۔ سبھاش کے بھائی سرت چندر بوس کے ہارورڈ یونیورسٹی سے وابستہ پوتے سوگاتا بوس نے حال ہی میں اپنے چچا کی سوانح میں ٹیگور کے گاندھی کے نام خطوط بھی چھاپے ہیں جس میں بندے ماترم کو مسلمان مخالف گیت قرار دیتے ہوئے ٹیگور نے اسے اپنانے سے منع کیا تھا۔ یہی نہیں بلکہ مشہور

تاریخ دان کے کے عزیز نے تو کانگریسی وزارتوں کی قراردادوں اور فیصلوں پر مشتمل دو جلدوں میں مستند کتاب بھی لکھی ہے جو ایسے ہی ناعاقبت اندیش فیصلوں سے بھری پڑی ہے۔ تو یہ وہ سیاست تھی جو 23 مارچ 1940 کا جواز مہیا کرتی ہے۔

23 مارچ 1940 ء کی قرارداد:

23 مارچ 1940 ء کی قرارداد کی تیاری میں اس امر کو خاص طور پر توجہ کا مرکز بنایا گیا تھا کہ قرارداد میں کہیں بھی کوئی کمی یا خامی نہ رہ جائے جس کا فائدہ دشمن عناصر اٹھائیں اس مقصد کیلئے بہت سے عبقری، دانشور اور قانونی ماہرین کو قرارداد کے متن کی تیاری میں شامل کیا گیا تھا لیکن ہندوؤں کی کینہ پرور لیڈرشپ ایک جامع اور مکمل قرارداد پر تنقید کرنے سے باز نہ رہ سکی۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ کی سیاسی بصیرت کی وجہ سے قرارداد کی تیاری سے لیکر تمام معاملات بخیر و عافیت طے پا گئے، آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے 22,23,24 مارچ 1940 ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس عام منعقد کرنے کا فیصلہ کیا جس میں تاریخی اہمیت کی حامل یہ قرارداد لاہور پیش کرنا تھی جو بعد میں چل کر قرارداد پاکستان کے نام سے مشہور ہوئی، 21 مارچ 1940 ء کا قائداعظم محمد علی جناحؒ فرنٹیئر میل کے ذریعے لاہور ریلوے سٹیشن پر پہنچے جہاں لوگوں کا جم غفیر آپؒ کے شاندار استقبال

کیلئے موجود تھا اور تاریخ بتاتی ہے کہ لاہور کے ریلوے سٹیشن پر تل دھرنے کو جگہ نہ تھی، مسلمانوں کا جوش و خروش دیدنی تھا اور گرد و نواح کے تمام علاقے فلک شگاف نعروں سے گونج رہے تھے۔ قائد اعظم محمد علی جناحؒ اپنے ضروری معاملات نمٹانے کے بعد جب جلسہ گاہ پہنچے تو انہوں نے برجستہ تقریر کرنے کا فیصلہ کیا اور اس وقت کے میڈیا کے مطابق قائد اعظمؒ نے تقریباً 100 منٹ پر مشتمل شاندار تقریر کی جس کو سن حاضرین جلسہ دم بخود رہ گئے۔

قائد اعظمؒ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے جداگانہ قومیتی وجود کو حقیقی فطرت قرار دیتے ہوئے فرمایا: ''ہندوؤں کی سمجھ میں کیوں نہیں آتا کہ اسلام اور ہندوازم مذہب کے عام مفہوم ہی نہیں بلکہ واقعی دو جداگانہ اور مختلف اجتماعی نظام ہیں اور یہ محض خواب ہے کہ ہندو اور مسلمان کبھی ایک مشترکہ قوم بن سکیں گے'' بالآخر وہ وقت آن پہنچا کہ وزیراعظم بنگال مولوی اے کے فضل الحق نے تاریخی قرار داد پیش کرنے کے بعد اس کی حمایت میں تقریر بھی کی جس میں انہوں نے بنگال اسمبلی میں اپنی ایک تقریر کا حوالہ بھی دیا اور یہ ثابت کیا کہ فرزندانِ توحید کی آزادی کی صرف یہی ایک صورت ہے، چودھری خلیق الزماں نے اس قرار داد کی تائید کی، ان کی تائیدی تقریر کے بعد مولانا ظفر علی خاں، سرحد اسمبلی میں حزب اختلاف کے لیڈر سردار اورنگ زیب خاں اور سر عبداللہ ہارون نے تقاریر کیں، کم و بیش پورے برصغیر کی مسلمان قیادت نے اس

پلیٹ فارم سے قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت پر اعتماد کرتے ہوئے نئے عزم اور ولولے سے سفر آزادی شروع کرنے کا عہد کیا، اس تاریخی جلسے اور قرارداد کو اس لیے بھی اہم مقام حاصل ہے کہ یہ ایک اجتماعی سوچ کا شاخسانہ تھا۔ اجتماعی طور پر تمام مسلمان ایک قوت اور ایک تحریک کا روپ دھارے ہوئے تھے۔ باہمی اختلافات اور ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا، قرار داد کی پیشی اور منظوری کے بعد مسلمان ایک نئے عزم اور حوصلے کے ساتھ ایک روشن صبح کی جانب اپنا سفر شروع کرنے جا رہے تھے جس کی سربراہی تاریخ کے عظیم ترین لیڈر حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کر رہے تھے، یہ قائد اعظم محمد علی جناح کی سیاسی بصیرت و حالات کو دیکھتے ہوئے بہترین حکمت عملی اور خدائے بزرگ و برتر کا فضل و کرم تھا جس نے مسلمانوں کیلئے بروقت ایک آزاد، خود مختار مملکت خداداد پاکستان قائم کرنے میں حقیقی کردار ادا کیا تھا۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنی سیاسی مصلحتوں اور آپس کی ریشہ دوانیوں کو بھلا کر پھر سے متحد ہو جائیں، آج 74 سال گزرنے کے بعد ایک بار پھر ہمیں اپنے اندر 23 مارچ 1940ء کا جذبہ بیدار کرنے کی ضرورت ہے اور تجدید عہد وفا کرتے ہوئے قرار داد پاکستان کے اغراض و مقاصد کی تکمیل اور قائد اعظمؒ اور دیگر قومی رہنماؤں کے خواب کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ہمیں پھر سے ایک قوم بننا ہوگا، دو قومی نظریہ جو موجودہ حالات میں دم توڑتا دکھائی دے رہا ہے اسے بچانا ہوگا، دنیا کو دکھانا ہوگا کہ ہم وہی قوم ہیں

جس نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر پاکستان کے قیام کے خواب کو پورا کیا تھا، ہم وہی قوم ہیں جس نے اپنے قائد کی رہنمائی میں دو قومی نظریے کو سچ ثابت کرکے دکھایا تھا، ہمیں قرار داد پاکستان کی روشنی میں مملکت خداداد پاکستان کو پروان چڑھانے کیلئے انفرادی و اجتماعی طور پر سر ڈاکٹر محمد علامہ اقبالؒ کا شاہین بننا ہوگا۔ خدا تعالیٰ پاکستان اور پاکستانی قوم کا حامی و ناصر ہو، پاکستان زندہ باد!

یمن تنازعہ اور پاکستان کا کردار

جمہوریہ یمن یا یمن مغربی ایشیاء میں واقع مشرق وسطٰی کا ایک مسلم ملک ہے' اس کے شمال اور مشرق میں سعودی عرب اور اومان، جنوب میں بحیرہ عرب ہے، اور مغرب میں بحیرہ احمر واقع ہے' یمن کا دارالحکومت صنعاء ہے اور عربی اس کی قومی زبان ہے۔ یمن کی آبادی 2 کروڑ سے زائد ہے، جن میں سے بیشتر عربی بولتے ہیں'مشرق وسطٰی میں یمن عربوں کی اصل سرزمین ہے' یمن قدیم دور میں تجارت کا ایک اہم مرکز تھا، جو مصالحوں کی تجارت کے لیے مشہور تھا، یمن کی ہمسایہ اسلامی ملک سعودی عرب کے ساتھ طویل سرحد ہونے اور عرب ملک ہونے کی وجہ سے سعودی عرب کی یمن میں سیاسی مداخلت اور اثر و رسوخ ایک عرصے سے جاری ہے، یمن میں اس وقت ایک اندرون خانہ طویل عرصے سے جاری فرقہ وارانہ تنازعہ (جس کی اصل وجہ سیاسی محرومیاں ہیں) کے کھل کر سامنے آنے سے یمن پوری دنیا میں موضوع بحث بنا ہوا ہے، یمن میں جاری تنازعہ میں ایک جانب یمنی حکومت اور دوسری جانب حوثی باغی متحاربین ہیں، یمنی منتخب حکومت کو ہمسایہ ملک سعودی عرب کی ہر طرح کی مدد حاصل ہے جبکہ حوثی باغیوں کا گروہ جو ایک عرصہ دراز تک یمن میں قلیل تعداد میں ہوا کرتا تھا وہ شیعہ مسلک کی ایک شاخ جو کہ خود کو زیدی کہلواتے ہیں ان میں سے ہے، اطلاعات کے مطابق یمن میں فرقہ وارانہ تنازعہ اس وقت شروع

ہوا جب سعودی عرب نے 1999ء میں یمن میں موجود سلفیوں اور وہابیوں کو سپورٹ کرنا شروع کیا اور کوشش کی کہ زیدیوں کو بدلا جائے اور وہاں سنی اسلام کی بنیاد رکھی جائے، جب یمنی زیدیوں نے یہ صورتحال دیکھی تو اس کا مقابلہ کرنے کیلئے انہوں نے اسے مذہبی مسئلہ بنانے کی بجائے اپنی ایک دو سیاسی جماعتیں بنا کر اسے سیاسی طریقے سے حل کرنے کی کوششیں شروع کر دیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ معاملات حل ہونے کی بجائے پیچیدگی اختیار کرتے گئے اور دونوں گروہ کھل کر ایک دوسرے کے آمنے سامنے آ گئے، صورتحال اس وقت انتہائی کشیدہ ہو گئی جب حوثی گروپ نے یمنی دارالحکومت صنعاء پر قبضہ کر لیا اور یمنی صدر اپنی جان بچاتے ہوئے جنوبی یمن بھاگ گئے اور وہاں عدن کو یمن کا دارالحکومت بنانے کا اعلان کر دیا یوں ملک دو حصوں میں تقسیم ہو گیا اور ساتھ ہی چھوٹے چھوٹے گروہ وجود میں آ گئے جنہوں نے مختلف علاقوں پر اپنا قبضہ کر لیا، ان تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے سعودی عرب نے مختلف ہم خیال اسلامی ممالک کا اتحاد بناتے ہوئے یمن میں حوثیوں کی بغاوت کچلنے کیلئے پر تولنا شروع کر دیئے اور اس میں شمولیت کیلئے پاکستان کو بھی دعوت دی گئی، ابتدائی طور پر پاکستانی حکومت نے یمن میں جاری تنازعہ کے بارے میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ پاکستان دونوں اسلامی گروہوں کے درمیان صلح کیلئے اپنی کوششیں کرے گا جبکہ سعودی عرب کی داخلی سلامتی کو یقینی بنانے کیلئے پاکستانی سعودی عرب کی سرحدوں کی حفاظت کیلئے اپنی فوجیں سعودی عرب بھیج

سکتا ہے جس کی پیشکش پاکستانی وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے کی ہے۔

سعودی عرب کو یمن میں حوثیوں کے بڑھتے ہوئے اسر ورسوخ سے خطرات اس وجہ سے ہیں کہ ایران اور حزب اللہ کھل کر حوثیوں کی حمایت کر رہے ہیں اور انہیں مدد فراہم کر رہے ہیں اگر یمن میں حوثیوں نے تسلط پا لیا تو یمن میں پروایران حکومت بن جائے گی جسے سعودی عرب ہمیشہ سے اپنے لئے خطرہ سمجھتا ہے اسی لئے سعودی عرب نے اس تنازعے کو باقاعدہ شیعہ سنی تنازعہ کا رنگ دے دیا اور دیگر ممالک سے اس ضمن میں مدد طلب کی جن میں پاکستان انتہائی اہمیت اختیار کر چکا ہے، تجزیہ نگاروں کے مطابق سعودی عرب نے پاکستان کو پچھلے دنوں 5.1 بلین ڈالر کی امداد دی تھی جس کا بدلہ چکانے کا وقت آ گیا اور حالات اسی سمت جا رہے ہیں کہ پاکستان سعوی مفادات کی خاطر اپنا کردار ادا کرنے کیلئے تیار نظر آ رہا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان سعودی عرب کو کس طرح امداد فراہم کرتا ہے، ماہرین کے مطابق پاکستان سعودی فوج کو ٹریننگ دے سکتا ہے اور ہتھیار دے سکتا مزید یہ کہ اپنی فوجوں کو سعودی سرحدوں کی حفاظت کیلئے بھیج سکتا ہے۔

یمن میں جاری تنازعہ درحقیقیت یمن کا اندرونی معاملہ ہونے سے زیادہ سعودی عرب اور ایران کا مسئلہ اختیار کر چکا ہے، ایسے حالات میں اگر پاکستان اپنی

فوج کو زمینی کارروائی کیلئے یمن میں داخل کرنے کی غلطی کرے گا تو اس کے سنگین نتائج پاکستان کو بھگتنے پڑیں گے کیونکہ براہ راست زمینی کارروائی سے پاکستان کے اپنے ہمسایہ ملک ایران کے ساتھ تعلقات کشیدہ ہو سکتے ہیں، ایران اور سعودی عرب دونوں پاکستان کو ایک دوسرے کا ساتھ دینے کے حوالے سے مطالبات در مطالبات کرتے نظر آتے ہیں، ایرانی حکومت کی کوشش یہ رہی ہے کہ وہ پاکستان کا جھکاؤ اپنی جانب بڑھا لے جبکہ سعودی حکومت بھی یہی چاہتی ہے کہ پاکستان اس کی مٹھی میں رہے اور سعودی مفادات کی خاطر اپنا کردار ادا کرتا رہے اور اس میں سعودی عرب ایک طویل عرصے سے کامیاب و کامران بھی رہا ہے کیونکہ پاکستانی حکومتوں کو ہمیشہ سعودی عرب کی طرف سے بھاری امداد ملتی رہی ہے جس کی وجہ سے پاکستان کا سعودی عرب کی طرف جھکاؤ زیادہ ہے اسی لئے یمنی تنازعے پر پاکستان کا موقف ہے کہ ہم سعودی عرب کی سالمیت پر آنچ نہیں آنے دیں گے، دوسری جانب عالمی طاقتیں امریکہ اور بھارت اس تنازعے میں خاصی دلچسپی کا مظاہرہ کر رہی ہیں جن کا روز اول سے مقصد یہی رہا ہے کہ اسلامی ممالک کو آپس میں لڑواتے ہوئے عالم اسلام کو کمزور کیا جا سکے، سعودی عرب کی دیگر اسلامی ممالک میں بے جا مداخلت سے تاریخ بھری پڑی ہے اور مصر کے حالات اس کا تازہ اور منہ بولتا ثبوت ہیں، ایسے حالات میں خطے کی سالمیت کو برقرار رکھنے کیلئے پاکستان کو اپنا کردار انتہائی سمجھ بوجھ کے ساتھ ادا کرنا ہوگا، پاکستان سعودی عرب کی سالمیت اور سرحدوں کی حفاظت کیلئے اپنی

فوج ضرور بھیجے مگر پاکستانی فوج کی یمن میں براہ راست زمینی کارروائی خطے پر انتہائی منفی اثرات مرتب کرے گی جس کا نتیجہ دیگر ہمسایہ ممالک کے ساتھ حالات کشیدہ ہونے کی صورت میں بھی نکل سکتا ہے، پاکستان کو یمن میں جاری تنازعہ کیلئے بطور ثالث اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور یمن میں امن وامان کے قیام کیلئے مصالحت وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے جس کیلئے پاکستان کو غیر جانبدارانہ کردار ادا کرنا ہوگا۔

ڈھول

امریکی اخبار نیویارک ٹائمز کی آئی ٹی کمپنی ''ایگزیکٹ'' کے بارے میں رپورٹ نے ملک بھر میں ایک تہلکہ مچا دیا ہے اور پورا پاکستانی میڈیا اور عوام پورے زور و شور کیساتھ ''ایگزیکٹ'' کمپنی کی جعلسازیوں کے بارے میں رپورٹس میں اس قدر دلچسپی لیتے نظر آ رہے ہیں جیسے پاکستان میں موجود دوسرے تمام مسائل سرے سے ختم ہو کر رہ گئے ہیں، ماہ جون میں پاکستان میں نئے لانچ ہونے والے ایک بڑے میڈیا گروپ کا براہ راست تعلق مذکورہ کمپنی ''ایگزیکٹ'' کے ساتھ ہے، ایسا کیوں ہوا کہ عین اس بڑے میڈیا گروپ کی لانچنگ سے چند دن قبل ہی ایک سکینڈل منظر عام پر لایا گیا اور پاکستان کا ایک بڑا میڈیا گروپ اس کے خلاف جاری ''جہاد'' میں اس حد تک جا چکا ہے کہ اسے دیگر ملکی مسائل نظر ہی نہیں آ رہے، بجلی کا بحران، گرمیوں میں بھی گیس کی لوڈ شیڈنگ، بلدیاتی انتخابات، جوڈیشل کمیشن اور عام انتخابات، بے روزگاری اور مہنگائی جیسے بڑے مسائل سے پوری پاکستانی قوم کی توجہ یکسر ہٹائی جا چکی ہے، یہ امر قابل ذکر ہے کہ اگر ''ایگزیکٹ'' نامی کمپنی واقعی جعلی ڈگریوں کے کاروبار میں ملوث ہے تو اس کی غیر جانبدارانہ تحقیقات ہونی چاہئیں اور ایسا کرنے والے مجرمان کو قرار واقعی سزا ملنی چاہئے، حالات حاضرہ پر نظر رکھنے والے سنجیدہ لوگ حالیہ واقعے پر گہری

سوچوں میں گم ہو گئے ہیں کہ آخر ایک دم ''ایگزیکٹ'' کمپنی کا سکینڈل منظر عام پر آنا کس بات کا غمازی ہے؟ کہیں مذکورہ سکینڈل کو منظر عام پر لا کر پاکستانی عوام کی توجہ دیگر مسائل اور معاملات سے ہٹانا مقصود تو نہیں؟

قارئین کرام! ایک اور بات یہاں انتہائی قابل ذکر ہے کہ مذکورہ کمپنی کا آنے والے میڈیا گروپ کو ماضی میں بھی پاکستان کے ایک بڑے میڈیا گروپ نے مختلف ہتھکنڈوں سے اپنی لانچنگ سے روکے رکھا، یہاں تک کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے ذریعے اس میڈیا گروپ کو روکنے کی سر توڑ کوششیں کی گئیں، آیا کہیں پاکستانی میڈیا پر اجارہ داری قائم رکھنے کیلئے پاکستان کے اب تک سب سے بڑے ''میڈیا گروپ'' نے یہ ڈرامہ تو نہیں رچایا؟ پاکستان کے ایک نامور اخبار کی فرنٹ صفحہ دیکھیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج کل اس کی صحافت صرف ایک کمپنی کے کرتوت منظر عام پر لانے تک ہی محدود ہے، مذکورہ اخبار کے فرنٹ صفحہ پر 90 فیصد خبریں اوپر ذکر کئے گئے سکینڈل کی ہیں، میں ایک بار پھر یہ بات دوہرانا چاہتا ہوں کہ ''ایگزیکٹ'' کمپنی اگر جعلی ڈگریوں کے کاروبار میں ملوث ہے تو اس کے خلاف موثر کارروائی ہونی چاہئے لیکن اس بات کا پتہ چلوانا بھی انتہائی ضروری ہے کہ دو بڑے میڈیا گروپس کی آپس کی جنگ میں تیسرا فریق کون ہے اور اس کے کیا مفادات ہیں؟ پاکستانی حکومتی مشینری کا پوری قوت کے ساتھ ''ایگزیکٹ'' کمپنی کے خلاف ''جت'' جانے کے پیچھے کوئی

سازش یا ٹارگٹ پوشیدہ تو نہیں؟

قارئین کرام! یہ بھی ممکن ہے کہ ''ایگزیکٹ'' کمپنی کے خلاف ڈرامہ رچا کر پس پردہ کوئی بڑی گیم کی جائے تاکہ عوام کی توجہ ایک جانب مبذول رہے اور فائدہ اٹھانے والے اپنے مقاصد میں کامیاب و کامران ہو جائیں، آنے والے میڈیا گروپ اور ایگزیکٹ'' دونوں کمپنیوں کے ڈائریکٹرز ایک ہی ہیں ۔۔ اگر تحقیقات میں یہ بات'' ثابت ہو جاتی ہے کہ ''ایگزیکٹ'' کمپنی جعلی ڈگریوں کے کاروبار میں واقعتاً ملوث ہے تو اس صورت میں اس کے میڈیا گروپ کے لائسنس معطل ہو سکتے ہیں اور اگر مذکورہ کمپنی جعلی ڈگریوں کے کاروبار میں ملوث ہے تو اس کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کرتے ہوئے اس کے آنے والے میڈیا گروپ کے مقاصد کی جانچ پڑتال بہت ضروری ہے، اگر ''بول'' نیٹ ورک پاکستانی میڈیا میں اپنے مخصوص مقاصد اور اہداف کے ساتھ داخل ہو رہا ہے یا اس سے ملکی سلامتی کو کوئی مسئلہ درپیش ہے تو اس کے خلاف بھی ضرور کارروائی ہونی چاہیئے تاکہ آنے والے وقت میں مختلف مسائل سے بچا جا سکے، فی الحال ایسا لگتا ہے کہ ''بول کا ڈھول'' جو بجایا جا رہا ہے وہ دو بڑے میڈیا گروپس کی آپس کی لڑائی ہے جس میں ایک گروپ یہ چاہتا ہے کہ آنے والے میڈیا گروپ کو کسی بھی طرح لانچنگ سے روکا جا سکے اس لئے قوم کو چاہیئے کہ وہ اپنی تمام تر توجہ ایگزیکٹ'' پر مرکوز کرنے کی بجائے اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھے اور دیگر حالات و'' واقعات پر

بھی گہری نظر رکھے، خاص طور پر بلدیاتی انتخابات ۔۔۔ اور مجھے بحیثیت پاکستان قومی امید ہے کہ انشاء اللہ پاکستانی تحقیقاتی ایجنسیاں غیر جانبداری کے ساتھ حالیہ واقعے کی تہہ تک پہنچ جائیں گی اور ملک و قوم کو حقائق سے باخبر کریں گی۔۔۔ آخر میں کراچی سے تعلق رکھنے والے اپنے ایک دوست وسیم نقوی کا "زعفرانی" جملہ کہ "میمو گیٹ اور Axact دھرنے کے بعد اب قوم کو کی بتی کے پیچھے لگایا جا رہا ہے"۔

اردو کا سرکاری طور پر نفاذ

کسی بھی ملک و قوم کی ترقی میں اس ملک کی قومی زبان انتہائی اہمیت کی حامل ہے، تاریخ گواہ ہے کہ اقوام عالم نے ترقی کے زینے ہمیشہ اپنے اخلاقی، سماجی، معاشرتی اقدار اور قومی زبان کی رسی کو تھام کر طے کئے ہیں، بد قسمتی سے پاکستان کے قیام کے بعد سے ہی اردو کو بطور سرکاری زبان کے طور پر رائج کرنے کے مختلف اعلانات تو ہوتے رہے لیکن اس سلسلے میں کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا، قیام پاکستان سے لے کر اب تک کی تمام حکومتیں اس سنجیدہ مسئلے کو نظر انداز کرتی آئی ہیں اور یہ جواز پیش کرتی رہی ہیں کہ اقوام عالم کا مقابلہ کرنے کیلئے انگریزی زبان ناگزیر ہے جس کے بغیر آگے بڑھنا ناممکن ہے، یہ بات بالکل معقول ہے کہ اقوام عالم کا مقابلہ کرنے اور آگے بڑھنے کیلئے انگریزی زبان سے واقفیت انتہائی اہمیت کی حامل ہے لیکن اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ ہم اپنی قومی زبان کے سرے سے فراموش ہی کر دیں، اردو کے بطور سرکاری زبان نفاذ کیلئے مختلف ادوار میں مختلف تحریکوں اور دانشوروں کے ذریعے اردو کا نفاذ سرکاری طور پر کروانے کیلئے مختلف کوششیں کی جاتی رہی ہیں لیکن ستم ظریفی یہ کہ اب تک تقریبا 70 برس گزر جانے کے بعد بھی ہم اردو زبان کو اس کا حقیقی مقام نہیں دلوا سکے، آئین پاکستان کی دفعہ 251 کے مطابق اردو پاکستان کی قومی ،

سرکاری، دفتری اور تعلیمی زبان ہو گی اور حکومت 15 سال کے اندر اندر انگریزی کی جگہ اردو زبان کے نفاذ کیلئے عملی اقدامات کرے گی یعنی حکومت پاکستان 1988ء تک اردو کو بطور سرکاری و قومی زبان ملک بھر میں لاگو کرنے کی پابند تھی لیکن 15 سال کی بجائے حکومت اب تک آئین کی خلاف کرتی رہی ہے، پاکستان کا کچھ ضرورت سے زیادہ لبرل" طبقہ اردو کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتا آیا ہے اور اردو کے بطور سرکاری" زبان نفاذ میں روڑے اٹکاتا رہا ہے۔

قارئین کرام! اردو زبان کے سرکاری طور پر نفاذ سے پاکستانی عوام کو بڑے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں، پاکستان کے مختلف علاقوں میں موجود ٹیلنٹ کا اردو زبان کے نفاذ سے عملی طور پر بہت فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، انگریزی زبان سے ناواقفیت رکھنے والے اور گھبرانے والے اردو زبان کی وجہ سے ترقی کی نئ منازل طے کر سکتے ہیں، بہت سے لوگ ایسے ہیں جو صرف انگریزی زبان کی وجہ سے مزید تعلیم حاصل کرنے سے انکار کر دیتے ہیں اور اس طرح سے ان میں موجود ٹیلنٹ ابھر کر سامنے نہیں آتا اور وہ معاشرے، ملک و قوم کی ترقی میں اپنا حقیقی کردار ادا کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں جبکہ اردو زبان سے خواندگی کی شرح کو بڑھا کر ٹیلنٹ کو سامنے لایا جا سکتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، پاکستانی قوم جاننا چاہتی ہے کہ پاکستان کے قومی اداروں میں ،کیا ہو رہا ہے؟ عدالتوں کی کارروائی اردو زبان میں ہو، سرکاری محکموں کے ٹینڈر

خط وکتابت وغیرہ اردو میں ہونے سے عوام الناس میں شعور بیدار ہوگا اور وہ باآسانی سمجھ سکیں گے کہ ان کیلئے کیا کیا جا رہا ہے اور کیا نہیں؟۔

جہاں تک تعلیمی میدان میں اس بات کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ انگریزی زبان میں تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے ہم دنیا کی دوسری قوموں اور ممالک کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو ایسے لوگوں کیلئے چین ایک واضح اور روشن مثال ہے۔ پاکستان کے دیرینہ دوست اور ابھرتی ہوئی سپر پاور چین کی عوامی اکثریت انگریزی زبان سے ناواقف ہے۔ جمہوریہ چین میں بنیادی تعلیم سے لیکر اعلیٰ تعلیم تک چینی زبان میں ہے جس کی وجہ سے وہاں کے لوگ دنیاوی علوم سے صحیح معنوں میں مستفید ہو رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ شرح خواندگی چین میں روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ چینی قومی زبان سے محبت کا نمونہ چینی صدر اور وزیر اعظم کی دیگر ممالک کے دوروں کے موقع پر چینی زبان میں خطاب کرنے سے دیکھا جا سکتا ہے۔ پاکستان میں ہونے والی سرکاری تقریبات، ترامیم، قوانین سازی، صدر و وزیر اعظم اور وزراء کی تقریریں انگریزی زبان میں ہونے کی وجہ سے اکثریت یہ جان ہی نہیں پاتی کہ ان کے چنیدہ ''عوامی'' رہنما کیا کہہ رہے ہیں۔ قومی زبان کو سرکاری طور پر رائج کرنے سے قوم میں شعور و آگہی بڑھنے کی رفتار تیز ترین ہو جائے گی۔ پاکستان کے دور افتادہ علاقوں میں مقیم شہری ایک زبان ہونے کی وجہ سے اپنے حقوق و فرائض سے روشناس ہو سکتے ہیں۔

جدید دنیاوی علوم انگریزی زبان میں ہونے سے ہمارے ہاں سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ طلباء وطالبات کی اکثریت مفہوم اور مقصدیت سمجھے بغیر رٹا لگا کر امتحان پاس کرنے کو ترجیح دیتے ہیں یا پھر امتحانات میں کامیابی کیلئے نقل کا سہارا لیتے ہیں، علم کے مظبوط Knowledge حاصل کرنا امتحان میں کامیابی یا ڈگری لے لینے کا نام ہی بلکہ اور وسیع ہونے کا نام ہے، انگریزی زبان میں موٹی موٹی کتابیں مفہوم سمجھانے کی بجائے پڑھنے والوں کو رٹا لگانے پر مجبور کر دیتی ہیں، میری ذاتی رائے کے مطابق پاکستان میں بنیادی تعلیم سے لیکر اعلیٰ تعلیم تک پاکستان کی قومی زبان اردو میں ہونے چاہیۓ اور انگریزی زبان کو بطور لازمی مضمون پڑھایا جانا چاہیۓ جس میں انگریزی زبان بولنا، پڑھنا اور لکھنا پہلی جماعت سے ہی سکھایا جائے. ابتدائی تعلیم سے لیکر اعلیٰ تعلیم تک اردو زبان میں ہونے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ پاکستان کو ہر شعبے میں سمجھ بوجھ رکھنے والے ماہرین میسر آ جائیں گے، انگریزی زبان سے ناواقفیت کی وجہ سے چھپا ہوا ٹیلنٹ نکھر کر سامنے آ جائے گا اور ملکی ترقی میں اپنا کلیدی کردار ادا کرے گا۔

رواں سال 2015 کے حالیہ دنوں میں اردو کو بطور سرکاری زبان رائج کرنے کیلئے ایک بار پھر آواز اٹھائی جا رہی اور اس بار سینٹ کے اراکین واراکین

قومی اسمبلی اس میں دلچسپی لیتے دکھائی دے رہے ہیں، بعض حلقوں کا کہنا ہے کہ بہت جلد اردو کے سرکاری زبان کے طور پر نفاذ کا عملی قدم اٹھا لیا جائے گا جبکہ ماضی کی کارروائیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اکثر حلقے یہ بھی کہہ رہے ہیں ماضی کی طرح اردو کے نفاذ کا یہ معاملہ ایک بار پر کھٹائی میں پڑ جائے گا، بعض حلقوں کا یہاں تک کہنا ہے کہ اب پاکستان میں اردو کا بطور سرکاری، دفتری اور تعلیمی زبان کے نفاذ بالکل ناممکن ہو چکا ہے، خدا کرے کہ اس مرتبہ اردو زبان کا جو معاملہ اٹھایا جا رہا ہے وہ حتمی نتائج کے ساتھ ایک کروٹ بیٹھے اور قائد اعظمؒ کے فرمان کے مطابق اردو زبان کو اس کا حقیقی مقام مل سکے۔

زرد۔۔۔۔آری

پاکستانی قوم ی بھی کمال کی قوم ہے، کسی کو بخشنے پر آئے گی تو سب کچھ بخش دے گی اور کسی کے گرد شکنجہ کس دے گی تو اتنا کس دے گی کہ اس کا سانس لینا محال ہو جائے گا، ایسی ہی کچھ صورتحال قوم کو اگر یاد ہو کہ نہ یاد ہو،،،، سابق صدر پرویز مشرف کے دور میں بن گئی تھی، یہ ٹھیک ہے کہ ہر دور حکومت میں کئی غلطیاں ہو جاتی ہیں لیکن صدر مشرف کے دور حکومت میں کئی اچھے کام بھی ہوئے، یہاں تک کہ جب آرمی چیف جنرل پرویز مشرف نے 1998 میں نواز حکومت کا تختہ الٹا تو قوم نے جو جشن منایا تھا وہ دیدنی تھا، نواز شریف کی حکومت گرنے پر کئی ایسے لوگ جو اس وقت بھی نواز حکومت کا حصہ ہیں انہوں نے مٹھائیاں تقسیم کیں، سابق صدر مشرف کے دور میں آہستہ آہستہ پاکستان کی راج دُلاری قوم کو اسی پاک فوج میں کیڑے نظر آنا شروع ہو گئے جس فوج کو خود عوام الناس نے دعوت دی تھی کہ حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے، آج بھی پاکستان ایسی ہی صورتحال سے دو چار ہے، پاکستانی عوام کی بڑی تعداد یہ چاہتی ہے کہ فوج ایک بار پھر حکومت کا تختہ الٹے اور ملکی حالات بہتر کرنے میں اپنا کردار ادا کرے حالانکہ ماضی میں فوج کو دعوت دینے والے پاکستانی خود ہی فوج کی درگت بھی بناتے رہے ہیں کہ ہمیں جمہوریت چاہئے۔

بری سے بری جمہوریت آمریت سے بہتر ہے وغیرہ وغیرہ، پاکستانیوں کی اس دیدہ دلیری اور اپنے ہی موقف سے پھر جانے کا عملی نمونہ ماضی میں مثالوں کی صورت ہمارے سامنے موجود ہے، بارہا آزمائی ہوئی سیاسی قوتوں کو ایک بار پھر آزما کر ہم لوگ اپنے ساتھ خود انتہائی ظلم کر رہے ہیں اور اس پر چیخ و پکار بھی، پاکستان اس وقت بھی شدید اندرونی و بیرونی سازشوں اور خلفشار سے گزر رہا ہے اور ہم ایک بار پھر اس بحران زدہ دور سے نکلنے کیلئے فوج کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

پاک فوج ایک طرف جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں مصروف ہے تو دوسری طرف پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی کراچی میں شدت پسندی کے خاتمے اور دیگر غیر قانونی کارروائیوں کو روکنے کیلئے اپنا کردار ادا کر رہی ہے، ایسے حالات میں فوج کو قوم کی اخلاقی حمایت کی اشد ضرورت ہے، کراچی کے حالات میں بہتری کے خواہش مندی پاکستانی ایک عرصے سے یہ آس لگائے بیٹھے ہیں کہ کب اور کون حتمی طور پر ان خرابیوں سے کراچی کو پاک کرنے کیلئے عملی اقدامات کرے گا، گزشتہ دنوں جب رینجرز کی جانب سے پی پی کے ایک اہم رہنما کے گھر پر چھاپہ مار کر بھاری غیر قانونی رقم برآمد کی گئی اور صوبہ سندھ میں سے غیر قانونی سرگرمیوں، کرپشن اور دوسرے مسائل کے خاتمے کیلئے فوج، رینجرز، نیب اور دیگر حکومتی اداروں نے حرکت شروع کی تو گیا

سابق صدر زرداری اور الطاف حسین کی پوچھل پر پیر آ گیا اور وہ چیخنے چلانے لگے۔
ماضی میں ایک دوسرے پر سخت ترین الزامات لگانے والی جماعتیں ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی نے جب یہ دیکھا کہ سندھ میں ان کی پھیلائی ہوئی گندگی کا صفایا شروع ہونے والا ہے تو دونوں سر جوڑ کر بیٹھ گئیں اور ایک بار پھر مفاہمتی سیاست کا راگ الاپنا شروع کر دیا۔
قارئین کرام! پی پی قیادت نے 16 جون کو زرداری کے بیان کے بعد پیدا ہونے والے حالات اور خود کو سیاسی تنہائی سے بچانے کیلئے گزشتہ روز ہی افطار ڈنر کا ایک ٹرمپ کارڈ کھیلا لیکن پی پی قیادت کا افطار ڈنر کا یہ شو بری طرح فلاپ ہو گیا کیونکہ کسی بھی نامور سیاسی شخصیت نے افطار ڈنر میں شمولیت اختیار نہیں کی جبکہ خود پی پی سے تعلق رکھنے والے دو سابق وزراء اعظم یوسف رضا گیلانی اور راجہ پرویز اشرف اس افطار ڈنر میں شریک نہ ہوئے، مذکورہ دونوں رہنما پی پی کی سینٹرل ایگزیکٹو کمیٹی سے مستعفی ہونے کی پیشکش پہلے ہی کر چکے ہیں یعنی ایسا لگتا ہے کہ موجودہ حالات پر پیپلز پارٹی اندرونی طور پر بھی اختلافات کا سامنا کر رہی ہے اور جہاں تک مفاہمتی سیاست کا تعلق ہے تو سیاستدانوں کی مفاہمتی سیاست ایک دوسرے کو تحفظ فراہم کرنا، اکٹھے مل کر ملک کو لوٹنا، عوام کو بے وقف بنانا، ایک دوسرے کے گناہوں پر پردے ڈالنا، قوم اور ملک کے ساتھ کھلواڑ کرنا ہی ہے، اب ایک بار پھر سندھ میں سندھی

عوام کو ڈھال بنا کر یہ لوگ اپنے مکروہ دھندوں کا دفاع کرنا چاہتے ہیں جس کا اظہار سابق صدر زرد۔۔۔آری نے اپنے بیان میں کھلی دھمکیاں دیتے ہوئے کیا، قارئین یہ وہ زرد۔۔۔آری ہے جس نے ملک کو ہمیشہ کاٹنے کی کوشش کی ہے اور اس کے حواری وہی لوگ ہیں جو ماضی میں اس کے دشمن رہے لیکن جب ان کی دموں پر پاؤں آیا تو یہ اکٹھے ہو گئےہیں اور اسی لئے یہ لوگ پاکستانی فوج کے خلاف بڑھ چڑھ کر بیان بازی کر رہے ہیں کیونکہ انہیں اپنے کالے کرتوتوں کے بے نقاب ہونے کا شدید خطرہ لاحق ہو گیا ہے اسلئے اس بار قوم کو کھلی آنکھوں کے ساتھ ایسی زرد۔۔۔آریوں اور کھنڈی چھریوں کا ساتھ دینے کی بجائے قانون نافذ کرنے والے اداروں کا ساتھ دینا چاہیے۔

قارئین کرام! آصف زرداری نے اپنے دھواں دار بیان میں جب یہ کہا کہ تمہارے تین سال ہیں تو ان کا واضح اشارہ آرمی چیف کی جانب تھا جبکہ کراچی پر سیاسی پالیسی آرمی چیف کی شمولیت اور مشاورت کے بغیر نہیں بن سکتی، صدر زرداری نے آرمی کے خلاف اپنے بیان میں جو زبان استعمال کی وہ انتہائی قابل مذمت ہے، صدر زرداری اپنے سیاسی کیریئر کی ابتداء سے ہی شدید ترین کرپشن کے الزامات میں گھرے رہے ہیں اور یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، کراچی کے حالات ٹھیک کرنے کیلئے آرمی کی طرف سے جب کراچی میں آپریشن شروع کیا گیا تھا تو آصف زرداری شاید یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ آپریشن صرف ایم کیو ایم تک محدود رہے گا

اور اس وقت ایم کیو ایم پیپلز پارٹی کی حمایت کو ترستی رہی لیکن آصف زرداری کو،،،
یہ یاد رکھنا چاہئے تھا کہ ایم کیو ایم کے بعد ان کی پارٹی کا نمبر بھی آ سکتا ہے اور جو الحمد للہ آ چکا ہے اس لئے قوم اس خوش فہمی میں نہ رہے کہ ایم کیو ایم اور پی پی کا مفاہمتی سیاست کا راگ الاپنا عوام کو فائدہ پہنچا سکے گا، کراچی کے حالات کو بالکل ٹھیک کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ شر پسند عناصر چاہے وہ کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں انہیں کڑی سے کڑی سزا دی جائے اور پاک فوج کے کراچی میں شر پسندوں کے خلاف آپریشن میں عوام کو فوج کو مکمل سپورٹ کرنا چاہئے تا کہ ملک وک کاٹ کاٹ کر کھانے والی زرد۔۔۔آریوں سے نجات حاصل کی جا سکے اور ایسے مواقع بار بار پیدا نہیں ہوتے۔

پیرس سے وینس تک (حصہ اول

پنجاب پاکستان کا رقبے کے لحاظ سے دوسرا بڑا اور آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے' محتاط اندازے کے مطابق اس وقت پنجاب کی آبادی تقریبا 9 کروڑ ہے' پاکستان کا صوبہ پنجاب اپنی انفرادیت کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور ہے' سیاسی لحاظ سے پاکستان کے سب سے بڑے صوبے (آبادی کے لحاظ سے) پر حکومت کا سب سے زیادہ ''شرف'' پاکستان مسلم لیگ (نواز) کو حاصل ہے اور اس وقت بھی صوبے میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے اور میاں محمد شہباز شریف صوبے کے وزیر اعلیٰ ہیں۔

قارئین کرام! وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف بلا شبہ بہترین انتظامی صلاحیتوں کے مالک ہیں لیکن ستم ظریفی یہ کہ ان کی یہ ''انتظامی صلاحیتیں'' اکثر و بیشتر ذاتی' سیاسی' انفرادی مفادات سے منسلک نظر آتی ہیں' 2013ء کے عام انتخابات سے قبل جوش خطابت میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ کو تین سال میں ختم کرنے کے وعدے تو دور کی بات شہباز شریف اس وقت لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے کوئی بات سننا ہی نہیں پسند کرتے' وزیر اعلیٰ پنجاب اس وقت پورا زور صوبے میں متنازعہ میٹرو بس منصوبے کا جال بچھانے میں صرف کرتے نظر آ

رہے ہیں، لاہور کے بعد راولپنڈی اور پھر فیصل آباد اور ملتان کو میٹرو بس جیسے "عظیم الشان" منصوبے سے فیضیاب کروانے کی قسم وزیر اعلیٰ پنجاب پہلے ہی کھا چکے ہیں اور بقول ان کے وہ لاہور کو پیرس بنا کر دم لیں گے، اسلئے اب ان منصوبوں کے نا مکمل ہونے کا سوال پیدا ہوتا نظر نہیں آ رہا، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ میٹرو بس منصوبہ بہت افادیت کا حامل ہے لیکن ایسے حالات میں قطعی نہیں جب ملک میں بجلی، گیس، پانی، بے روزگاری اور مہنگائی جیسے شدید بحران موجود ہوں۔

دنیا کا کوئی ملک بھی کرپشن کی لعنت سے مکمل طور پر پاک نہیں لیکن پاکستان میں ایسے بیشتر منصوبے کرپشن کی نذر ہو جاتے ہیں، مبینہ طور راولپنڈی میٹرو بس منصوبے میں صرف ایک سابق ایم این اے جن کا تعلق مسلم لیگ ن سے ہے انہوں نے 6 ارب روپے منصوبے کیلئے مختص فنڈ میں سے ایسے غائب کئے جیسے دودھ میں سے مکھی نکالی جاتی ہے اور اس بارے صوبائی حکومت نہ کوئی بات سننے کو تیار ہے اور نہ ہی کوئی ایکشن لینے کی حامی بھرتی نظر آتی، قارئین کرام ایک اور دلچسپ بات میں یہاں کرنا ضروری سمجھوں گا کہ رقبے کے لحاظ سے پاکستان کے سب سے بڑے صوبے بلوچستان کا کل بجٹ 44 ارب روپے جبکہ راولپنڈی شہر میں صرف ایک میٹرو بس منصوبہ 60 ارب روپے میں مکمل ہوا اور وہ پورے 60 ارب روپے کہاں گئے یہ ابھی تک ایک سوالیہ نشان ہے۔ایسے حالات میں جب ملک بجلی کے شدید

بحران سے گزر رہا ہے کیا یہ ضروری نہیں کہ میٹرو بس جیسے منصوبوں سے ہاتھ کھینچتے ہوئے یہی فنڈز بجلی کی پیداواری صلاحیتوں کو بڑھانے پر خرچ کئے جائیں؟ پاکستانی عوام کی ایک بڑی تعداد اس بات کی حامی ہے کہ میٹرو بس منصوبوں کی بجائے یہی فنڈز بجلی' گیس' بے روزگاری کے خاتمے اور ان جیسے ہی دوسرے مسائل کے حل پر خرچ کئے جائیں لیکن پھر بھی ملک کے چار بڑے شہروں میں میٹرو بس منصوبے کی قسم شاید اپنے پیچھے یہی محرک رکھتی ہے کہ اس میں موصوف وزیر اعلیٰ کا کوئی ذاتی مفاد چھپا ہوا ہے اور یہی ذاتی مفاد دیگر مخالف سیاسی قوتوں کی جانب سے ہائی لائٹ بھی کیا جاتا رہا ہے۔۔۔۔

مون سون کی آمد آمد ہے اور ماضی کی طرح اس بار بھی ملک کے اکثر علاقوں میں بارشوں کے سبب سیلاب جیسی آفات کے 100 فیصد خدشات موجود ہیں جس کا ٹریلر راولپنڈی میں ایک ہی دن میں ہونے والی بارش کے باعث نالہ لئی کے پنڈی کی عوام پر پل پڑنے کی صورت میں دیکھا جا سکتا ہے' اگر اسی طرح کی بارش لگاتار کچھ دن ہوتی رہی تو پھر تو پنڈی کی عوام کا خدا حافظ ہے' ہر سال ایک ہی طرح کے مسائل کا سامنا کرنے کے بعد ایک ہی طرح کے بیانات حکومت کی جانب سے سننے کو ملتے ہیں مگر ان مسائل کے حل کیلئے عملدرآمد کچھ نہیں ہوتا اور پاکستان کی ماشاء اللہ سے ''غیرت مند'' عوام بھی ایک دو دن کے بعد ان مسائل کو بھول جاتی ہے کہ چلو کوئی بات نہیں' وزیر اعلیٰ صاحب ایک طرف تو لاہور

کو پیرس بنانے پر تُلے ہوئے ہیں جبکہ ان کا وہی لاہور پیرس سے سفر کرتا ہوا وینس تک جا پہنچا ہے اور ایسے لگتا ہے کہ عوام نے پانی کے بیچ و بیچ گھر بنائے ہوئے ہیں بس فرق یہ کہ وینس کا پانی ''ترقی'' یافتہ اور پاکستان کے ان شہروں کا پانی ''ترقی پذیر۔۔کثافت یافتہ'' ہے اور پاکستان کے ان ''پیرسوں'' ''نیو یارکوں'' ''مانچسٹروں'' اور لندنوں'' میں بارش کے بعد جگہ جگہ کھڑا ہوا پانی کسی دریا کا منظر پیش کرتا ہے اور'' ایسی ہی کچھ صورتحال راولپنڈی میں بھی دیکھی جا سکتی ہے جہاں ''عظیم الشان'' میٹرو بس منصوبے کے 70 فیصد سٹیشن بھی ایک ہی پری مون سون بارش سے پانی میں مکمل طور پر ڈوبے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

یقینی طور پر اس سال بھی ماضی کی طرح مون سون شروع ہونے پر ملک کے بیشتر علاقے پانی میں ڈوب جائیں گے 'عوام ایک بار پھر اپنے ''کرموں'' کی سزا بھگتتے نظر آئیں گے اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نصف درجن سے زائد کیمرہ مینز کے ساتھ لانگ بوٹ پہنے آفت زدہ علاقوں میں فوٹو شوٹ کرواتے ہوئے ''جوش خطابت'' سے ''غیرت مند'' قوم کے ساتھ ''کھلواڑ'' کرتے ہوئے نظر آئیں گے ویسے میرے ذاتی خیال میں آج کل سیلفیوں کا دور دورہ ہے اگر شہباز شریف ایک) عدد سیلفی بھی لے لیں تو کیا خوب ہو جائے) اور مجھے قوی امید ہے کہ یہ سلسلہ اسی طرح اگلے برسوں میں بھی چلتا رہے گا کیونکہ ڈیم ہم

نے بنانے نہیں، بجلی ہم نے دینی نہیں، بے روزگاری اور مہنگائی ختم کرنے کا امکان صرف امکان ہی رہنا ہے اور بس غریب عوام کو ''انٹر نیشنل سٹینڈرڈ'' کی سواری میٹرو بس میں سوار کروانا ہے، بقول شہباز شریف (ایک انٹر نیشنل جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے) کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ ٹرانسپورٹ کا ہے۔۔۔آہ قربان جاؤں وزیر اعلیٰ کے اس بیان پر۔۔جب پاکستان کا سب سے ''بڑا'' مسئلہ ٹرانسپورٹ ہو گی تو ظاہر ہے پاکستان کے شہر وینس تو بنیں گے ہی۔۔۔۔ ویسے بھی پاکستانی قوم کیلئے ''میٹرو بس'' ہی سب کچھ ہے، یہی غریب کی روٹی ، کپڑا، مکان ہے، یہی بجلی، پانی، گیس ہے اور یہی روزگار ہے اور تو اور پاکستان کا آج اور اور کل بھی یہی میٹرو ہے۔۔۔آخر میں اپنے کالم کے اس (حصہ اول) کا اختتام حکمرانوں کے نام اپنے اس شعر کے ساتھ کروں گا کہ

ظلم و ستم تمہارے کہاں تک سہے گا وہ
تم کو بہالے جائیں گے آنسو غریب کے

مجاہد اول سردار عبدالقیوم خان ــــ ایک روشن باب

آزاد جموں و کشمیر کے قدآور سیاستدان و بزرگ رہنماء سردار عبدالقیوم خان یوں تو کسی تعارف و تحریر کے محتاج نہیں لیکن نسل نو کو تاریخی شخصیات اور تاریخی واقعات یاد دلانے کیلئے ان پر بار بار قلم کشائی کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے' سردار عبد القیوم خان ریاست جموں و کشمیر کے ضلع ''باغ'' کے گاؤں ''جولی چیڑ'' میں 4 اپریل 1924 ء بروز جمعۃ المبارک پیدا ہوئے اور ریاست جموں و کشمیر کے مختلف تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرتے رہے' سردار قیوم خان نے تقسیم ہند سے قبل ثانوی تعلیمی سرٹیفیکیٹ پنجاب یونیورسٹی سے حاصل کیا' میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہوں نے برٹش انڈین آرمی کی انجینئرنگ کور میں شمولیت اختیار کرلی' 1942 سے 1946ء تک وہ افریقی صحراؤں سے لیکر مشرق وسطیٰ تک ممالک میں تعینات رہے اور انہوں نے فلسطینی آپریشن کے ابتدائی ایام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا' 1946 ء میں انہوں نے وطن واپسی کے موقع پر ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور تحریک آزادی کشمیر میں شامل ہو گئے' اس وقت جب پاکستان کا قیام وجود میں آچکا تھا اور مہاراجہ کشمیر نے کشمیریوں کی خواہش اور تقسیم ہند کے پلان کے مطابق کشمیر کے الحاق پاکستان سے انکار کر دیا جس کے نتیجے میں مجاہد اول سردار عبدالقیوم خان نے 23 اگست 1947 ء کو نیلہ بٹ کے مقام پر اپنے

ساتھیوں سمیت جہاد آزادی کا اعلان کر دیا تھا جس کی وجہ سے انتہائی قلیل عرصے میں گلگت / بلتستان سمیت آزاد جموں کشمیر کا 32000 ہزار مربع میل علاقہ آزاد ہوا اور آزاد جموں اینڈ کشمیر حکومت کا قیام عمل میں لایا گیا۔

تحریک آزادی کشمیر میں نمایاں اور کلیدی کردار ادا کرنے کی بنیاد پر انہیں ''مجاہد اول'' کے خطاب سے نوازا گیا اور 1975 ء میں پاکستان قومی الائنس کے قیام میں بنیادی کردار ادا کرنے کی وجہ سے انہیں مسلسل 6 ماہ تک پلندری جیل میں قید کیا گیا' 1955 ء میں سردار عبد القیوم خان خطہ آزاد جموں و کشمیر کے نامور' زیرک اور قد آور سیاستدانوں کی موجودگی میں محض 31 برس کی عمر میں آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے اور اس کے بعد مختلف ادوار میں 14 مرتبہ آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے صدر منتخب ہوتے رہے جو سردار قیوم کی قائدانہ صلاحیتوں اور سیاسی دور اندیشیوں کا منہ بولتا ثبوت ہے اور کم عمری میں آل جموں اینڈ کشمیر مسلم کانفرنس کی قیادت کا سہرا سردار قیوم کے سوا کسی اور شخصیت کو حاصل نہیں' مجاہد اول کی خدمات اور جدو جہد کو دیکھتے ہوئے 2000 ء میں انہیں آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کا تاحیات سپریم ہیڈ مقرر کیا گیا' 1952 میں سردار قیوم پہلی مرتبہ 28 سال کی عمر میں آزاد حکومت کے وزیر بنے اور 1956 میں قد آور سیاستدانوں کی موجودگی میں انہیں صرف 32 سال کی عمر میں آزاد حکومت کا صدر بھی مقرر کیا گیا جو کسی

اعزاز سے کم نہیں تھا' مجاہد اول دوسری مرتبہ 1971 میں اور تیسری دفعہ 1985 ء میں اور چوتھی مرتبہ 1991 ء میں آزاد جموں و کشمیر کے صدر منتخب ہوئے لیکن انہوں نے 1991ء میں صدارت سے استعفیٰ دیا اور آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور پھر آزاد جموں و کشمیر کے وزیر اعظم منتخب ہوئے' مجاہد اول کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بھی بخشا کہ انہوں نے دو مرتبہ اپنے بیٹے سردار عتیق احمد خان کو ریاست آزاد جموں و کشمیر کا وزیر اعظم منتخب ہوتے ہوئے دیکھا اور یہ اعزاز آزاد کشمیر کی سیاسی تاریخ میں کسی اور شخصیت کو حاصل نہیں کہ وہ خود بھی متعدد مرتبہ ریاست کا صدر اور ایک بار وزیر اعظم رہ چکا ہو اور اس کا بیٹا بھی دو مرتبہ ریاستی وزیر اعظ رہ چکا ہو۔

سردار عبد القیوم خان کی کشمیر اور کشمیریوں کیلئے جدوجہد اور ان کی گراں قدر خدمات کی پاداش میں سخت ترین مشکلات کا سامنا بار بار کرنا پڑا' انہوں نے ہر محاذ پر پاکستانی فوج کا ساتھ دیا اور 1971 ء کے بعد قوم کو نظریاتی اور فکری انتشار سے بچانے کیلئے اور قوم کو دوبارہ نظریاتی استحکام کی طرف موڑنے کیلئے ''کشمیر بنے گا پاکستان'' کا نعرہ دیا اور یہ نعرہ آج بھی کنٹرول لائن کے دونوں اطراف پوری قوت سے گونجتا نظر آتا ہے' سردار عبد القیوم خان نے ہمیشہ سیاست کو آزاد خطے کی خدمت کے طور پر لیا اور کبھی

ذاتی مفادات کا مطمع نظر نہیں رکھا جس کی وجہ سے سیاسی محاذ پر انہوں نے کئی قربانیاں دیں جو تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھی جاچکی ہیں' مجاہد اول سردار عبدالقیوم خان کے کے دل میں پاکستان کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور ان کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ وہ پاکستانیوں سے بڑھ کر پاکستانی ہیں لیکن انہوں نے پاکستان کی ماضی کی اکثر حکومتوں کی جانب سے پاکستانی سیاست میں عملاََ حصہ لینے کی پیشکشوں کو کبھی قبول نہیں کیا' 1971ء کے بعد پیدا ہونے والے حالات میں محب وطن پاکستانی جب شدید مایوسی کا شکار تھے تو ایسے حالات میں کشمیریوں نے بھی اپنے مستقبل سے مایوس ہو کر ادھر اُدھر دیکھنا شروع کر دیا تھا اور اسی دور میں خود مختار کشمیر کا فتنہ بھی سامنے آیا چنانچہ اس نازک مرحلے میں سردار عبدالقیوم خان نے کشمیر قوم کو ''کشمیر بنے گا پاکستان'' نعرہ دے کر ان کیلئے ایک واضح منزل اور سمت کا تعین کر دیااور پاکستان سے ان کی والہانہ محبت کا صلہ یہ ملا کہ وہ پاکستانی عوام کے دلوں میں مقبول ترین کشمیری رہنماء بن گئے اور انہیں پاکستانی عوام سب سے زیادہ عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

1975ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے آزاد کشمیر کو صوبہ بنانے کی اپنی کوششوں میں ناکامی بعد سردار عبدالقیوم خان کو (FSF) کے ذریعے اقتدار سے محروم کرکے پابند سلاسل کر دیا

(PNA) رہائی کے بعد سردار عبدالقیوم کو پاکستان میں بھٹو حکومت کی فسطائیت کیخلاف اتحاد کی داغ بیل ڈالنے کی پاداش میں ایک بار پھر گرفتار کرکے پلندری جیل میں قید کر دیا گیا جہاں وہ 18 ماہ تک قید رہے' 1977ء میں باوجود اس کے کہ ذوالفقار علی بھٹو حکومت نے ان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا انہوں نے بھٹو کی دعوت پر محب وطن کا لیڈروں کو مذاکرات کی میز پر لا بٹھایا اور مصالحتی PNA رول ادا کرتے ہوئے کوششوں کو کامیاب بنانے میں اپنا کلیدی کردار کیا اور ریاستی عوام کی فلاح و بہبود اور تعلیم کیلئے انتہائی اہم کردار ادا کیا' سردار عبدالقیوم خان کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے پاکستان کے آئین میں الحاق پاکستان آرٹیکل شامل کروانے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا' ذاتی زندگی میں سردار عبدالقیوم خان ایک انتہائی ملنسار اور سادہ شخصیت کے حامل تھے' میری ان سے ملاقات اس وقت ہوئی جب میں نوجوان کالم نویسوں کی کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے (CCP) نمائندہ تنظیم کالمسٹ کونسل آف پاکستان ایک قومی سیمینار کا انعقاد کروانے کی تیاریوں میں مصروف تھا ان دنوں سردار عبدالقیوم خان ہسپتال میں زیر علاج تھے اور شدید نقاہت و بیماری کے غالب آنے کے باوجود ملنے جلنے والوں سے گرمجوشی کا اظہار کر رہے تھے اور وہ لمحات میں کبھی فراموش نہیں کر سکوں گا' یہ ان کی ذات کا ہی خاصہ تھا کہ ان کی وفات کے عظیم سانحے پاکستان سمیت دنیا بھر کے مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے رہنماؤں نے اظہار افسوس کیا'

مجاہد

اول اس وقت دنیا میں موجود نہیں لیکن ان کی کاوشیں، کوششیں، محنتیں اور محبتیں ہمیشہ موجود رہیں گی، قارئین کرام! مجاہد اول سردار عبدالقیوم خان کی زندگی پر روشنی ڈالنے کیلئے ایک کالم نہیں بلکہ کتابوں پر مشتمل ایک سلسلہ چروع کرنا پڑے گا کیونکہ مجاہد اول سردار عبدالقیوم خان جدید اسلامی سیاسی تارخ اور ریاستی سیاست کا وہ درخشاں ستارہ اور روشن باب ہیں جو مدتوں قوم کے دلوں میں زندہ رہیں گے، اللہ تعالی مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے، آمین۔

کرپشن کا ناسور اور احتسابی عمل

چند دن قبل مجھے ایک خبر پڑھنے کے بعد شدید دھچکا لگا' خبر کا متن کچھ یوں تھا کہ سرکاری ذرائع کے مطابق وطن عزیز پاکستان میں یومیہ 9 ارب روپے سے زائد کی رقم کرپشن کی نذر ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے یہ کرپشن کوئی باہر کے ممالک سے آ کر نہیں کرتا بلکہ ہم پاکستانی ہی اپنا ''فریضہ منصبی'' سمجھ کر ادا کرتے ہیں' قارئین کرام ! حالیہ دنوں میں قومی احتساب بیورو کی کارکردگی اور ملک بھر میں جاری کرپشن کہانیوں جن میں 150 میگا کرپشن سکینڈلز بھی شامل ہیں ان میں اب تک کوئی خاطر خواہ پیش رفت سامنے نہیں آئی' یہ بات خوش آئند ہے کہ نیب اپنی تمام تر کوششوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ان کیسز کو سلجھانے اور لوٹی ہوئی رقم کو واپس سرکاری خزانے میں لانے کیلئے پر عزم دکھائی دے رہی ہے اور نیب کا حالیہ کردار مثبت و قابل تعریف ہے جس کا سہرا چیئرمین نیب قمر زمان چوہدری اور نیب کی پوری ٹیم کے سر جاتا ہے' قارئین ! 150 میگا کرپشن سکینڈلز وہ سکینڈلز ہیں جن میں بالواسطہ یا بلا واسطہ لازمی طور پر سیاسی شخصیات ملوث ہیں جبکہ اربوں روپے کے غبن کے وہ خفیہ سکینڈلز جن سے قومی خزانے کو شدید نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے انہیں کیوں سامنے نہیں لایا جاتا؟

کرپشن کی بہتی ہوئی گنگا میں ویسے تو پورے ملک کے سرکاری و نیم سرکاری اداروں کے اہلکار' ملازمین و افسران ہاتھ دھو رہے ہیں لیکن میں آج صرف وطن عزیز کے انتہائی اہم شہر اور دارلخلافہ اسلام آباداور اس کے ایک سرکاری ادارے سی ڈی اے پر قلم کشائی کی جرات کرنے کی کوشش کروں گا۔ قارئین کرام شہر اقتدار اسلام آباد انتظامی طور پر دو حصوں میں بٹا ہوا ہے جس کا شہری حصہ وفاقی ترقیاتی ادارے (سی ڈی اے) اور دیہی حصہ ضلعی انتظامیہ کے زیر انتظام ہے' وفاقی ترقیاتی ادارے (سی ڈی اے) کا کام شہر میں تمام ترقیاتی کاموں کو سرانجام دینا' شہر کی دیکھ بھال' صفائی ستھرائی' سڑکیں' سرکاری بلڈنگز' گلیاں وغیرہ وغیرہ کی تعمیر و مرمت کرنا ہے' وفاقی ترقیاتی ادارہ (سی ڈی اے) فنڈز کے لحاظ سے پاکستان کے صوبہ بلوچستان سے بھی زیادہ خوش نصیب ہے' بلوچستان کا کل بجٹ صرف 44 ارب روپے اور سی ڈی اے کا سالانہ بجٹ 46 ارب روپے ہے' یعنی ایک شہر جس کی آبادی بمشکل 20 لاکھ ہے اس کا ترقیاتی بجٹ ایک ایسے صوبے جس کی آبادی تقریبا90 لاکھ ہے اس کے بجٹ سے بھی زیادہ ہے جس کا مقصد وفاقی دارلحکومت کو عالمی سطح کا ترقی یافتہ اور مزید خوبصورت شہر بنانا ہے' 46 ارب روپے سالانہ کے بھاری بھر کم ترقیاتی بجٹ کا ایک سال میں کہاں استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا نتیجہ کیا برآمد ہوتا ہے ایک عام ذی شعور انسان بھی اس بات کا اندازہ با آسانی لگا سکتا ہے' اگر 46 ارب روپے کی کثیر رقم ایمانداری کے ساتھ شہر کے ترقیاتی کاموں پر خرچ کی جائے تو شہر

صرف 5 سال میں جدید ترقی یافتہ شہروں کی صف میں شامل ہو جائے گا مگر کرپشن کی بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے والے اس ادارے کے افسران کی بڑی تعداد عوام الناس کے خون پسینے کی کمائی سے حاصل ہونے والے ٹیکس اور قومی خزانے کو اجاڑنا اور اپنی تجوریوں کو بھرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں' قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی' قومی احتساب بیورو' ایف آئی آئے اور دیگر اداروں میں آج بھی اس ادارے کے افسران کی ''وارداتوں'' کے تحقیقاتی کیسز چل رہے ہیں اور کئی کیسز خفیہ اور پوشیدہ ہیں؟ آپس کی ملی بھگت اور بندر بانٹ کے سبب عوامی پیسے کو اجاڑنے والے یہ افسران نجانے کونسا جادو جگاتے ہیں کہ ماورائے قانون ہو جاتے ہیں احتساب سے بچ نکلتے ہیں' میں یہاں پر ایک تازہ ترین مثال کا ذکر کروں گا جس میں وفاقی ترقیاتی ادارے کے ایک (سابقہ) ڈپٹی ڈائریکٹر فیصل رضا گاڈی کی کرپشن کہانیاں اس وقت زبان زد عام ہیں لیکن موصوف کی کرپشن کہانیوں کے انعام کے صلے میں ''چمک'' سے متاثرہ اعلیٰ حکام نے موصوف کی انکوائریاں کروانے کی بجائے اسے ترقی دے کر ڈائریکٹر بنا دیا' موصوف قومی خزانے کو شدید نقصان پہنچانے اور اسی غبن شدہ رقم سے فیصل آباد اور جھنگ میں رائس مل' فلور مل اور کاٹن مل لگا چکے ہیں' مذکورہ ڈپٹی ڈائریکٹر وفاقی ترقیاتی ادارے کے علاوہ فیڈرل گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ فاؤنڈیشن' یوٹیلٹی سٹورز کارپوریشن' پاک پی ڈبلیو ڈی میں بھی ڈیپوٹیشن پر رہ چکے ہیں اور ''وارداتوں'' کے ذریعے قومی خزانے کو اربوں کا نقصان پہنچانے میں ملوث ہیں' اس کے علاوہ

اسلام آباد کے تین پوش سیکٹرز میں موصوف کے تین عدد بنگلے بھی ہیں اور موصوف کی تمام اداروں میں کل مدت ملازمت لگ بھگ 12 سے 13 سال ہے اور ان تمام قصے کہانیوں کی تحقیقات ریکارڈ قبضے میں لیکر کرنے سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا کہ مختصر عرصہ ملازمت میں اتنا سب کچھ کیسے بنایا گیا؟ یہ بھی اطلاعات ہیں کہ موصوف کو پاکستان مسلم لیگ (ق) کے مرکزی رہنما چوہدری پرویز الٰہی اور فیصل صالح حیات کی پشت پناہی حاصل ہے' قارئین کرام! یہ صرف ایک ڈپٹی ڈائریکٹر (جو کہ اس وقت ڈائریکٹر کی سیٹ پر براجمان ہیں) کا قصہ ہے جبکہ اسی طرح کے دیگر افسران سے سی ڈی اے بھرا پڑا ہے جس کی وجہ سے ادارے کے ایماندار افسران میں شدید بے چینی اور اضطرابی کیفیت پائی جاتی ہے' اس وقت نیب جو کہ احتسابی عمل کو شفاف بنانے میں مصروف ہے اور کرپشن سے ملک کو پاک کرنے کا عزم کر چکا ہے اسے اس جانب بھی توجہ دینی چاہیئے۔

عام پاکستانی شہریوں کی اکثریت اس بات سے ناواقف ہوتی ہے کہ سرکاری اداروں کا دائرہ کار کیا ہے اور انہیں کتنا فنڈ سالانہ مہیا کیا جاتا ہے اور اس کا استعمال کہاں کہاں کیا جانا ہوتا ہے اسلئے یہ سرکاری و نیم سرکاری ادارے اپنی موج مستیوں میں لگے رہتے ہیں اور آپس کی ملی بھگت کے ساتھ فنڈز کے بے دریغ استعمال سے قومی خزانے کو شدید نقصان پہنچانے میں مصروف عمل رہتے

ہیں'آج کا کالم لکھنے کا مقصد شہر اقتدار کے ان تمام باسیوں اور پاکستانیوں کی توجہ ان سرکاری اداروں میں ہونے والی ''وارداتوں'' کی جانب مبذول کروانا ہے' عوام الناس کی اکثریت اس بات سے ناواقف ہے کہ کرپشن کی کیا کیا قسم ہے اور کرپشن کیسے کیسے کی جاتی ہے' اگر آپ اپنے ارد گرد کے سرکاری اداروں کے کاموں پر نظر رکھیں تو آپ با آسانی ''وارداتوں'' کا مشاہدہ کر سکتے ہیں' یہ ''وارداتیں'' ٹینڈر کو پول پر دینے کی صورت میں بھی ہو سکتی ہیں جس میں متعلقہ افسر اپنا کمیشن حاصل کرنے کیلئے سرکاری کام کا ٹھیکہ اپنے من پسند ٹھیکیدار کو دے دیتا ہے جبکہ ٹھیکہ دینے کا لمبا اور قانونی طریقہ سراسر نظرانداز کر دیا جاتا ہے' یہ وارداتیں ایسے چھوٹے موٹے کام جن میں ٹینڈرز کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی اس کی مد میں کیسے رقوم ہڑپ کی جاتی ہیں' تعمیرات میں مطلوبہ معیار و مقدار سے کم گھٹیا میٹریل استعمال کیسے کیا جاتا ہے اور اسے کون پاس کرتا ہے؟ احتسابی اداروں کے چند کرپٹ افسران کو منہ بند رکھنے اور سب اچھا رپورٹ پیش کرنے کیلئے کیسے خوش کیا جاتا ہے' اگر عام پاکستانی شہری اپنے ارد گرد پر نظر رکھے اور ''معلومات تک رسائی'' کے قانون کی روح کو سمجھتے ہوئے اپنا حق استعمال کرے اور پوچھ گچھ کرے تو کرپشن میں خاصی حد تک کمی لائی جا سکتی ہے' اگر آپ ایک جگہ کوئی غیر قانونی چیز یا کام دیکھ رہے ہیں تو اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا اور متعلقہ افسران و حکام سے پوچھ گچھ کرنا آپ کا حق بھی ہے اور فرض بھی' آپ کرپشن کے خلاف عملی جہادف

میں حصہ لیکر ملک و قوم کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے میں سب سے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں' آپ سب مختلف سماجی' سیاسی' معاشی اور معاشرتی مسائل کے حل میں جو کردار ادا کر سکتے ہیں بخدا وہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔

ملک بھر میں جاری احتسابی عمل کو کامیاب بنانے کیلئے یہ بے حد ضروری ہے کہ ہم اپنا اپنا فرض مکمل طور پر ادا کریں' انفرادی و اجتماعی طور پر خود کو ایسے کاموں سے روکیں جس میں مفاد ذاتی اور نقصان معاشرتی نظر آ رہا ہو' ایسے عناصر کو بے نقاب کرنے میں اپنا کلیدی کردار ادا کریں جو ملک و قوم کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں' سب لوگ کرپٹ نہیں اسلئے ایسے افسران' ججز' ادارے وغیرہ بھی موجود ہیں جو کرپشن کی اس لعنت سے پاک ہیں آپ کم از کم اپنے علاقے' گلی یا محلے کے مسائل ان کے سامنے لا سکتے ہیں' اگر ایک جگہ شنوائی نہیں ہوتی تو کوشش جاری رکھی جا سکتی ہے کیونکہ مایوس ہو کر ہم اپنا اور اپنے اس وطن عزیز کا نقصان خود کریں گے' ملک بھر میں ہونے والے ترقیاتی کاموں میں عوام الناس کا پیسہ استعمال کیا جاتا ہے اور یہ آپ کو مکمل حق حاصل ہے کہ آپ اپنے ٹیکسوں پر چلنے والے اداروں اور اپنے پیسوں کے استعمال کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں اگر ہم سب انفرادی طور پر اس احتسابی عمل کو اپنا لیں اور قومی احتساب بیورو کے اس نعرے ''کرپشن سے انکار'' کو اپنا نعرہ بنا لیں تو بہت کم وقت میں کرپشن جیسی لعنت سے چھٹکارا پایا جا سکتا

ہے

اگلی حکومت کس کی ہوگی؟

پاکستان مسلم لیگ (ن) کی کامیاب سیاسی چالوں' پاکستان تحریک انصاف کی ناقص حکمت عملیوں اور مشیروں کی عمران خان اور جماعت کو گڑھے میں دھکیلنے کی سازشوں نے ملکی سیاست میں ایک بار پھر ن لیگ کی حکومت کو دوام بخش دیا ہے' یہ بات ٹھیک ہے کہ جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ مکمل غیر جانبدار نہیں بلکہ اس رپورٹ پر بہت سے سوالیہ نشان اٹھائے جا رہے ہیں لیکن پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ کا اپنے وعدے کے مطابق جوڈیشل کمیشن کی مذکورہ رپورٹ کو تسلیم کر لینا تحریک انصاف کی اخلاقی شکست کا بھی باعث بنا' پاکستان مسلم لیگ ن نے جہاں دھرنے میں پی ٹی آئی کے ساتھ معاملات کو سیاسی سمجھ بوجھ کے ساتھ ہینڈل کیا وہیں پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ طاہر القادری بڑے ہی طریقے سے راستے سے ہٹا دیا جس کی وجہ سے عمران خان اور ان کی جماعت تنہاہ رہ گئی' جلد بازیاں اور غیر مناسب زبان پاکستان تحریک انصاف کو بہت مہنگی پڑی' عمران خان جوڈیشل کمیشن کے قیام کا فیصلہ لیتے وقت یہ کیوں بھول گئے تھے کہ یہ جوڈیشل کمیشن حکومت وقت سے زیادہ با اختیار اور طاقتور نہیں' جوڈیشل کمیشن نے جو فیصلہ کرنا تھا وہ سب کے سامنے آ ہی گیا ہے' عدلیہ کی جانبداری سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ پاکستان میں چڑھتے سورج کی پوجا ہی کی جاتی ہے۔

ملکی سیاست میں اس وقت سیاسی پنڈت سر جوڑ کر بیٹھیں ہیں اور آنے والے سیاسی حالات پر پیشین گویا کرتے نظر آ رہے ہیں' سابق چیف جسٹس آف پاکستان اور پاکستان کے ایک متنازعہ جج افتخار چوہدری کی اپنی ریٹائرمنٹ کی مدت پوری ہونے کے بعد سیاسی پارٹی کے اعلان سے ''آنکھیں'' رکھنے والے حلقوں پر یہ بات واضح ہو گئی ہے آئندہ دنوں میں کیا کھچڑی پکائے جانی کی تیاری کی جا رہی ہے؟ ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ افتخار چوہدری سیاسی جماعت بنا کر کون سا تیر مار لیں گے اور ان کی پہلی ترجیحات کیا ہوں گی. قارئین کرام لکھ لیں کے بعید نہیں کہ مسلم لیگ (نوازشات) کی نوازشات کا صلہ اتارنے کیلئے افتخار چوہدری سیاسی پارٹی بنانے کے بعد سب سے پہلے پاکستان مسلم لیگ (نوازشات) سے اتحاد کریں' عدالتی آمریت کو پروان چڑھانے اور پاکستان میں بذریعہ عدالت راج کرنے والے افتخار چوہدری کی نظریں اس وقت کسی اور ہی منزل پر گڑی ہوئی ہیں' سابق چیف جسٹس شاید یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ سیاسی پنڈال میں پاکستانی عوام کے نجات دھندہ بن کر اتریں گے۔

دوسری جانب پاکستان مسلم لیگ (نوازشات) پاکستان تحریک انصاف کو مکمل طور پر مفلوج کرنے اور دیوار کے ساتھ لگانے کیلئے لانگ ٹرم پلاننگ کرتی دکھائی دے رہی ہے جس کے مقابلے کیلئے اگر تحریک انصاف نے بروقت فیصلے نہ کئے تو سنگین

نتائج بھگتنا ہوں گے' پاکستان مسلم لیگ (نواز شات) کے مد مقابل حقیقی معنوں میں اس وقت ایک ہی اپوزیشن موجود ہے اور وہ ہے تحریک انصاف' پیپلز پارٹی اپوزیشن ڈیسکوں پر بیٹھ کر فرینڈلی اپوزیشن کا کردار ادا کر رہی ہے لیکن تحریک انصاف نے حکومت کو مسلسل ٹف ٹائم دیئے رکھا ہے لیکن اب تحریک انصاف کیلئے اس ٹف ٹائم والی سچویشن کو برقرار رکھنا ممکن نظر نہیں آ رہا کیونکہ جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ کے بعد فرنٹ فٹ پر کھیلنے والی تحریک انصاف دفاعی پوزیشن میں آ گئی ہے اور مزید یہ کہ جماعت اندرونی انتشار کا شکار بھی ہو گئی ہے'ان حالات میں پاکستانی سیاست کے وہ بڑے نام جو تحریک انصاف میں شمولیت کیلئے تقریبا تیار بیٹھے تھے انہوں نے فی الوقت خاموشی اختیار کر لی ہے اور آئندہ کی سیاست اور حکمت عملی کا جائزہ لینے کیا فیصلہ کیا ہے' پاکستان مسلم لیگ (نواز شات) کی ماضی میں اعلیٰ عدلیہ سے ''رشتے داری'' کچھ اچھی نہیں رہی جس کی مثالوں سے تاریخ بھری پڑی ہے' لیکن آنے والے دنوں میں ایک بات صاف دکھائی دے رہی ہے کہ ن لیگ عدلیہ کے ساتھ اپنی ''رشتے داری'' کو مزید مستحکم کرنے جا رہی ہے جس کے نتیجے میں آنے والے چند دنوں میں صدر مملکت ممنون حسین سے استعفیٰ طلب کر لیا جائے گا اور ان کے منصب صدارت چھوڑنے کے بعد افتخار چوہدری کو صدر پاکستان بھی بنایا جا سکتا ہے۔۔۔۔ جس کے نتیجے میں عدلیہ اور ن لیگ قریبی رشتے داری کو مزید مستحکم کرتے ہوئے ''پھوپھی'' کی بیٹی تحریک انصاف کو شدید مشکلات سے دوچار کر سکتے ہیں۔

پاکستان مسلم لیگ (نوازشات) کی خواہش ہے کہ وہ اگلے الیکشنز میں اپنی راہ کو مزید ہموار کرنے کیلئے صدر ممنون حسین سے استعفیٰ دلوانے کے بعد نئے صدر کو اگلے پانچ سال کیلئے منتخب کروائیں تاکہ بوقت ضرورت ان سے ''استفادہ'' حاصل کیا جاسکے اور اس استفادے کیلئے آئین میں ترمیم بھی ممکن ہے' سب سے.بڑی بازگشت یہ ہے کہ صدر ممنون حسین کے بعد وزیراعظم نواز شریف وزارت عظمیٰ چھوڑ کر خود صدارت کی کرسی پر بھی.براجمان ہو سکتے ہیں اور اسلام آباد میں بلدیاتی الیکشن کے بار بار لیٹ ہونے کی وجہ سے بھی سابق چیف جسٹس افتخار چوہدری ہی ہیں تاکہ ان کے سیاست میں باضابطہ آنے کا انتظار کر لیا جائے اور اس کے بعد بلدیاتی الیکشن کروائے جائیں' اب پاکستان مسلم لیگ (ن) کون سی سیاسی چالیں چلتی ہے یہ وقت آنے پر ہی معلوم ہوگا لیکن ایک بات طے ہے کہ آنے والے دنوں میں تحریک انصاف کو مزید شدید نقصانات اٹھانے پڑیں گے' یقینی طور پر پاکستان تحریک انصاف بھی اس بات سے بے خبر نہیں ہو گی اور موجودہ سیاسی حالات کا جائزہ ضرور لے رہی ہو گی لیکن تحریک انصاف کیلئے اس وقت سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ وہ اندرونی دشمنوں یعنی کالی بھیڑوں'' سے پیچھا چھڑوائے' مخلص سیاستدانوں کے ساتھ ایک پالیسی ساز'' تھنک ٹینک بنائے اور ادھر اُدھر کے مشوروں پر کان دھرنے کی بجائے عقل سے کام لے' اس میں کوئی شک نہیں کہ آصف علی زرداری اور میاں محمد نواز شریف جیسے

سیاستدان کا مقابلہ کرنا نہایت مشکل کام ہے لیکن اسے ناممکن نہیں کہا جا سکتا' قوم کے پاس عمران خان سمیت اس وقت کوئی بھی ایسا لیڈر موجود نہیں جو عوام کو ایک سمت میں گامزن کر سکے' عمران خان شدید محنت اور کوشش کے بعد یہ سب کر سکتے تھے اور کر سکتے ہیں لیکن ان کی ماضی کی غلطیوں نے انہیں بہت پیچھے دھکیل دیا ہے۔

اگلے پانچ سال حکومت قائم کرنے کیلئے مسلم لیگ ن نے ابھی سے تیاریاں تیزی کیساتھ شروع کر دی ہیں جو ن لیگ سیاسی سمجھ بوجھ کا نتیجہ ہے اگر ایسا ہوا کہ پاکستان میں اگلے پانچ سال کیلئے ایک بار پھر مسلم لیگ ن کی حکومت آ گئی تو یہ ملک کیلئے شدید ترین گھاٹے کا سودا ہوگا' تحریک انصاف کو آنے والے دنوں کیلئے شدید محنت کی ضرورت ہے' تحریک انصاف بلاشبہ ایک بڑی سیاسی قوت ہے جس سے کروڑوں لوگوں کی امیدیں وابستہ ہیں اور ان امیدوں کو پورا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ''سیاست'' کا مقابلہ ''سیاسیت'' سے کیا جائے نہ کہ زبانی کلامی بصورتِ دیگر اگلے پانچ سال بھی پاکستان مسلم لیگ ن کی حکومت تشکیل پاتی نظر آ رہی ہے۔

!سیاستدان ہوش کے ناخن لیں

دو روز قبل پاکستان کے ہونہار سیاستدان ''عزت مآب جناب وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات سینیٹر پرویز رشید'' کا بیان بلکہ ''بیان شریف'' مجھ سمیت بے چارے پاکستانیوں پر بجلی بن کر گرا، ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کے مصداق وزیر اطلاعات و نشریات کے چکنے چکنے پات سے عوام اب با خبر ہو چکی ہے، وزیر اطلاعات و نشریات پرویز رشید کا ایک سوال کے جواب میں فرمانا تھا کہ ''پاکستان پر بھارتی جارحیت میرا مسئلہ نہیں، میرا مسئلہ عمران خان ہیں'' بندہ سینیٹر پرویز رشید سے پوچھے کہ اگر پاکستان پر بھارتی جارحیت ان کا مسئلہ نہیں ہے تو وہ کس حیثیت سے ملک کی کلیدی وزارت کا قلمدان سنبھالے بلکہ زبردستی ہتھیائے ہوئے ہیں؟ یا میاں صاحب نے انہیں صرف تحریک انصاف اور عمران کی اطلاعات بروقت پہنچانے کیلئے وزیر اطلاعات رکھا ہوا ہے؟ پرویز رشید کے بیان پر بس نہیں موصوف وفاقی وزیر کے ساتھ ساتھ ان کے ہم نوالہ و ہم پیالہ وزراء اور اہم حکومتی رہنما آج کل مضحکہ خیز بیانات کے مقابلے میں ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑنے میں لگے ہوئے ہیں، مملکت خداداد میں اگر کوئی اس وقت پاکستانیوں سے پوچھے کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے کم از کم مجھ جیسے نا سمجھ لوگ ''سیاستدانوں کے بیانات'' کو سب سے بڑا مسئلہ ضرور

قرار دیں گے۔

پاکستان کا روایتی دشمن بھارت آئے روز پاکستانی سرحدوں پر دراندازی کر رہا ہے اور دوسری جانب پاکستانی وزراء کے غیر ذمہ داران بیانات سامنے آ رہے ہیں، ان بیانات کا کیا مطلب ہے؟ ذرائع کے مطابق یہ بھی شنید ہے کہ بارڈر پر کشیدگی کی صورتحال کچھ اپنوں'' ہی کی خواہشات کا نتیجہ ہے، اب وہ ''اپنے'' کون ہیں یہ خدا ہی بہتر جانے یا'' خدائی فوجدار۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے کرتا دھرتاؤں کی حالیہ بے چینی بلاوجہ نہیں بلکہ ان کا اپنا کیا دھرا ان کے سامنے آ رہا ہے، مسلم لیگ نواز پچھلے ایک دو ماہ میں اپنی سیاسی پوزیشن کو خاصا مضبوط کر گئی تھی لیکن ''اپنے ہی گراتے ہیں نشیمن پہ بجلیاں'' کے مصداق مشاہد اللہ خان اور دیگر ہمنواؤں کی مہربانیوں نے نواز لیگ کو دفاعی پوزیشن پر آ کر کھیلنے کیلئے مجبور کر دیا، رہی سہی کسر ٹریبونل کے فیصلے نے پوری کر دی، ویسے یہ بھی سوچنے کی بات ہے بلکہ لوگوں کیلئے اشارہ ہے کہ ایک لمبے عرصے تک ''چار'' حلقوں کی دھاندلیوں کے بارے میں چشم پوشی اور اس کے بعد اچانک فیصلوں کا آ جانا اور وہ بھی پاکستان تحریک انصاف کے حق میں ۔۔۔ یہ کس طرف جا رہا ہے؟ کچھ اندر کے لوگوں سے ''سنی سنائی'' بات ہے کہ میاں محمد نواز شریف کو آج کل راتوں کو نیند نہیں آتی بلکہ وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دن گنتے ہیں، نجانے کون سے دن گنتے ہیں،،، یہ معلوم نہیں۔

میں نے اپنے گزشتہ کالم میں (ن) لیگ کی چند چالاکیوں اور پاکستان تحریک انصاف کی بے وقوفیوں کا تفصیل سے ذکر کیا تھا لیکن آج کے سیاسی حالات دیکھ کر تحریک انصاف کو اس کا کریڈٹ دینا پڑے گا وہ اپنی بے وقوفیوں کو خاصا کم کر چکی ہے، قارئین کرام ! آنے والے چند دنوں میں ملک میں بڑی تبدیلیاں آنے والی ہیں جو بظاہر تو پاکستان کے لئے فائدہ مند نظر آ رہی ہیں لیکن ان تبدیلیوں کے کچھ منفی نتائج بھی سامنے آئیں گے جس کا کڑوا گھونٹ ایک بار پھر عوام کو ہی پینا پڑے گا، پاکستان پیپلز پارٹی ان دنوں عتاب کا شکار ہے لیکن جلد ہی ایک فارمولے کے تحت ملکی سیاست میں اپنا اہم کردار ادا کرنے کے قابل ہو جائے گی جس کے ساتھ ساتھ کراچی کی دم توڑتی ہوئی سیاسی جماعت ایم کیو ایم کو بھی ایک نئی زندگی مل جائے اور وہ پاکستان اور پاکستانیوں کیلیے سود مند ثابت ہو گی، ملک میں لوٹ کھسوٹ کرنے والے چند قائدین، سیاستدان بلکہ خباثت دان اگر اپنی ہٹ دھرمی سے باز آ جائیں تو معاملات کو بڑے اچھے طریقے سے قلیل وقت میں حل کیا جا سکتا ہے اور اس حل میں فی الحال ''چھوٹے'' رکاوٹ ہیں اگر چھوٹوں'' نے'' مائنس بڑا''فارمولا لگاتار ماننے سے انکار کیا تو ''چھوٹوں'' کا نام'' پہلے ہی لسٹ میں شامل ہے،،، ذرائع کے مطابق بہت سے چھوٹے اپنی ''واٹ'' لگ جانے سے بچنے کیلیے ہر قسم کا فارمولا ماننے کیلیے تیار ہو گئے ہیں، دوسری جانب پی ٹی آئی کے جیالوں میں آج کل جوش و

خروش عروج پر،،، ان کیلئے بس اتنا ہی کہ۔۔ پاکستان تحریک انصاف حکومت بنا سکتی ہے لیکن بعید ہے کہ عمران خان وزیر اعظم بن سکیں۔

بھارت کی سرحدی خلاف ورزیوں اور پاکستانی شہریوں کی شہادت نے پاکستانی قوم سمیت پاکستانی فوج کو شدید غم وغصے سے دوچار کر دیا لیکن یہ پاکستانی سیاستدان پتہ نہیں کس مٹی سے بنے ہیں،،،، شاید یہ بھارتی مٹی سے بنے ہیں اسلئے بھارت کی پاکستان پر جارحیت ان کا مسئلہ نہیں، سیالکوٹ ورکنگ باؤنڈری پر بھارتی جارحیت اور حالیہ بھارتی خبط کے بعد ایک دوست کاشف ظہیر کمبوہ کا فیس بک سٹیٹس نظر کو بھا گیا کہ بندہ موذی صاحب سے پوچھے پیاز کا ریٹ تو تم سے کنٹرول ہوتا نہیں پاکستان سے پنگا (PKR) لینے کا بھوت ہر وقت سوار رکھتے ہو. ابھی دو دن پہلے تک انڈیا میں پیاز 250 فی کلوگرام کراس کرگیا ہے" ویسے مودی صاحب سے ان کے پاکستانی سیاسی جانشین بھی پیاز کی قیمتوں والے معاملے میں ان سے پیچھے نہیں، کبھی کبھی تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ وزیر اعظم پاکستان کے نہیں کسی اور ہی ملک کے باشندے ہیں،،،، جدہ میں جناب کے ایک کاروبار میں 5000 سے زیادہ ہندو ملازمین شامل ہیں لیکن مسلمان ملازمین صرف چند انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔،،،

ملک بھر میں امن وامان، داخلی وخارجہ سلامتی، دہشت گردی کا خاتمہ اور

دیگر تمام مسائل کا حل اگر فوج نے ہی کرنا ہے تو سیاستدان مفت کی روٹیاں توڑنے میں کیوں مصروف ہیں؟ ایک طرف پاک فوج اپنی جان جوکھم میں ڈال کر ان کاموں کے حل میں مصروف ہے جو اس کا فرض بھی نہیں،،، فقط اس لئے کہ یہ ملک و قوم کی بقاء کیلئے اشد ضروری ہے، سیکیورٹی اداروں، رینجرز ۔بری افواج وغیرہ کی حوصلہ شکنی اور ان پر انگلیاں اٹھانے کی بجائے اس وقت فوج کو پاکستانی اداروں، سیاستدانوں کے ساتھ کی ضرورت ہے، یہ سیاستدانوں کا کام ہے کہ وہ جس جس قلمدان کو سنبھالے ہوئے ہیں اس کا فرض بھی ادا کریں، خارجہ پالیسی کو مضبوط بنایا جائے اور دو ٹوک موقف اپنایا جائے، بھارتی جارحیت پر سخت جواب دیا اور اس کی ہر پلیٹ فارم پر حوصلہ شکنی کی جائے،سیاستدان "پی" کر بیانات داغنے کی بجائے ہوش کے ناخن لیتے ہوئے اپنی چمڑے کی زبان کو لگام دیں۔

عام آدمی اور سیاسی رہنماؤں میں دوری!

2008ء کے عام انتخابات کے بعد پاکستان کیلئے سیاسی، معاشی، سماجی و معاشرتی حوالوں سے یہ امر خوش آئند رہا کہ ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ منتخب حکومت نے اپنی آئینی مدت پوری کی اور عام انتخابات 2013ء کے بعد اقتدار کی منتقلی کا عمل ایک منتخب حکومت کے ہاتھوں سے ہوتا ہوا دوسری منتخب حکومت تک پہنچا، اس سے عالمی سطح پر پاکستان کے عزت و وقار میں اضافہ ہوا اور یقینی طور پر جمہوریت کو تقویت ملی، قومی سطح پر سیاسی منظر نامے میں مثبت تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئیں لیکن ان تبدیلیوں کے حقیقی ثمرات عام آدمی تک پہنچنے میں ناکام رہے، عام انتخابات 2013ء کے بعد پاکستان تحریک انصاف ملکی سطح پر ایک تیسری سیاسی قوت بن کر ابھری اور بلاشبہ تحریک انصاف نے دو بڑی منجھی ہوئی سیاسی جماعتوں کو ٹف ٹائم دیا اور عام آدمی میں سیاسی سمجھ بوجھ اور شعور بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا لیکن بعد ازاں دیگر سیاسی جماعتوں کی طرح تحریک انصاف بھی روایتی سیاست کے بھنور میں پھنستی چلی گئی جس کا بلاواسطہ طور پر سب سے زیادہ نقصان عام آدمی کو ہوا، ستم ظریفی یہ کہ ووٹرز اور سیاسی رہنماؤں کا ایک دوسرے کے باریاب ہونے کا جو عمل 2013ء کے انتخابات میں عروج پر تھا وہ مکمل طور پر سبوتاژ ہو کر رہ گیا، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ

عوام کے منتخب نمائندوں کو صوبائی و قومی سطح کی سیاست میں اپنا اہم عملی کردار ادا کرنا چاہئے لیکن اس کیساتھ ساتھ انہیں اپنے اپنے سیاسی حلقہ جات کے بنیادی مسائل اور حل کو بھی ترجیح دینی چاہئے۔ آپ کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق رکھنے والے ارکان اسمبلی کی فہرست مرتب کرلیں کہ ان علاقوں سے رکھنے والا عام آدمی مذکورہ حلقوں سے کامیاب ہونے والے عوامی نمائندوں سے نالاں ہی نظر آئے گا، عوام علاقہ اورانتخابی حلقہ لاوارثیت کا شکار دکھائی دے گا۔

کی مثال لے لیں، تقریبا 6 NA-49 وفاقی دار لحکومت اسلام آباد کے اہم سیاسی حلقے لاکھ سے زائد آبادی والے اس حلقے سے سابق دور حکومت میں سینیٹر نیئر بخاری چیئرمین سینٹ کے عہدے پر فائز رہے اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے رکن قومی اسمبلی ڈاکٹر طارق فضل چوہدری 2008 ء سے لگاتار تاحال رکن قومی اسمبلی ہیں لیکن علاقے میں ترقیاتی کام نہ ہونے، آبادیوں کی حالت زاراور قدرتی گیس کی سپلائی لائنز کے موجود ہونے کے باوجود گیس کنکشن نہ دیئے جانے کی وجہ سے عام آدمی/ ووٹر ان سے ناراض نظر آتا ہے، ان کے بارے میں بھی دیگر سیاسی رہنماؤں کی طرح عام تاثر یہی پایا جاتا ہے کہ نہ وہ کبھی حلقے میں نظر آئے اور نہ انہیں عوامی مسائل کے حل سے کوئی کی ہے جہاں سے پاکستان NA-56 دلچسپی ہے، کچھ ایسی ہی صورتحال راولپنڈی کے حلقہ تحریک انصاف کے

سربراہ عمران خان رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے لیکن عام انتخابات کے بعد وہ اب تک صرف ایک مرتبہ حلقے کا دورہ کرنے میں ''کامیاب'' ہو سکے ہیں، سیاسی قائدین چاہے وہ کسی بھی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں ان کی بنیادی طاقت ووٹرز ہیں اور اگر یہی ووٹرز ان سے ناراض ہوں گے اور اگلی مرتبہ انہیں ووٹ نہیں دیں گے تو شکست لازمی طور پر ان کا مقدر بنے گی نیز سیاسی وابستگی والی جماعتوں کی ساکھ بھی متاثر ہوگی۔اسلام آباد میں کچی بستیوں اور کھوکھوں کیخلاف حالیہ آپریشن پر نظر ڈالیں تو اس میں بھی اہلیان علاقہ کی سیاسی قائدین تک رسائی نہ ہونے کا فقدان دکھائی دیتا ہے، کچی بستیوں ، کھوکھوں کا معاملہ سیاسی طور پر بھی بہترین انداز میں حل کیا جا سکتا تھا لیکن اس جانب کوئی توجہ نہیں دی گئی۔آج تک یہ گتھی نہیں سلجھ سکی کہ یہ امر طے ہونے کے باوجود کہ سیاسی قائدین کو ایک مخصوص مدت کے بعد دوبارہ انہیں لوگوں کے سامنے ووٹ کیلئے جھولی پھیلانا پڑتی ہے تو وہ لگاتار عام آدمی سے رابطے کے عمل کو برقرار کیوں نہیں رکھتے ؟ وہ کونسے ذاتی مفادات ہیں جو آڑے آجاتے ہیں اور عوام علاقہ کے اجتماعی مسائل کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے اور کئے گئے وعدوں کو یکسر فراموش کر دیا جاتا ہے ؟

ایسے سیاسی رہنما بہت ہی نایاب ہیں جو لوگوں میں گھل مل کر رہتے اور لوگوں کے مسائل سن کر ان کے حل کیلئے ہر ممکن کوشش کرتے ہوں، یہ بھی ممکن نہیں کہ

منتخب عوامی نمائندے اپنے علاقے کے لوگوں سے فرداً فرداً ملاقات کر سکے یا ان کی بات سن سکیں مگر یہ عین ممکن ہے کہ کوئی ایسا لائحہ عمل ترتیب دے دیا جائے جس میں ہر ماہ کم از کم ایک کھلی کچہری منعقد کر لی جائے اور عام آدمی کے دکھوں کا درماں کرنے کی سعی کی جاسکے۔ اس طرح کے عمل سے علاقے کے لوگوں کے مسائل حل کرنے اور ان کا دکھ درد بانٹنے سے ان کے غموں کا نہ صرف کسی حد تک مداوا کیا جا سکتا ہے بلکہ یہ عمل عام آدمی اور سیاسی قائدین کے درمیان دوری ختم کرنے مدد و معاون ثابت ہو سکتا ہے اور ایسا کرنے والے سیاسی رہنماؤں کی مثالیں ہمارے درمیان موجود ہیں جو عام لوگوں سے براہ راست رابطوں کے ذریعے ان کا دل جیت چکے ہیں۔

اسی طرح ''اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئی کھیت'' کے مصداق جب عام آدمی کو مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو اسے بخوبی اس بات کا ادراک ہو جانا چاہئے کہ اس کا ووٹ اس کی آنیوالی زندگی اور نسلوں کیلئے کتنا اہم ہے، عام آدمی کا ایک ووٹ کئی نسلوں کی بقاء اور بربادی کا سبب بن سکتا ہے اسلئے ووٹ جیسی طاقت کو کج فہمی کی نذر کرنے کی بجائے اس کا درست استعمال کرتے ہوئے اپنے لئے ایک ایسے نمائندے کا چناؤ کیا جائے جو وعدہ خلافی، جھوٹ، بخل اور اسی طرح کی دیگر برائیوں سے دور رہنے کی حتی الامکان کوشش کرتا ہو اور ان لوگوں کے مسائل کے حل کیلئے سنجیدگی رکھتا ہو جن کے ووٹ کی طاقت سے وہ

کرسیِ اقتدار پر براجمان ہوا ہے۔ ووٹرز ہمیشہ اس بات کو مد نظر رکھیں کہ انہیں برادری ازم، ذاتی مفادات اور بھیڑ چال کو بالائے طاق رکھتے ہوئے فہم و ادراک سے اختیارات کی نچلی سطح تک منتقلی کے انتخابات "بلدیاتی الیکشن" میں اپنے نمائندوں کا چناؤ کرنا ہے کیونکہ انہیں اپنے بنیادی مسائل کے حل کیلئے انہی عوامی نمائندوں سے رجوع کرنا پڑے گا۔ بصورتِ دیگر عام آدمی حسبِ سابق ارکان صوبائی و قومی اسمبلی کی اکثریت کی طرح بلدیاتی نمائندوں کی بے اعتنائی کا بھی شکار ہوگا۔

دسمبر اب بھی لہو لہو ہے!

سولہ دسمبر 2014ء کے خون آشام دن نے سقوط ڈھاکہ جیسے جگر کو چھلنی کر دینے والے واقعے کا غم بھی پس پشت ڈالنے پر مجبور کر دیا، یہ وہ دن تھا جسے پاکستان کا ہر محب الوطن ، انسانیت سے ہمدردی رکھنے والا شخص چاہ کر بھی کسی طور بھلا نہیں سکتا، ہاتھوں میں قلم اٹھائے، بستے کمر سے لگائے، مستقبل کے سہانے خواب آنکھوں میں سجائے ننھے پھول روٹین کی طرح مکتب عشق تشنگی مٹانے کیلئے گئے اور پھر تاریخ نے وہ دن دیکھا جس میں اپنی ماؤں سے ماتھوں پر بوسہ لینے والوں نے انسانی روپ میں چھپے درندے، بھیڑیوں کی گولیوں کو اپنے ماتھے کا جھومر بنایا، یہ ننھے پھول اپنی تشنہ لبی ساتھ لئے اپنے خون سے گلشن کی آبیاری کرتے چلے گئے، شاید شاعر نے انہی ننھے شہداء کیلئے لکھا تھا کہ

خون دل دے کے نکھاریں گے رخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

130 سے زائد شہید ہونے والے نونہالان وطن نے آج میں رہنے والوں کے کل کو محفوظ بنانے کیلئے قوم پر وہ احسان کیا جس کا بدلہ ہم رہتی دنیا تک دے نہیں سکتے، خاک آلودہ، خون میں لتھڑی لاشوں کو دیکھ کر فلک شگاف چیخیں اور شہر

خموشاں کی خاموشی کو چیرتی ہوئی سسکیاں آج بھی کانوں سے ٹکرا رہی ہیں اور وطن عزیز کے ہر شہری سے مطالبہ کر رہی ہیں کہ اپنی بے حسی کی روایت کو قائم نہ رکھنا۔ ہمیں اور ہماری قربانیوں کو بھول مت جانا، سولہ دسمبر 2014ء کے دن بجھنے والے چراغوں نے پورے ملک کو سوگوار کر دیا اور ایسا زخم دیا جو شاید ہی قیامت تک بھر سکے، پشاور کے آرمی پبلک سکول میں پڑھنے والے ان ننھے پھولوں نے ظالموں اور دہشتگردوں کے خلاف ایک بے ہنگم ہجوم کو قوم کی شکل میں تبدیل کر دیا اور احسان پر احسان کرتے چلے گئے، قارئین کو یاد ہوگا کہ سانحہ اے پی ایس کے بعد پاکستانی قوم میں مثالی یکجہتی دیکھنے میں آئی تھی لیکن ہماری بد قسمتی کہ ہم اس یکجہتی کو برقرار نہ رکھ سکے، ہم ایک بار پھر بھول گئے کہ یہ بکھراؤ اور ایک دوسرے سے الگ رہنا ہی سانحہ پشاور جیسے واقعات کو جنم دیتا ہے اور دشمنوں کو موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ ہماری عدم توجہی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے مذموم مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں، اسی عدم توجہی و بے اعتنائی پر سانحہ اے پی ایس کے ایک ماہ بعد ہی اپنی حالت دیکھتے ہوئے میں نے ایک شعر لکھا تھا کہ

اگر غیرت ہے کچھ باقی تو آنکھیں کھول لو اپنی
وگرنہ روز ایسا اِک یہاں پر سانحہ ہوگا

اور مورخ نے لکھا کہ سانحہ اے پی ایس کے بعد روایتی بے حسی چشم پوشی نے

ہمیں ہولناک دہشتگردی کے مزید واقعات سے دوچار کیا، کوئی شک نہیں کہ ہم مردی پرست قوم بنتے جا رہے ہیں اور ہر نئے ہونے والے سانحے کے بعد ایک نیا عہد کرتے ہیں اور چند ہی دنوں میں اسے بھلا دیتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستانی قوم کی جرات اور بہادری کی مثالوں سے تاریخ بھری پڑی ہے لیکن ایسی جرات و بہادری کا کوئی فائدہ نہیں جس میں ہم بحثیت قوم کردار ادا نہ کر سکیں، ہماری ذہنی حالت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہم ظالموں کو ووٹ دے کر کرسی اقتدار پر بٹھاتے ہیں اور انصاف فوج سے طلب کرتے ہیں، ہمیں اس روش کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے اور ہمارے پاس بہترین موقع ہے، سانحہ اے پی ایس کو ایک سال مکمل ہو چکا ہے اور قوم کا دہشتگردی کے خلاف جذبہ اور شہدائے اے پی ایس کا غم اپنے عروج پر ہے تو کیا ہی اچھا ہو کہ ہم اپنے اس جذبے اور غم کو ایک مشن میں تبدیل کر دیں اور اسی پر چلتے رہیں، سیکیورٹی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں اور پاکستان آرمی سے تعاون کریں اور اپنی صفوں سے کالی بھیڑوں کو نکال باہر کریں، دہشت گردی کیخلاف ہم سب اپنا انفرادی فرض نبھاتے ہوئے ایک تاریخی کردار ادا کر سکتے ہیں، ہمیں ان بچوں سے سیکھنے کی ضرورت ہے جو اپنے ساتھیوں کی قربانیوں کے بعد بھی دشمن کے بچوں کو پڑھانے اور تعلیم سے ان کی سوچ اور ذہن کو تبدیل کرنے کی باتیں کر رہے ہیں، ہمیں پاک فوج کے ان نوجوانوں سے سیکھنے کی ضرورت ہے جو اپنے عزیز و اقارب سے میلوں دور ہماری نیند، سکون کی خاطر سینے پر گولیاں کھا

رہے ہیں، ہمیں سیاچن کی جان لیوا، جسم کو گلا سڑا دینے والی سردی میں ہمارا مستقبل بچانے والے خدائی فوجداروں سے سیکھنے کی ضرورت ہے، ہمیں ضرورت ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم تمام شہداء کے خون کو ضائع نہ ہونے دیں، ایک قوم بنیں، آگے بڑھیں اور دہشتگردی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔

سانحہ اے پی ایس میں شہداء کی قربانیوں کو تا دیر زندہ رکھنے کیلئے وزیر اعظم میاں نواز شریف کی طرف سے خراج تحسین پیش کرنے کی ایک عمدہ مثال دیکھنے میں آئی ہے کہ وزیر اعظم نواز شریف نے اسلام آباد میں قائم 122 سے زائد سکولوں اور کالجوں کے ناموں کو سانحہ اے پی ایس میں شہید ہونے والوں بچوں کے ناموں پر رکھنے کی منظوری دے دی ہے اور دلچسپ بات یہ کہ سکولوں کا نام شہداء کے ناموں پر رکھنے کی ابتداء تحریک انصاف کی صوبائی حکومت کی جانب سے کی گئی تھی اور وزیر اعظم کی جانب سے ننھے پھولوں کی قربانی کو دیر تک یاد رکھنے اور ان کے قرض کو ادا کرنے میں اسی طرح کی یہ کاوش بہترین ثابت ہو سکتی ہے، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہم متاثرین اے پی ایس کی قربانیوں کو کسی صورت لوٹا نہیں سکتے لیکن ان بچوں کے لواحقین کے غموں کا کسی حد تک مداوا کرنے کی کوشش ضرور کر سکتے ہیں، اسی سلسلے میں ایک اور خوش آئند بات یہ دیکھنے میں آئی کہ آرمی پبلک سکول حملہ کے بعد 147 متاثرہ خاندانوں کے 471 افراد کو عمرہ کروایا گیا، 22 خاندانوں کے بچوں کو مفت

تعلیم دی جا رہی ہے، 77 بچوں کو کیڈٹ کالجز میں، 10 بچوں کو میڈیکل کالج میں داخلے دیے گئے، بچوں کو بیرون ملک علاج کی سہولیات دی گئیں، بڑی تعداد میں بچوں کو انٹرنیشنل دورہ کرایا گیا، خیبر پختونخواہ کی صوبائی حکومت بھی اس معاملے میں پیچھے نہیں رہی اور صوبائی حکومت کی طرف سے 286 ملین روپے متاثرین کی داد رسی کو دیے گئے، 2 ٹیچرز کو ستارہ امتیاز سے نوازا گیا' 142 سویلین شہداء کو فی کس 6 لاکھ اور ستارہ شجاعت دیے گئے، زخمیوں کو 4 لاکھ پر پرسن کے حساب سے 29.2 ملین دیے گئے، 101 سکولوں کو بچوں کے نام سے موسوم کر دیا گیا، مزید 21 سکولوں کے نام بچوں کے ناموں پر رکھے جا رہے ہیں، پاکستان آرمی کی جانب سے آرمی پبلک سکولز میں مختلف تقریبات کا انعقاد اور بچوں کے مورال کو بلند رکھنے میں کلیدی کردار ادا کر رہی ہے، آئی ایس پی آر کی جانب سے ریلیز کیا گیا نغمہ ''مجھے دشمن کے بچوں کو پڑھانا ہے'' نے بچوں سمیت بڑوں اور بوڑھوں میں بھی ایک نئی روح پھونک دی ہے اور پاک فوج اس ضمن میں دشمن کے بچوں کی سوچ، ان کا مستقبل بدل دینے کا ایک ایسا ڈاکٹرائن سامنے لائی ہے جسے کسی صورت مات نہیں دی جا سکتی کیونکہ علم ایک روشنی ہے اور روشنی کو پھیلنے سے روکا نہیں جا سکتا،، سانحہ اے پی ایس کی یاد میں اپنے ایک قطعہ پر اختتام کروں گا کہ

!دسمبر اب بھی لہو لہو ہے

فلک سے آنسو ٹپک رہے ہیں

فرشتے بچوں کی پیشوائی
کی خاطر اظفر لپک رہے ہیں

عالمی ماحولیاتی تبدیلیاں۔۔تدارک۔۔مگر کیسے؟

اس وقت پوری دنیا میں تیزی سے بڑھتی ہوئی ماحولیاتی تبدیلیاں ایک ایسا چیلنج بنی ہوئی ہیں جس سے نمٹنے کیلئے تمام عالمی ماہرین موسمیات و ماحولیات سر جوڑ کر بیٹھ گئے ہیں، ہمیں اپنی روز مرہ زندگی میں یہ ماحولیاتی تبدیلیاں آسانی کے ساتھ اس لئے نظر نہیں آتی کیونکہ ان کے وقع پذیر ہونے کا عمل عام آنکھ سے پوشیدہ ہوتا ہے، عام آدمی کو ہمیشہ اس بات کو سمجھنے میں تجسس رہا ہے کہ آخر وہ کون سی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے ماحول میں تیزی سے تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں ؟

دنیا بھر کے رہنماؤں نے اس سلسلے میں ایک عالمی معاہدے پر غور و فکر شروع کیا ہوا ہے،آخر وہ کیا وجوہات ہیں جس سے دنیا کا ماحول تبدیل ہو رہا ہے ؟ قارئین کرام ! پچھلے سو برسوں میں زمین کی سطح کے درجہ حرارت میں 0.85 درجہ سیلسیئس کا اضافہ ہوا ہے۔ ریکارڈ شدہ برسوں میں سے 13 گرم ترین برس 21ویں صدی میں تھے، جب کہ 2015 بھی گرم ترین سالوں میں سے ایک ہے، ایسا کیوں ہو رہا ہے؟سائنس دانوں کا خیال ہے کہ کارخانوں اور زراعت سے ہونے والے گیسوں کے اخراج کی وجہ سے قدرتی گرین ہاؤس عمل میں اضافہ ہو رہا ہے' اس عمل میں زمین کا کرہ ہوائی سورج سے آنے والی توانائی کو قید کرکے اسے باہر نکلنے نہیں

دیتا' انسانی سرگرمیاں جیسا کہ کوئلے، تیل اور گیس کو ایندھن کے طور پر جلانے کے نتیجے میں مرکزی گرین ہاؤس گیس کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے جو عالمی درجہ حرارت میں اضافے کا سبب بنتی ہے' اس کے علاوہ جنگلات کو بھی کاٹا جا رہا ہے جو کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرنے کا سبب بنتے ہیں' ماحول میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی آمیزش گذشتہ آٹھ لاکھ سال میں سب سے زیادہ ہے اور گزشتہ برس مئی میں یہ ریکارڈ سطح پر پہنچ گئی تھی' بلند درہ حرارت، شدید موسمی حالات اور سمندروں کی بڑھتی ہوئی سطح، سب کا تعلق گرم ہوتے ہوئے ماحول سے ہے، اور اس سے دنیا بھر پر سنگین اثرات مرتب ہو سکتے ہیں' سنہ 1900ء سے دنیا بھر میں سطح سمندر اوسطاً 19 سنٹی میٹر اونچی ہوئی ہے' حالیہ دہائیوں میں اس سطح میں اضافے کی شرح بھی بڑھی ہے جس کی وجہ سے کئی جزائر اور نشیبی علاقوں کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے' قطبین پر برفانی تہوں کا پگھلاؤ بھی اس اضافے کی اہم وجوہات میں شامل ہے' بڑھتے ہوئے درجہ حرارت کی وجہ سے قطبی سمندر بھی سکڑ رہا ہے، تاہم اس کا سمندر کی چڑھتی ہوئی سطح پر زیادہ اثر نہیں ہوتا' 1980 کے مقابلے میں سمندری برف کا برطانیہ سے دس گنا بڑا رقبہ ختم ہو چکا ہے' مختصر یہ ہے جس طرح دنیا ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ترقی کرتی جا رہی اسی طرح عالمی ماحول حیرت انگیز انداز میں تبدیل ہوتا جا رہا ہے' پاکستان کی خوش قسمتی یہ ہے کہ وہ عالمی ماحول کی تبدیلی میں تقریباً نہ ہونے کے برابر کردار ادا کر رہا ہے لیکن بد قسمتی یہ کہ

عالمی ماحول میں ہونے والی تبدیلیوں سے جن ممالک پر سب سے زیادہ اثرات مرتب ہوں گے ان میں پاکستان بھی شامل ہے۔

ایک طرف پاکستان میں حکومت پنجاب کی طرف سے میٹرو ٹرین ٹرین منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے تقریبا 71000 ہزار درختوں کو کاٹا جا رہا ہے جبکہ دوسری پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان کی ذاتی کاوشوں کے طفیل خیبر پختونخواہ حکومت نے صوبے میں بڑھتی ہوئی ماحولیاتی تبدیلیوں کو روکنے کیلئے ایک انقلابی One Billion Tree Tsunami پروگرام شروع کیا ہے جس کے تحت ایک ارب سے زائد درخت اگائے جائیں گے ' اسی سلسلے میں پاکستان میں ماحولیات، پائیداری، خود ارادیت اور انسانی حقوق پر کام کرنے والی ایک جرمن تنظیم ہنری بول فاؤنڈیشن کی There in no Planet B کے عنوان سے صحافیوں کو خیبر پختونخواہ کے طرف سے One Billion Tree Tsunami صوبے کے معائنے کا اہتمام کیا گیا جس حکومت کے میں پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا سے وابستہ صحافیوں کو خیبر پختونخواہ کے ضلع ہری پور اور نواحی علاقہ جات کا تفصیلی دورہ کروایا گیا جس میں وہاں کی لوکل کمیونٹی کے ساتھ ساتھ حکومت کے متذکرہ بالا منصوبے پر سیر حاصل KP محکمہ جنگلات کے افسران کے ساتھ گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ ہنری بول فاؤنڈیشن کے اس پروگرام کی کوآرڈی نیٹر مومی سلیم نے صحافیوں کو معائنہ جاتی وزٹ کے اغراض و مقاص سے آگاہ کیا اور پروگرام کے تفصیل پر بریفنگ دی

ہری پور میں محکمہ جنگلات کے ڈسٹرکٹ فاریسٹ آفیسر رئیس خان کے پی حکومت کے ون بلین ٹری سونامی پروگرام پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہم نے مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر اس پروگرام کی کامیابی کیلئے جو اقدامات اٹھائے اس میں ہمیں خاطر خواہ کامیابی ہوئی اور اس سلسلے میں ہم نے لوگوں کو مختلف اقسام کے لاکھوں پودے بغیر کسی معاوضے کے فراہم کئے، محکمہ جنگلات کے افسران کے مطابق ون بلین ٹری سونامی پروگرام کے تحت اب تک 12 کروڑ پودے صوبے کے مختلف علاقوں میں لگائے جا چکے ہیں اور سال 2017 تک 30 کروڑ پودے لگائے جائیں گے۔

محکمہ جنگلات کے افسران سے .بریفنگ لینے کے بعد صحافیوں نے دیئے گئے اعداد و شمار کی تصدیق کیلئے مختلف علاقوں کا دورہ کیا جس میں مقامی لوگوں سے .ملاقاتیں کیں اور وہاں بنائی جانے والی مختلف نرسریوں کا معائنہ کیا' سب سے زیادہ خوش آئند بات جو دیکھنے میں آئی تھی وہ یہ تھی کہ مقامی لوگ اپنے ماحول کے بچانے کیلئے انتہائی پرجوش نظر آئے' ہری پور کے مقامی لوگوں کی طرف سے رضاکارنہ طور پر لاکھوں پودے لگائے گئے جنہیں موقع پر جا کر دیکھا جا سکتا ہے،ایک اور حیرت انگیز بات یہ دیکھنے میں آئی کہ کے پی حکومت جہاں جہاں ون بلین ٹری سونامی پروگرام کے تحت پودے لگا رہی ہے ان پوائنٹس درج کرتی جا رہی ہے تاکہ کوئی بھی GPS جگہوں تک باآسانی رسائی کیلئے شخص یا ادارہ ان علاقوں کے بارے میں آسانی سے معلومات حاصل کر سکے اور انہیں تلاش

سکے' حکومت خیبر پختونخواہ نے اپنے اس پروگرام کو کامیاب کرنے کیلئے ایک مخصوص رقبے پر موجود پودوں کی حفاظت کیلئے مقامی لوگوں میں سے ہی چوکیداروں کا انتخاب کیا اور انہیں معقول ماہانہ معاوضے پر کام کیلئے آمادہ کیا جس کی مدد سے جنگلات سے لکڑی کاٹنے اور چوری کی وارداتوں کو روکنے میں کافی مدد ملی اور ٹمبر مافیا کو سخت سزائیں دینے کی وجہ سے جنگلات کے کٹاؤ میں حد درجہ کمی دیکھنے میں آئی' کے پی حکومت کے وسیع پیانے پر شروع کئے گئے اس پروگرام میں جہاں انتہائی مثبت چیزیں دیکھنے کو ملیں وہیں کچھ مسائل بھی لوگوں کی طرف اُجاگر کئے گئے جس میں حکومت کی جانب سے مقرر کئے جانے والے محافظوں کو معاوضے کی عدم ادائیگی اور تاخیر کا مسئلہ سرفہرست ہے' اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا جہاں بڑے پیانے پر کوئی کام شروع کیا جائے وہاں اس طرح کے چھوٹے چھوٹے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے'ہری پور کے علاقہ منگ میں گرین منگ پروگرام کے حوالے سے ایک شہری نے گفتگو میں بتایا کہ ہمارے ساتھ حکومت مکمل تعاون کر رہی ہے اور جب ہمیں پودوں کی ضرورت ہوتی ہے ہم متعلقہ ادارے کے افسران کو اس سلسلے میں تحریری طور پر آگاہ کر دیتے ہیں جس کے بعد ہمیں بلا معاوضہ پودے فراہم کر دیئے جاتے ہیں' ہری پور میں اس معائنہ جاتی دورے کے دوران نکا پا نرسری اور کروالا میں اسی منصوبے کے تحت لاکھوں پودوں کا بھی معائنہ کیا گیا جنہیں ڈیمانڈ کے مطابق مزید مختلف علاقوں میں ابھی لگایا جانا تھا' ایک اور قابل ذکر بات یہ کہ کے پی حکومت

نے اس سلسلے میں لوگوں میں بنیادی شعور بیدار کرکے انہیں اس کام کیلئے آمادہ کیا اور انہیں مختلف سطح پر بریفنگ دی گئی کہ کس طرح جنگلات سے کاٹی جانے والی لکڑی اور درختوں کا کٹاؤ قدرتی توازن کو تباہ کر رہا ہے' لوگوں میں یہ سمجھ بوجھ دیکھنے میں آئی کہ اگر وہ آج اپنے علاقوں کو سرسبز و شاداب کرنے میں ناکام رہے تو زمین کے ساتھ ساتھ ان کی آنے والی نسلیں بھی بنجر ہو جائیں گی' ہنری بول فاؤنڈیشن کے اس بہترین معائنہ جاتی پروگرام کے بارے میں تفصیل لکھنے بیٹھوں تو شاید کئی دن درکار ہوں گے' پروگرام کا بنیادی مقصد پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کے صحافیوں کو ون بلین ٹری سونامی پروگرام کے حقائق سے آگاہ کروانا تھا جس میں ہنری بول فاؤنڈیشن کے نمائندوں' محکمہ جنگلات کے افسران' مقامی لوگوں کی بھرپور معاونت شامل تھی' اگر اسی طرح کامیابی کے ساتھ ون بلین ٹری سونامی پروگرام جاری رہا تو جلد ہی صوبہ خیبر پختونخواہ کو سرسبز و شاداب بنایا جا سکتا ہے اور وطن عزیز کے ماحول میں بڑی مثبت تبدیلیاں وقوع پذیر ہو سکتی ہیں' کے پی حکومت کی طرح دیگر صوبائی حکومتوں کو بھی چاہئے کہ وہ اس طرح کے ماحول دوست پروگرام شروع کریں تاکہ آنے والی نسلوں کا مستقبل سرسبز و شاداب ہو'ماحولیاتی تبدیلی کے مسائل کا حل ہم سب کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔

سندھ میں تعلیم کی مخدوش صورتحال اور حکومتی ترجیحات

اگرچہ پانامہ لیکس کے ہنگامے کے بعد اس وقت ملک میں سیاسی بھونچال اپنے عروج پر ہے لیکن ایسے حالات میں مملکت کے دیگر مسائل کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، اس وقت بھی وفاقی حکومت کے ساتھ ساتھ صوبائی حکومتیں اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کیلئے ہمیشہ کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ محاذ آرائی میں مصروف ہیں جبکہ ملک بھر میں ہمارے بنیادی مسائل بدرجہ اتم موجود ہیں اور ان میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے، گزشتہ دنوں مجھے سندھ کے دورے کے دوران سندھ میں عوامی مسائل کا نزدیک سے مشاہدہ کرنے کا موقع ملا جس میں تعلیمی زبوں حالی سرفہرست رہی، اس وقت سندھ کے تعلیمی معیار کا موازنہ اگر دوسرے صوبوں سے کیا جائے تو حالات انتہائی گھمبیر نظر آئیں گے، سندھ میں بچوں کے سکولوں میں داخلے اور پڑھنے پڑھانے کی شرح دوسرے صوبوں کے مقابلے میں سب سے کم نمبر پر ہے، پاکستان پیپلز پارٹی سے تعلق رکھنے والے وزیر اعلیٰ سندھ سائیں قائم علی شاہ کی صوبے کے انتظامی امور میں عدم دلچسپی مسائل کو مزید بڑھوتری کی جانب لیکر جارہی ہے، ناقص تعلیمی حکمت عملی کے سبب سندھی عوام کے عالمی تعلیمی معیار سے مقابلہ تو درکنار سندھی عوام پنجاب کے تعلیمی معیار سے بھی بہت پیچھے نظر آرہی ہے' حکمرانوں کے بلند و بانگ دعووں کے برعکس محکمہ تعلیم میں بڑھتی ہوئی کرپشن،

غیر مستحکم تعلیمی پالیسیاں اور وسائل مہیا نہ کئے جانے کی وجہ سے وہ دن دور نہیں جو پورے سندھ کو نہ ختم ہونے والے جہالت کے اندھیروں میں دھکیل دے گا۔ اندرون سندھ کے حالات ایسے ہیں کہ جیسے جدید ترقی یافتہ دنیا سے شاید ہی اس خطے کا کبھی رابطہ رہا ہو، تعلیمی مسائل کے ساتھ صحت کے دن بدن بڑھتے ہوئے اژدھے نے عوام کو نگلنا شروع کر دیا ہے۔

تعلیمی زبوں حالی سے نمٹنے کیلئے سندھ کے شہری و دیہی علاقوں میں تعلیم، صحت و دیگر شعبوں میں کام کرنے والی سماجی تنظیموں کا اہم کردار بھی دیکھنے میں آیا جو بارش کے پہلے قطرے کا کام سرانجام دے رہی ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کام جو حکومت کو ترجیحی بنیادوں پر کرنے چاہئیں ان سے روگردانی کس لئے کی جا رہی ہے اور کیا یہ فریضہ صرف سماجی تنظیموں کا ہی ہے کہ وہ حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کراتی رہیں اور ان مسائل پر کام کرتی رہیں، افسوس کا مقام یہ ہے کہ نونہالان وطن سے ان کے بنیادی حقوق سلب کرکے ان کے مستقبل کو تاریک کرنے کے باقاعدہ منصوبے پر کام ہوتا دکھائی دے رہا ہے اور اس میں کوئی بیرونی ہاتھ نہیں بلکہ سب اندرونی ہاتھ ہی ملوث ہیں اور اُلٹا عالمی سماجی تنظیمیں تعلیم جیسے فریضے کو طلبہ و طالبات تک بہم پہنچانے میں اہم کردار کر رہی ہیں جو ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے، یہاں میں سندھ کے تعلیمی معیار کو بہتر کرنے کیلئے USAID کے سندھ ریڈنگ پروگرام

کا ذکر نہ کروں تو یہ زیادتی ہوگی ۔ یوں تو امریکی پالیسیوں سے مجھے لاکھ اختلافات ہیں لیکن جو کام مثبت انداز میں کیا جا رہا ہے اسے سراہا جانا چاہئے ۔ USAID پروگرام اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں سندھ کے مختلف شہروں سکھر، لاڑکانہ، قمبر شہداد کوٹ، خیرپور، دادو، جامشورو، جیکب آباد اور کراچی، یعنی، لیاری، اورنگی، گڈاپ، کیماڑی اور بن قاسم کے پانچ شہروں سمیت سات اضلاع میں کام کیا جا رہا ہے' سندھ ریڈنگ پروگرام (SRP) میں ابتدائی جماعتوں کو پڑھانے والے اساتذہ کی مہارت کو بہتر بنانا، غریب و نادار طالبعلموں کی معیاری تعلیم تک آسان رسائی، وسائل کی فراہمی اور سکولوں سے باہر موجود بچوں کی ابتدائی خواندگی کی شرح کو بہتر بنانا جیسے مقاصد شامل ہیں اور ان کیلئے یو ایس ایڈ کی جانب سے جامع پلان مرتب کیا گیا ہے جو عملی طور پر کامیاب ہوتا نظر آ رہا ہے، حکومت سندھ اپنے تعلیمی بحران پر قابو پانے کیلئے اس پلان سے مدد لے سکتی ہے 'سندھ ریڈنگ پروگرام کے سلسلے کی ہی ایک کڑی صوبہ بھر میں جدید لائبریریوں کے جال کی صورت میں دیکھنے میں آئی، خاص طور پر کراچی کے لیاری جیسے پر آشوب علاقے میں جہاں امن و امان کی صورتحال سال کے 12 مہینوں میں خراب رہتی ہے وہاں ایک لائبریری کے وزٹ میں چند بچوں سے گفتگو کے بعد خوشگوار حیرت اس وقت ہوئی جب انہوں نے کہا کہ یہاں گولیاں چلتی تھیں لیکن اب ایسا نہیں ہوگا کیونکہ ہم پڑھ لکھ کر یہ سب ٹھیک کر دیں گے' مقامی کمیونٹی کا مطالبہ تھا کہ حکومت سندھ اس طرز کی

تعلیمی اصلاحات کی طرف توجہ دے تاکہ تعلیمی معیار بلند ہوسکے اور میرے خیال میں عوام کا یہ مطالبہ ایک سو فیصد جائز ہے کہ انہیں ایک ایسا تعلیمی ماحول فراہم کیا جائے جس میں ان کے بچے بغیر نسلی امتیاز کے اعلیٰ تعلیم حاص کر سکیں۔

صد افسوس کہ پی پی حکومت بھی سندھ میں پنجاب حکومت کی تقلید کرتی نظر آرہی ہے اور لوڈ شیڈنگ، بے روزگاری، مہنگائی، تعلیمی زبوں حالی جیسے بنیادی عوامی مسائل کی بجائے صرف سڑکوں اور گرین لائن منصوبوں پر ہی زور دے رہی ہے گویا حکومت کی ترجیحات صرف وہی کام ہیں جو دکھاوے پر مبنی ہیں اور اگر یہی صورتحال جاری رہی تو ہم اپنی تعلیم جیسی میراث سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے، جامع، مثبت اور ٹھوس پالیسیوں سے تمام مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے اور سندھ کے تعلیمی نظام کو بہتر کرنے کیلئے ضروری ہے کہ موجودہ حکومت سنجیدگی سے اس مسئلے کے حل میں دلچسپی لے اور اپنی صفوں میں موجود کالی بھیڑوں کو تلاش کرکے ان کا قلعہ قمعہ کرے جو تعلیم کے بجٹ کو ذاتی تجوریاں بھرنے میں استعمال کرتے ہوئے ملک کے مستقبل کے ساتھ کھیلنے میں مصروف ہیں، سندھی حکومت کو اپنی گڑیا آپ سنوارنی پڑے گی، آخر میں نوجوان شاعر بہنام احمد کا شعر کہ۔

صبح خیزی کو شب ضروری ہے

کاش ہم لوگ یہ سمجھ سکتے

مشکوک پاکستان

پانامہ پیپرز کا معاملہ ابھی ختم نہیں ہوا' ملا منصور مارا گیا' پاکستانی حکومت نے تصدیق نہیں کی۔ امریکہ سے تصدیق آ گئی' طالبان نے جنازہ پڑھا دیا۔ لاش کی تدفین کر دی گئی' نیا امیر مقرر ہوا مگر پاکستانی حکومت ڈی این اے ٹیسٹ میں لگی رہی۔ 3 دن گزر گئے مگر تصدیق نہ ہوئی کہ مرنے والا تحریک طالبان کا امیر ملا منصور اختر تھا یا کوئی اور 'قربان جایئے اس سادگی پر' کیا باخبر حکومت ہے۔ہمیشہ کی طرح اس سیزن میں ملک کی پوری دنیا میں جگ ہنسائی جاری ہے' پرانے معاملات پر طفلانہ حرکتوں کا خمیازہ بھگت رہے تھے کہ اچانک قوم پر شناختی کارڈز کی دوبارہ تصدیق کا ایٹم بم چلا دیا گیا' رہی سہی کسر پوری ہو گئی۔ میڈیا صبح ، دوپہر ،شام طویل عرصے سے کرپشن کرپشن چیختا رہا مگر کسی کے کانوں پر جوں نہ رینگی۔ ہر سرکاری ادارے کی طرح نیشنل ڈیٹا بیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی (نادرا) میں بھی کرپشن کہانیاں منظر عام پر آئیں لیکن وہ پاکستانی ہی کیا جو اس پر کان دھر لیں۔ کسی کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ کم از کم نادرا میں ہونے والی کرپشن پاکستان کیہر شہری کو لے ڈوبے گی۔ مزید باتیں کرنے سے پہلے ذرا نادرا سے متعلقہ ''کارستانیوں'' پر تھوڑی سی روشنی ڈال دوں۔ چوہدری نثار جب سے وزیر داخلہ بنے نادرا میں مثبت تبدیلیاں بھی دیکھنے میں آئیں' پچھلے اڑھائی' تین

برسوں میں ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ جعلی شناختی کارڈز بلاک کئے گئے، موبائل سموں اور وائرلیس فونز سمیت وائرلیس انٹرنیٹ ڈیوائسز کی بائیو میٹرک تصدیق ہوئی جو خوش آئند بات ہے۔ لیکن مسائل ختم نہیں ہوئے بلکہ زور پکڑتے گئے۔ احتساب کا ڈھنڈورا پیٹا گیا، اثر کچھ نہیں ہوا۔ ستمبر 2015ء کی بات ہے نادرا میں کرپشن کی وجہ سے معطل ہونے والے ایک افسر کو کاغذائی کارروائی پوری کرکے پھر نادرا سینٹر کا انچارج لگا دیا گیا۔ کچھ عرصہ قبل ایک اور واقعے میں وفاقی انٹی کرپشن کورٹ میں غیر ملکیوں کو شناختی کارڈ دینے کے مقدمے کی سماعت ہوئی' رپورٹ میں بتایا گیا کہ نادرا افسران سنتوش کمار، محمد علی اور محمد سبحان نے 2014 سے 2016 کے درمیان بنگلہ دیشی اور افغانی باشندوں کو لاکھوں روپے کے عوض جعلی شناختی کارڈ بنا کر دیئے۔ مگر کیا کہنے، اداروں کی کرپشن کی دوڑ میں کوئی پیچھے کیوں رہتا۔۔ خیر عدالت نے لاکھوں کے عوض بنگلہ دیشی و افغان باشندوں کو شناختی کارڈز بنا کر دینے والے نادرا افسران کو 50 ہزار کے مچلکے جمع کروانے کے بعد رہا کر دیا' اسی مقدمے میں نادرا کے دیگر 8 افسران عدالتی ریمانڈ پر جیل میں رہے لیکن ان کا کیا بنا معلوم نہیں۔ ماہ اگست 2015ء میں وزارت داخلہ نے نادرا کے 9 ڈائریکٹرز سمیت 40 سے زائد افسران کو بدعنوانی میں ملوث ہونے کے نتیجے میں برطرف کر دیا جرائم میں ملوث نادرا افسران کے خلاف آپریشن کلین اپ میں اعلیٰ افسران کرپشن میں بھی ملوث پائے گئے۔ چوہدری نثار جب سے وزیر داخلہ بنے اس وقت سے لیکر اب تک تقریباً 16

ڈائریکٹر جنرلز' سینکڑوں افسران و ملازمین کو برطرف کیا گیا۔ امید کی کچھ کرنیں نظر آئیں اور وزیر داخلہ کی دور اندیشی کام کر گئی۔

چند روز قبل ایک کارروائی میں ملا منصور بلوچستان کے علاقے میں مارا گیا' یہ کارروائی امریکہ نے کی تھی جس میں افغان طالبان کا امیر ملا منصور مارا گیا' ملا منصور اس وقت ولی محمد کے روپ میں تھا اور اس کے پاس شناختی کارڈ بھی تھا۔ نادرا کی کرپشن کام کر گئی اور اہم طالبان رہنما کو شناختی کارڈ مل گیا وہ بھی نئے نام سے۔ زیادہ وقت نہیں گزرا ٹھیک دو روز بعد بلوچستان سے ہی افغان انٹیلی جنس ادارے نیشنل ڈائریکٹوریٹ آف سیکورٹی (این ڈی ایس) کے 6 ایجنٹ گرفتار کر لئے گئے اور ان کے اعترافی بیان وڈیو کی صورت میں عوام کے سامنے لائے گئے۔ گرفتار ہونے والے ایجنٹس کے اعترافی بیان کے مطابق نادرا کے اہلکاروں نے انہیں 40 سے 50 ہزار روپے فی کس میں شناختی کارڈز بنوا کر دیئے۔ افغان مہاجرین کی آڑ میں پاکستان میں بدامنی پھیلانے والے ایجنٹس کے سامنے آتے ہی وزیر داخلہ نے اہم فیصلے کر لئے۔ اس حد تک تو ٹھیک تھا کہ چوہدری نثار افغان مہاجرین معاملے کے حل میں کوئی لائن آف ایکشن اختیار کرتے اور اس پر عملدرآمد کروا لیتے لیکن چوہدری نثار جلد بازی کر گئے۔ یکے بعد دیگرے کئی پریس کانفرنسیں کر ڈالیں اور نادرا کا تمام کچا چٹھا کھول کر پوری دنیا کے سامنے رکھ دیا' اسی پر بس نہیں بلکہ وہ ادارے

میں کرپشن کی تمام تفصیلات بھی منظر عام پر لے آئے' ایک بار پھر اس ملک کی جگ ہنسائی ہوئی جس کا ایک عام آدمی، چپڑاسی سے لے کر وزیر اعظم تک کرپٹ ہے لیکن کسی کو اثر نہ ہوا' ہوتا بھی کیسے پانامہ' پانامہ کا کھیل جو کھیلا جا رہا ہے۔ افسوس کے تمام تر دو نمبریوں کی طرح ہم بے غیرتی میں بھی اپنی مثال آپ ہیں۔ ذاتیات پر حملے، قوم کو بیوقوف بنانا اور مملکت کو ''بنانا ریپبلک'' بنا دینا بلا شبہ ہمارا ہی خاصہ ہے' سیاستدانوں کی بے شرمی اور ڈھٹائی کے بارے میں لکھنے کو الفاظ نہیں ملتے۔ الامان' الحفیظ۔

کوئی شک نہیں (ہو بھی کیسے سکتا ہے؟) وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار کی قابلیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ چوہدری نثار علی خان موجودہ حکومت میں وہ واحد آدمی ہیں جو ہر معاملے کو ہینڈل کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ موجودہ حکومت جو اب تک چل رہی ہے اس میں چوہدری نثار کا بڑا عمل دخل ہے اور اس کا کریڈٹ وزیر داخلہ کی سیاسی بلوغت و دانشمندی کو جاتا ہے' لیکن مقام حیرت ہے کہ وہ علی الاعلان اپنے زیر کنٹرول ادارے کی'' کارستانیوں ''کو اتنے سیدھے انداز میں سامنے لے آئے۔ وزیر داخلہ نے احکامات جاری کر دیئے کہ ملک بھر میں جاری کردہ تمام کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈز کی از سر نو تصدیق کی جائے اور یہ اپنے تئیں واقعتاً ایک بہت بڑی خبر ہے جس کا سخت عوامی رد عمل بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ وزیر داخلہ نے دوبارہ شناختی

کارڈز کی تصدیق کا حکم دے کر گویا تمام پاکستانیوں مشکوک قرار دے دیا بلکہ پورے پاکستان کو ''مشکوک پاکستان'' قرار دے دیا۔شاید چوہدری نثار کو اس معاملے کے سنگین ہونے کا ادراک نہیں تھا، اگر تھا تو انہوں نے قوم اور مملکت کے ساتھ سنگین مذاق کیا۔ بتاتا چلوں کہ وزیر داخلہ کے شناختی کارڈز کی دوبارہ تصدیق پر بعض حلقے خوش ہیں کہ اس کے مثبت نتائج برآمد ہوں گے ۔ بات کسی حدتک ٹھیک ہے لیکن شاید کسی نے اس فیصلے کے منفی ترین نتائج پر غور نہیں کیا۔ وزیر داخلہ کے بیانات و احکامات پر غور کیا جائے تو دور رس نظر رکھنے والے سمجھ جائیں گے ۔ پوری دنیا میں پاکستانیوں کیلئے پہلے ہی بہت مسائل موجود ہیں 'ایسے میں وزیر داخلہ کے جاری کردہ احکامات سے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کیلئے کتنے سنگین مسائل پیدا ہوں گے اس کا اندازہ کرنا فی الحال مشکل نظر آتا ہے۔چوہدری نثار نے پوری قوم کے شناختی کارڈز کی دوبارہ تصدیق کے احکامات اس لئے جاری کئے کہ ان کی نظر میں اب ہر پاکستانی کا شناختی کارڈ مشکوک ہو چکا ہے اور جب شہریوں کا شناختی کارڈ اپنے ہی ملک میں مشکوک قرار دیا جائے اور اپنی ہی حکومت اپنے شہریوں کی تصدیق کرنے لگے تو غیروں سے کیا بعید؟ اگر ان احکامات کی روشنی میں دیکھا جائے تو بیرون ممالک حکومتیں پاکستانیوں کو گرفتار بھی کر سکتی ہیں اور ان کے پاس باقاعدہ جواز بھی ہوگا کیونکہ ہر پاکستانی کو باقاعدہ طور پر 'پاکستان' کی جانب سے ہی مشکوک قرار دیا جا چکا ہے۔ گرین پاسپورٹ اور ان پر لگے ویزوں کا بیڑہ غرق

ہو گیا' ہم بحیثیت قوم اور وطن مشکوک ہو چکے ہیں کیونکہ ہمیں ہماری ہی وزارت داخلہ مشکوک نظروں سے دیکھ رہی ہے۔ اوورسیز پاکستانیوں کیلئے مسائل کھڑے کرنے والے وزیر داخلہ نے شاید یہ نہیں سوچا کہ ان کا یہ فیصلہ ان کے گلے کی ہڈی بن سکتا ہے۔ عام شہری کو چھوڑیئے' وزیر داخلہ کا اپنا شناختی کارڈ اور پاسپورٹ بھی مشکوک ہو چکا ہے۔ امریکی جو اپنے ایئر پورٹس پر پاکستانی اعلیٰ حکام ' وزراء تک کے کپڑے اتروانے میں بھی تردد نہیں کرتے وہ آنے والے دنوں میں عام پاکستانیوں سے کیا سلوک کریں گے ؟ ان سوالات کا جواب کون دے گا؟ وزیر داخلہ یا کوئی اور ؟مزید تعجب کی بات وزیر داخلہ نے اس وقت کی جب انہوں نے پریس کانفرنس میں کہا کہ ولی محمد ہی ایک ایسا شخص نہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ خطرناک افراد بھی نادرا کا شناختی کارڈ بنوا چکے ہیں ' یعنی ابھی عوام کو مزید مسائل سے دوچار ہونا پڑے گا' ایک طرح سے چوہدری نثار عوام کو ڈرا بھی رہے ہیں اور غیروں کو سرزمین پاک پر مزید کارروائیوں کے اشارے بھی دے رہے ہیں' کہاں کا انصاف ہے کہ چند افراد کی غلطیوں کا خمیازہ پوری قوم کو بھگتنا پڑے' وزیر داخلہ عالمی میڈیا کے سامنے اپنے ہی کچے چھٹے کھولنے کی بجائے اور کوئی راستہ اختیار کرتے تو بہتر ہوتا۔ وہ اس فیصلے پر عمل ضرور کرتے لیکن غیر ضروری پریس کانفرنسوں سے گریز کرتے۔ چوہدری نثار جلد بازیوں میں اپنے ساتھ ساتھ کروڑوں پاکستانیوں کے پیروں پر کلہاڑی چلا چکے ہیں اور وہ بھی ''مشکوک پاکستان ''کے ''مشکوک باشندے ''ہیں۔

آخر میں پیارے دوست شعیب الطاف کا ایک خوبصورت شعر کہ

اب تماشہ بنیں گے یا تماشائی ہم لوگ
فیصلہ رونق بازار پہ رکھا جائے

شریف خاندان بمقابلہ شریف خاندان

گزشتہ کالم سے لے کر اب تک اس سوچ و بچار میں غرق تھا کہ حالات حاضرہ کے کس موضوع پر لکھوں اور کس پر نہ لکھوں کیونکہ موضوعات کی ایک لمبی فہرست ہے اور لکھنے کو بہت کچھ ہے خیر بغیر کسی تمہید کے میں سلگتے اور دہکتے موضوع کی طرف آتا ہوں جس کا آتش فشاں مستقبل قریب میں کسی بھی وقت پھٹ سکتا ہے۔ قصہ یہ ہے کے آنے والا ملکی سیاسی منظر نامہ گھمبیر ترین صورتحال اختیار کرنے جارہا ہے۔ ملک میں حکمران جماعت کے روح رواں شریف خاندان کو حالات نے آخر دو حصوں میں لاکھڑا ہی کیا۔ لب لباب کی طرف جانے سے قبل میں میاں محمد شریف کے خاندان کے اثاثہ جات پر تھوڑی سی نظر ڈالوں گا کہ شریف گروپ کی ویب سائٹ کی رپورٹ کے مطابق سال 2000ء میں 300 ملین ڈالر بزنس اور 100 ملین ڈالر ریئل اسٹیٹ ہولڈنگز شریف خاندان کے اثاثہ جات شامل تھے،جاتی عمرہ جو شریف خاندان کا سب سے بڑا اثاثہ سمجھا جاتا ہے وہ میاں محمد شریف کیخوشدامن شمیم اختر کی ملکیت میں تھا' یہ تمام اثاثہ جات 18افراد میں تقسیم ہوجاتے ہیں ان 18 افراد میں میاں محمد نواز شریف اوران کی اولاد عاصمہ، مریم، حسن، حسین' شہباز شریف اور ان کی اولاد حمزہ، سلمان، رابعہ عمران اور عباس شریف اوران کی اولاد جن میں 2 بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔ سعودی عرب میں شریف فیملی کے اثاثہ جات کی مالیت 7 بلین

تھی جس میں العزیزیہ سٹیل ملز بھی شامل تھی جو میاں محمد شریف کی وفات کے بعد فروخت کر دی گئی تھی ، وہ کمپنیاں جو میاں نواز شریف، شہباز شریف، کلثوم نواز، حمزہ شہباز کی ملکیت میں شامل ہیں درج ذیل ہیں۔

شریف فیڈ ملز، شریف ملک پروڈکٹس، شریف پولٹری فارم، چوہدری شوگر ملز، رمضان شوگر ملز، رمضان انرجی ، شریف ڈیری فارم، محمد بخش ٹیکسٹائل ملز، کلثوم ٹیکسٹائل ملز، حمزہ سپائیننگ ملز، حدیبیہ پیپر ملز، عباس اینڈ کمپنی ،مدنی ٹریڈنگ، مدینہ کنسٹرکشن کرسٹل پلاسٹک، انہار ملک، حمزہ پولٹری فیڈز ، کوالٹی چکن جبکہ خالد سراج گروپ کا، شریف فیملی کوئی تعلق نہیں خالد سراج شوگر ملز اسی گروپ کی ملکیت ہے البتہ شہباز شریف کے شیئرز اس میں شامل ہیں، کوالٹی چکن صرف شہباز شریف کی پہلی بیوی کی ملکیت ہے' شریف فیملی کے تحت شریف ٹرسٹ کے نام سے فاؤنڈیشن بھی چلائی جارہی ہے جس کے تحت شریف ایجوکیشن سٹی، شریف میڈیکل سٹی، شریف کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی وغیرہ کام کررہے ہیں۔ ان تمام کمپنیوں نے 2013ء میں صرف 7 کروڑ 26 لاکھ روپے انکم ٹیکس دیا۔ 2013 ء کے اعداد و شمار کے مطابق شریف خاندان پاکستان کا چوتھا امیر ترین خاندان ہے، 2013 ء کے Declared اثاثہ جات کے مطابق میاں محمد نواز شریف 1 ارب 89 کروڑ 22 لاکھ 87 ہزار 772 روپے کے اثاثہ جات کے مالک تھے، اسی طرح شہباز شریف 42 کروڑ 55 لاکھ 96 ہزار 478 روپے' حمزہ شہباز 26 کروڑ 28 لاکھ 3 ہزار 39 روپے

کے مالک تھے جبکہ خاندان کے دیگر افراد بھی کروڑوں روپے مالیت کے اثاثہ جات کے
مالک تھے۔2013 ء کے اعداد و شمار کے مطابق شریف خاندان کے کل
اثاثہ جات 2 ارب 58 کروڑ 68 لاکھ 7 ہزار 289 روپے کے تھے (Declared)
اثاثہ جات صرف 82 کروڑ 15 (Declared) جبکہ گزشتہ سال 2012 ء میں یہ
لاکھ 58 ہزار 454 روپے کے تھے یعنی شریف خاندان کے 2013 ء میں ایک بار پھر
اقتدار میں آنے کے بعد صرف چند ماہ کے قلیل عرصے میں شریف خاندان کی
دولت/ اثاثہ جات میں 1 ارب 75 کروڑ 91 لاکھ 28 ہزار 835 (Declared)
اضافہ ہو گیا۔ (Declared) روپے کے اثاثہ جات کا حیران کن
اثاثہ جات کے علاوہ اور کتنے اثاثہ جات/ دولت (Declared) شریف خاندان کے
ہے جنھیں قوم سے چھپایا گیا اس کا اندازہ لگانا انتہائی مشکل ہے بلکہ یوں کہوں گا کہ خود
شریف خاندان کے افراد کو صحیح طرح انداہ نہیں کہ وہ کتنی دولت کے مالک ہیں اور اس
اثاثہ جات کے علاوہ شریف Declared بات میں کوئی شک بھی نہیں کیوں کہ
خاندان اربوں روپے کی مبینہ جائیداد و دولت کا مالک ہے جس کا صحیح معنوں میں بھانڈا
اس وقت پھوٹا جب پانامہ لیکس کا بم دنیا کے سرمایہ دار طبقوں پر گرایا گیا، لندن فلیٹس
کی ہی مثال لیں جن کی موجودہ مالیت اربوں روپے ہے۔اس کے علاوہ پانامہ لیکس
میں منظر عام پر آنے والی آف شور کمپنیاں بھی اربوں ڈالر مالیت کے اثاثہ جات رکھتی
ہیں اور یہ کمپنیاں ''میاں نواز

شریف" کی فیملی کی ملکیت ہیں۔ اب اصل کہانی کی طرف آتا ہوں کہ میاں محمد نواز شریف جہاں ان ہاؤس تبدیلی اور حکومت کیلئے دن بدن بڑھتے ہوئے مسائل سے دوچار ہیں وہیں انتہائی معتبر ذرائع کے مطابق شریف خاندان کا ممکنہ شیرازہ بکھرنے کے خدشے نے انہیں دیوار سے لگا دیا ہے۔ اب تک ایک نظر آنے والا شریف خاندان اب شریف خاندان بمقابلہ شریف خاندان کی صورتحال سے دوچار ہونے والا ہے' سب کے سامنے ہے کہ وزیراعظم میاں نواز شریف لندن میں موجود ہیں اور ہسپتال سے فراغت کے بعد آرام کر رہے ہیں' حسب سابق امسال بھی وہ آخری عشرہ رمضان میں گزاریں گے لیکن یہ عشرہ ان کیلئے ماضی کے عشروں جیسا نہیں ہوگا کیونکہ انہیں خاندانی گتھیاں سلجھانے کیلئے خاصی جدوجہد کا سامنا ہوگا۔ ذرائع کے مطابق سعودی عرب قیام کے دوران نواز شریف اپنی فیملی سمیت عمرہ کریں گے اور اس کے بعد شہباز شریف ہمراہ فیملی اور چوہدری نثار کو دیگر اہم لیگی وفاقی وزراء کے ساتھ سعودی عرب بلائیں گے جہاں ان سے انتہائی اہم معاملات پر گفتگو کی جائے گی اور وزیراعظم آخری کوشش کریں گے کہ کسی طرح شریف خاندان دو حصوں میں تقسیم ہونے سے بچ جائے۔ میاں نواز شریف کے ہی قریبی ذرائع کے مطابق جو کام کوئی برسوں میں نہ کر سکا وہ پانامہ پیپرز نے کر دکھایا ہے کیوں کہ پانامہ پیپرز کے سامنے آنے کی وجہ سے شریف خاندان میں شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔ کہا جا رہا ہے کہ میاں نواز شریف کی فیملی نے میاں شہباز شریف کی فیملی کو پانامہ لیکس میں سامنے آنے والے اثاثوں کے

بارے میں پہلے کبھی نہیں بتایااور اسی وجہ سے بیگم کلثوم نواز اور بیگم نصرت شہباز میں تلخ کلامی بھی ہوئی ہے۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ پانامہ لیکس میں سامنے آنے والے اثاثہ جات کو خاندان کے تقسیم شدہ اثاثہ جات میں شامل نہیں کیا گیالہذا شہباز شریف فیملی بھی ان اثاثہ جات میں اپنا حصہ چاہتی ہے کیوں کہ لندن میں فلیٹ آف شور کمپنیوں کے ذریعے خاندان میں جائیداد تقسیم کرنے سے پہلے خریدے گئے تھے اور ان فلیٹس کی آج کل مالیت اربوں روپے میں ہے۔ شریف خاندان کی جانب سے مشترکہ کاروباری کمپنیوں کے اکاؤنٹس میں جو کروڑوں ڈالر جمع کروائے گئے تھے ان اکاؤنٹس کا ذکر بھی جائیداد کی تقسیم کے وقت نہیں کیا گیا۔ یہ بھی اطلاعات ہیں کہ شریف خاندان میں پھوٹ کی وجہ دو مرکزی کردار حمزہ شہباز اور مریم نواز ہیں۔ مریم نواز مستقبل میں والد کی جگہ وزیر اعظم بننا چاہتی تھیں اور نواز شریف کی بھی یہ خواہش تھی کہ وہ ان کی جگہ لیں اسی لئے مریم نواز کی ٹریننگ طارق فاطمی کر رہے تھے لیکن پانامہ پیپرز اور مریم نواز کے غیر ذمہ دارانہ فیصلوں نے وزیر اعظم کی امیدوں پر پانی پھیر دیااور اپنے ہاتھ سے اپنا سیاسی کیریئر تقریبا ختم کر دیا' غور طلب بات یہ ہے کہ آف شور کمپنیاں صرف مریم، حسن اور حسین کے نام پر ہیں' شریف خاندان کا کوئی اور نام ان خفیہ کمپنیوں اور اثاثوں کا مالک نہیں نہ ہی کسی کو بھنک پڑنے دی گئی تھی۔

دوسری جانب شریف خاندان میں اختلافات کا واضح عنصر تصویر کے ''تیسرے'' رخ میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ ایک طرف نواز شریف 4 سال والے فارمولے کے ناکام ہو جانے پر آرمی چیف جنرل راحیل شریف کو اب توسیع نہیں دینا چاہتے تو دوسری طرف چوہدری نثار اور شہباز شریف دونوں یہ چاہتے ہیں کسی نہ کسی طرح راحیل شریف کو کم از کم ایک سال سہی توسیع دی جائے اور اس سلسلے میں شہباز شریف و چوہدری نثار وزیر اعظم نواز شریف کی مرضی کیخلاف آرمی چیف سے ملاقات بھی کر چکے

ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) میں سے 43 سے 50 اراکین قومی اسمبلی کیساتھ جنم لینے والی ''عام عوام'' پارٹی کی باتیں بھی بے بنیاد نہیں' ان میں بھی خاصا دم خم ہے اور عین ممکن ہے کہ ان سطور کے شائع ہونے تک ''عام عوام'' پارٹی کے قیام کا باقاعدہ اعلان کیا جاچکا ہو۔ چوہدری نثار وزیر اعظم نواز شریف کے برعکس اسٹیبلشمنٹ سے اپنے تعلقات کافی خوشگوار کر چکے ہیں' میاں نواز شریف اور مریم نواز ایک اہم وجہ سے پارٹی پر اپنی گرفت آہستہ آہستہ اس لئے کھوتے گئے کہ وہ عام پارٹی کارکن تو درکنار لیگی اراکین قومی و صوبائی اسمبلی سے آسانی سے ملنا اور ہاتھ ملانا بھی پسند نہیں کرتے اس کے برعکس شہباز شریف نے کم از کم اپنے دروازے عام پارٹی کارکنوں اور لیگی اراکین قومی و صوبائی اسمبلیوں کیلئے ہر وقت کھلے رکھے ہوتے ہیں اور آج کل اسی روش پر حمزہ شہباز بھی چل رہے ہیں۔ نواز شریف اپنے بھائی شہباز شریف پر اتنا اعتماد نہیں کرتے جتنا وہ اسحاق ڈار پر کرتے ہیں ۔ مسلم لیگ (ن) کے اراکین

قومی اسمبلی کی بڑی تعداد جن کا تعلق پنجاب سے ہے وہ میاں شہباز شریف کے حامی ہیں کیونکہ پنجاب حکومت کی جانب سے مختلف سکیموں اور ان کے نیچے اراکین صوبائی اسمبلی کے ذریعے بھاری فنڈز مہیا کئے جا رہے ہیں' جبکہ نون لیگی منتخب اراکین کو شکایت ہے کہ انہیں مریم نواز سے بھی ملنے کے لیے مہینوں انتظار کرنا پڑتا ہے اور میاں نواز شریف کی طرح مریم نواز کا رویہ منتخب اراکین کے ساتھ تضحیک آمیز ہوتا ہے۔ شریف خاندان کے اندرونی اختلافات ملکی سیاست میں مزید گرما گرمی پیدا کر سکتے ہیں اور بعید نہیں کہ مستقبل قریب میں نواز خاندان اور شہباز خاندان ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہو جائیں' ان حالات میں پاکستان مسلم لیگ (ن) اور شریف خاندان کا شیرازہ بکھرتا نظر آ رہا ہے' اس لئے وزیراعظم کو لگتا ہے کہ عید کے بعد ان ہاؤس تبدیلی کے لیے ایک بھرپور مہم چل سکتی ہے جس کی پیش بندی کے لئے آخری کوشش کرکے دیکھ لی جائے۔ دوسری صورت میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شریف خاندان کے افراد آنے والوں دنوں میں بقول پیارے دوست عطاالحسن کے یہ کہتے نظر آئیں کہ ۔۔

صرف تصویر رہ گئی باقی ۔ !

جس میں ہم ایک ساتھ بیٹھے ہیں !